مثنوی بہار خرد

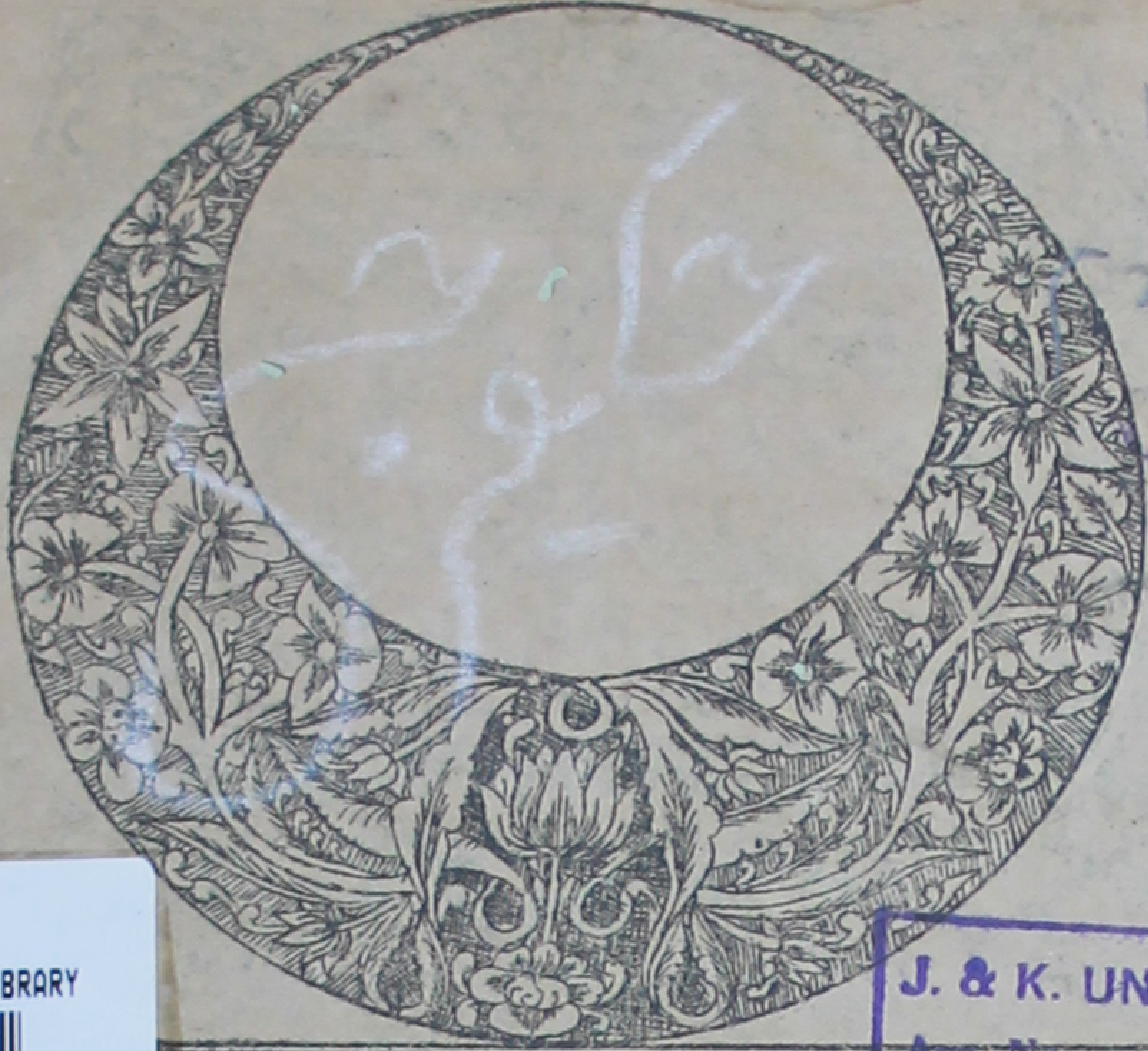
سید اصغر علی

ان من الشعر لحكمة و ان من البيان لسحر

مثنوی

[illegible]

مطبع گلشن ہند واقع شہر آگرہ میں چھپی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلم شاخ تھا بارے پھولا پھلا
یہہ توحید باری کا ثمرہ ملا

ادب سے کہا ای شہِ دوجہان
توہی باغِ عالم کا ہے باغبان

زبان میری منقار بلبل ہوئی
گل آواز سے آتشِ گل ہوئی

کیا تونے غنچہ سے گل گل ہوئی
چلون گلشنِ حمد مین سر کے بل

نکالی عجب لن ترانی کی راہ
کلیمِ خدا ہے ہمارا گواہ

جسے جس مین تونے دکھایا جمال
وہ بیشک آدمی کا ہوا پایمال

حرم مین توہی ہے توہی دیر مین
یہہ قدرت نہین تجہہ سوا غیر مین

حقیقی ہوئی یا مجازی ہوئی
کسی ڈھب سے ہو عشقبازی ہوئی

فلک تجہہ سے خالی نہ تجھ سے زمین
تو سب مین ہی اور پھر کسی مین نہین

یہہ سب تیرے ذرہ ہین ای ذوالجلال
نہو تو تو ان کا بھی ہونا محال

تو مالک ہے ہی ذات تیری قدیم
دل و جان سے پوجے تجھے اے کریم

تو معبود سچا نرنکار ہے
بس اب گفتگو اس مین بیکار ہے

ہماری زبان پر تو ہے تیرا نام
نہ جنت سے مطلب نہ دوزخ سے کام

عجب بار و بر سے یہہ نکلا ثمر
کہ سجدے مین اُس کا جھکا آپ سر

تجھی سے خزان ہی تجھی سے بہار
قلم میرا سر اور تجہہ پر نثار

ہزار آج بلبل پڑھے داستان
مگر کیا ہوا مین بھی ہون ہو زبان

دیا عشق تونے ہر انسان کو
اس آتش سے روشن کیا جان کو

کہان کون معشوق کیسا حسین
کہ عاشق توہی ہے توہی مہ جبین

حقیقت مین ہر جا ہے تیرا ظہور
نہ دیکھے تو یہہ آنکھ کا ہے قصور

محبت سے کوئی بھی خالی نہین
کوئی مرتبہ اس سے عالی نہین

کوئی شیخ ہے اور کوئی برہمن
مگر توہی سب کا ہے انی و المنن

فرشتے پری حور جن و بشر
زمین آسمان مہر و انجم قمر

نہ تھے اور نہ ہوونگے یہہ ای خدا
مگر توہی تھا اور رہے گا سدا

بجز تیرے معبود کوئی نہین
نہین ہے نہین ہے نہین ہے نہین

کسی سے ہے وعدہ کسی سے وعید
بہشت اور دوزخ کی ہے تو کلید

تو مالک ہے ہان حکم دیوے اگر
تو جنت ہی ہو جائے ہمکو سقر

مگر شرم آتی ہے اعمال سے
مین ایسے تو دربار عالی چلا
اب اصغر تو آجا ذرا ہوش مین
دکھانے کے ہین آسمان و زمین
رہا ہے نہ کوئی نہ رہ جائیگا
کدھر ہے فریدون کہان ہے ضحاک
چلا جائیگا رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ
سو ملتا ہے اچھون کو گور و کفن
نہین بعد مرنے کے پچتائیگا
محبت سے دُنیا کی ہوگا خلل
سمجھتے ہین دُنیا کو اپنا مکان
نہ سوجھا کبھی ہائے انجام کار
رہا کوئی دنیا کی تفتیش مین
کسی نے کسی جا کیا روزگار
کسی نے لیا مال و زر غیر کا
نہین جانتے ہم جو غم کھائینگے
بجز اس کے کچھ ہاتھ آتا نہین
چلو سیر گور غریبان کرو
کہو کیا ہوا بعد مرنے کے حال
بہت تا دم مرگ میلے سے ہے
کدھر ہے بچھونا کہان ہے پلنگ
نہ دیکھا کبھی قبر کو جھانک کے
یونہین سب کے سب خوف کرتے رہے
بس اے دل نہ انجان ہو جان کر
کھڑی ہے قضا سر پہ انسان کے

کسے سونھ دکھاؤنگا اس حال سے

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

بہت سا رہا خواب خرگوش مین
ذرا آنکھ جھپکی تو پھر کچھ نہین
یہ سب نقش برآب بہہ جائیگا
ملی آخرش خاک مین اُن کی خاک
گناہون کی گٹھری لئے ساتھ ساتھ
نہین نوش کرتے ہین زاغ و زغن
گیا وقت کا ہے کو ہاتھ آئیگا
و لا تُلہکُم پہ عمل کر عمل
ہزار آفرین واہ وا رے گمان
رہے خواب غفلت مین لیل و نہار
گیا کوئی دولت کی تشویش مین
کوئی مفلسی سے رہا بے قرار
جہان بھی مکان ہے عجب سیر کا
تو چھاتی پہ رکھکر نہ لے جائینگے
کسی کے کوئی ساتھ جاتا نہین
کوئی دل بہلنے کا سامان کرو
کچھ اب بھی ہے دُنیا کا سر مین خیال
مگر آخرش پھر اکیلے رہے
ملی گور سو وہ بھی تاریک و تنگ
نکلتے تھے میت سے منھ ڈھانک کے
مگر روز دو چار مرتے رہے
گیا قافلہ تو بھی سامان کر
رہے گی کسی روز یہ آن کے

دم مرگ چلتی رہی گر زبان
طلسم جہان ہے بہت بے ثبات
بگڑ جائیگا یہہ جو کچھ ہے بنا
نہ تھا کچھ بھی اور کچھ نہوگا یہان
بنا جس کی خاطر یہ کون و مکان
نہ مایہ نہ دولت نہ وہ تن جائے گا
نہ کھو مفت مین عمر اے بے تمیز
یہ رہجائین گے بھائی بند ایک ایک
یہ دنیا ہے ہر چند خواب و خیال
چراغ خرد گل ہے اندھیر ہے
کسی نے تمنا مین اولاد کی
کوئی عشق مین جان کھویا کیا
کوئی گھر مین بیٹھا کمر توڑ کے
ہمارا ہمارا ہی کرتے رہے
کرین لاکھ ہم شورش ما و من
اسی فکر مین ہم غرض مر چلے
وہان سو رہے ہین جو اہل قبور
کہان ہے وہ گلشن وہ سیر چمن
نہ بھائی نہ بند اور نہ ماباپ ہین
شب و روز مرنے سے ڈرتے رہے
اگر جا بھی پہنچے تو مجبور سے
بھلا بچکے ان سے کہان جائینگے
جو مرنے سے پہلے ہی مرجائیگا
یہ ظاہر ہے کچھ اسکا کہنا نہین

توسو طرح یہہ کرون گا بیان
مگر حیف یون ہاتھ خالی چلا
نہین ہے کچھ اس کی بڑی کائنات
یقیناً ہے ہر ایک شے کو فنا
رہے گا وہی خالق دو جہان
وہی جب نہین ہے تو پھر تو کہان
فقط ساتھ دو گز کفن جائے گا
سمجھ اسکو یوسفؑ سے زیادہ عزیز
اگر کام آئے تو اعمال نیک
مگر جانتے ہین اسے بے زوال
یہہ غفلت نہین عقل کا پھیر ہے
یونہین مفت مین عمر برباد کی
کوئی اپنی قسمت کو رویا کیا
کہ دیگا خدا ہم کو چھت پھوڑ کے
جہان تک بنے غم سے مرتے رہے
ملیگا وہی ایک دو گز کفن
کہ آئے تھے کیون اور کیا کر چلے
ذرا اُن سے پوچھو کہ کیون جی حضور
کہان ہے وطن اور اہل وطن
وہی قبر ہے اور وہی آپ ہین
جنازے سے پرہیز کرتے رہے
پڑھین فاتحہ پہ بہت دور سے
کسی روز ہم بھی یہان آئینگے
اُسے خوف مرنے سے کیون آئیگا
کہ جانا ہے دُنیا مین رہنا نہین

گئے سات ولے رہی رات کم
کمر باندھ بستر اٹھا رکھ قدم

گناہوں کی گٹھری ابھی کچھ کم نہیں
مگر حیف تجھکو ذرا غم نہیں

ولیکن ہے ہر دم در توبہ باز
اُٹھا ہاتھ اور کہہ بہ عجز و نیاز

نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

خطائیں مری بخشدے اے کریم
کہ ہے ذات تیری غفور الرحیم

میں آیا تھا کیوں اور کیا کر چلا
میں نامہ کو اعمال کے بھر چلا

کسے منہ دکھاؤنگا میں روسیاہ
کہ سرزد ہوئے مجھسے بے حد گناہ

ہوا بوجھ سے اس کے میں سرنگوں
اِسے راہ میں کس طرح ڈال دوں

گناہوں کا میرے گرانبار ہے
مگر تو تو ستار و غفار ہے

بس اب احمد مجتبیٰ کے لیئے
بس اب سید الانبیا کے لیئے

مجھے بخشدے بخشدے اے کریم
کہ میں کپنچتا ہوں عذاب الیم

یہی قول کل تھا یہی آج ہے
کہ پیدا کئے کی تجھے لاج ہے

مگر نام سے تیرے محبوب کے
نکل آؤں گا آپ میں ڈوب کے

اوسی کا ہے ہمکو فقط آسرا
وہ بیشک ہے شاہنشہِ دوسرا

بس اب چیت جا وقت ہے نور کا
پھر رستہ ہے ایدل بہت دور کا

لڑکپن گیا اور جوانی چلی
خبر کوچ کی تو بھی تو نے نہ لی

کرم سے بخشائے بر حال ما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا

آلہی میں بندہ گنہگار ہوں
گناہوں میں اپنے گرفتار ہوں

گئی عمر افسوس یوں ہی گذر
خجالت سے کیوں کر اٹھاؤں نہیں

مرے نفس نے مجھپہ غلبہ کیا
مجھے رونا آتا ہے یہ کیا کیا

یہ گٹھری تو مجھسے سنبھلتی نہیں
یہ بیگار بیکار چلتی نہیں

بہت ہوں بہت ہوں میں اب شرمسار
مجھے بخشدے اے مرے کردگار

بجز تیرے یہ حال کس سے کہوں
میں اس درد و آفت میں کبتک رہوں

بس اب واسطے اپنے دلدار کے
بس اب واسطے ویچ سردار کے

بھلا تیرے در سے میں جاؤں کہاں
کروں کس سے اس درد و غم کا بیان

اگرچہ میں ہوں بحر عصیاں میں غرق
پسینا ندامت سے ہے تا بفرق

شفیع ایسا دونوں جہاں میں نہیں
کروں وصف طاقت زباں میں نہیں

خطائیں ہماری وہ بخشائیگا
تو بخشے گا حجت نہ فرمائیگا

نعت سرور کائنات

معطر ہے اس دم دماغ قلم
ورق کیوں نہو رشک باغِ ارم

سخن گل ہیں غنچہ ہیں نقطے تمام
سیاہی کا اب روشنائی ہے نام

ضرورت نہیں ہے جو لاؤں دلیل
یہ ہیں السطور ان میں ہے سلسبیل

زباں پر ہے میرے محمد کا نام
علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

ثناخوان ہوں میں شاہ لولاک کا
دماغ آج ہے عرش پر خاک کا

نہ تھا اور نہ ہوویگا اُس کا عدیل
قدم جس کے لے فخر سے جبرئیل

خدا اُن کا عاشق یہ محبوب ہیں
ذرا سوچئے کس کے مطلوب ہیں

کہاں اُن کا خالق کو منظور ہے
یہی عشق و الفت کا دستور ہے

خدا کے پیارے خدا کے حبیب
ہمارے پیمبر ہے خوش نصیب

دکھائی ہمیں وہ رہ مستقیم
جہاں ڈر نہ دہشت نہ خطرہ نہ بیم

یہاں جتنے پیر و پیمبر ہوئے
یہ اُن سب کے ہادی و رہبر ہوئے

برابر برابر جو اشعار ہیں
یہ سب تختۂ سرو گلزار ہیں

بڑی دیر سے جھک رہا ہے قلم
کہ آنکھوں سے چومے کسی کے قدم

جھکا عرش پر رہ گیا جھوم کے
ادب سے زباں کو مری چوم کے

شہنشاہ یعنے حبیب خدا
شفیع گنہگاران بادشہا

گئے عرش پر سید المرسلین
ہوا ہے یہ پایہ کسی کا کہیں

شہ دوسرا خاتم المرسلین
ہوئے خاتم احمدیت کے نگین

سپہر رسالت کے یہ ماہ ہیں
یہی تو ہمارے شہنشاہ ہیں

مشرف کیا ہم کو ایمان سے
فدا اُنکے قدموں پہ سو جان سے

چلی اور سیدھی ارم تک گئی
نہ ماندی ہوئی اور نہ کچھ تھک گئی

وہ اُن کی شفاعت کے محتاج ہیں
بلاشک یہی درۃ التاج ہیں

یہی سرور قاب قوسین ہین
پیمبر ہین اور شاہ کونین ہین

قلم دو زبان کیا جو ہو کل زبان
نہو نعت کا جزو اوس سے بیان

پیاپے درود آل و اصحاب پر
کہ ہین بحر خوبی کے عمدہ گہر

ہمارے پیمبر کے ہین چار یار
کہ اسلام جن سے ہوا استوار

ابوبکرؓ اول دوم ہین عمرؓ
جنہون نے کیا کفر زیر و زبر

سوم اُن مین عثمانؓ چہارم علیؓ
پڑی جن سے کفار مین کھلبلی

رسول مکرم کے ہین یار غار

سبب تالیف

بہت ان سے راضی ہے پروردگار

پلا ساقیا جام عیش و طرب
مین لکھتا ہون لکھنے کا جو سبب

اگرچہ مین ہون اب غریب الوطن
وطن ہے مگر میرا رشک چمن

چمن کو بھی کچھ اوس سے نسبت نہین
وہ پر لطف ہے رشک خلد برین

وہانکا سا جوبن وہان کا سا جوگ
وہان کی سہی خلقت وہانکے سہی لوگ

محبت مین الفت مین آداب ہین
سُنے اور نہ دیکھے کبھی خواب مین

اُسے لوگ کہتے ہین سب آگرا
پھرا پھر نہ کوئی جو وان آ پھرا

وہان کا نہو کس طرح خوشہ چین
وہ روضہ سے رضوان کے کچھ کم نہین

نہین نام کو نام غم کا وہان
غرض ہے عجب دل لگی کا مکان

ولیکن وہان بھی مجھے غم رہا
خوشی سے جہان مین رہا کم رہا

بنایا ہے خالق نے وحشی مزاج
مجھے کل جو پوچھو تو کل تھی نہ آج

لڑکپن کٹا نالہ و آہ مین
محبت نے بھٹکا دیا راہ مین

سمجھتا رہا عشق بازی کو کھیل
ہمیشہ رہا خوبرویون سے میل

غم ہجر مین جان کھوتا رہا
بہانہ سے طفلی مین روتا رہا

لہو چشم نم سے بہایا کیا
گریبان کے ٹکڑے اڑایا کیا

ابھی پاؤن رکھتا تھا مجکو محال
کہ آنے لگے دل مین لاکھون خیال

چلا جب تو پہلے چلا ابجد کو
ذرا دیکھنا میرے اس قصد کو

زبان پر مرے شور تھا شین تھا
نہ اب چین ہے اور نہ جب چین تھا

الم سے جو تھی مجکو الفت قدیم
پڑھا سب سے اول الف لام میم

طبیعت کا جنگل پہ تھا اعتقاد
سبق بوستان کا نہ رہتا تھا یاد

پہاڑون سے الفت جو تھی بیشتر
ہمیشہ رہی قاف ہی پر نظر

حسینون سے رکھتا جو تھا اتحاد
رہا جا کے آگے سدا سین یاد

غرض دل نے اُلٹا پڑھایا مجھے
پڑھا بھی مگر کچھ نہ آیا مجھے

اسی مین کٹی عمر اپنی تمام
الف سے بچا نا کبھی بے کا نام

ہوا بعد اسکے جو کچھ ہوشیار
تو پیدا ہوئے سر مین سودے ہزار

تڑپتے تڑپتے جگر خون ہوا
لقب میرا آخر کو مجنون ہوا

ولیکن طبیعت کو بہلا دیا
کیا آہ و نالہ مگر کم کیا

بہم ہو گئے جب کہ دو چار یار
تو پھر ہو گئی اور ہی کچھ بہار

شب و روز اڑنے لگے قہقہے
گلستان مین رہنے لگے چہچہے

طعام اپنا بے سیر پچتا نہ تھا
کہین کوئی میلا ہو بچتا نہ تھا

ہوا آخرش کو غریب الوطن
نہ بلبل رہا اور نہ سیر چمن

سفر مین جو رہتا تھا اندوہگین
کتابین کئی ایک تصنیف کین

ظفر پیکر اول دوم تیغ نہر
سوم شورش عشق مقبول دہر

غرض پھر جو کچھ فضل حق ہو گیا
تو مین پھر کے اپنے وطن کو گیا

وطن مین جو رہنے لگا کچھ اداس
تو پنجاب آیا مین والد کے پاس

خداوند اور قبلۂ معنوی
شہ دو جہان میر ارشد علی

قلم نے جو یہ نام نامی لیا
تو آداب سے جھک کے سجدہ کیا

فلک مرتبہ شاہ عالی مقام
محیط کرم واجب الاعتصام

مرے سر پہ سایہ ہمیشہ رہے
فقط بندگی میرا پیشہ رہے

غرض مین جو گھبرا کے پہنچا یہان
تو کچھ سیر کی ہو گیا شادمان

عجب ملک ہے واہ صلّ علےٰ
تر و تازہ شاداب اور پر فزا

حسینون کا مسکن حسینون کا گھر
کوئی رشک گل کوئی رشک قمر

اگر آدمیت بھی ہوتی یہان
تو بیشک یہ تھا رشک باغ جنان

بہت دن رہا عیش و آرام سے
تنفر رہا رنج کے نام سے

مگر پھر جو کچھ ولولہ کم ہوا
تو پھر وہ ہی وحشت وہی غم ہوا

دیا حکم والد نے یوں ایکبار
کہ ہر دم جو رہتا ہے تو بیقرار

جو اردو ہو قصہ جہاندار کا
تو اچھا ہے ہو شغل دو چار کا

مگر ہاں لغت کی نہ پھر مار ہو
کہ بے ہفت قلزم کے بیکار ہو

فقط مثنوی کا تو ہے یہ کمال
کہ کل روزمرہ ہو اور بول چال

جو اس طرح ارشاد والا ہوا
تو میں اپنے دل میں یہ کہنے لگا

بھلا اب میں انکار کیونکر کروں
اب اس سے ہوا سنتے ہی سرنگوں

کہا پھر یہ میں نے کہ اے کردگار
یہ مجھسے تو ممکن نہیں زینہار

بھلا مجکو اتنی کہاں ہے تمیز
سنا ہے کہ ہاں شعر ہے سخت چیز

یہی مخمصہ دل میں رہنے لگا
مگر خیر لاچار کہنے لگا

اسی کی رہی فکر شام و پگاہ
اسی غم میں گذرے مجھے چار ماہ

پیا خون دل میں نے حاصل کلام
اُنھیں کی دعا سے ہوئی یہ تمام

کیا مہربانی سے از حد پسند
ہوا عرش سے میرا پایہ بلند

چچا میرے سید تفضل حسین
کہ ہے چین سے جنکے اپنا بھی چین

ہمیشہ بلند اُن کا پایہ رہے
مرے سر پہ دونو کا سایہ ہے

خدایا موثر ہو میرا کلام
پڑھیں مثنوی میری سب خاص و عام

نہیں ہے ستایش کی گو آرزو
مگر قدردان کی تو ہے جستجو

پلا مجکو ساقی شراب کہن
دکھایا ہے مستی نے باغ سخن

نئے گل قلم سے کھلاتا ہوں میں
تجھے بھی گلستان دکھاتا ہوں میں

یہاں سے آغاز داستان ہے سراسر سحر کا بیان ہے شاہزادہ جہاندار شاہ بڑی تمنا سے پیدا ہوا ایک جہان اس کے جمال جہان آرا پر شیدا ہوا.

سنا ہے کہ تھا ہند میں ایک شاہ
جوانمرد منصف رعیت پناہ

شہنشاہ تھے اوس کے فرمان پذیر
غلامی کے مشتاق برنا و پیر

قلمرو میں تھا اوس کے امن و امان
جسے دیکھئے خرم و شادمان

کوئی شخص شاکی ستم کا نہیں
کہیں ملک میں نام غم کا نہیں

شجاعت میں جیسے کہ شیر ژیان
کرے سرکشی کوئی طاقت کہاں

اگر رستم زال ہو سامنے
تو ہاتھوں سے دل کو لگے تھامنے

بدن خوف سے تھر تھرانے لگے
اطاعت میں گردن جھکانے لگے

سخاوت میں یہ نام روشن کیا
کہ حاتم کا قصہ ہی طے کر دیا

رعیت کو رکھتا تھا آرام سے
تنفر کا تھا بیداد کے نام سے

نہ واقف تھا اتنا بھی کوئی بشر
کہ ہے ظلم کے پاؤں کا جانور

یہاں تک کہ اُس عہد میں برملا
ستم کو سمجھتے نہ تھے دلربا

جہانتک تھے دلبر دل آرام سے
غرض بت بھی اُسوقت میں رام تھے

دعا روز کرتے تھے عاشق مزاج
سلامت رہے صاحب تخت و تاج

کہ جس کے سبب جیتے ہیں ہم
جلاتا ہے وہ جس پہ مرتے ہیں ہم

نہ تھا فوج و لشکر کا اُس کے شمار
پھر اُس میں بھی سب شیر دل جاں نثار

بھلا سر اٹھاوے کوئی کیا مجال
اگر چرخ بھی ہو تو ہو پائمال

اُچکوں کی کثرت نہ چوروں کا زور
چراتے تھے دل بلکہ چوری سے چور

نہ دشمن کی دہشت نہ اعدا کا ڈر
مزے سے گذرتی تھی شام و سحر

خزانے بھی لبریز تھے مال سے
نہ تھا رنج اُسکو کسی حال سے

بہر طور وہ شاہ خورسند تھا
مگر ہاں فقط داغ فرزند تھا

سو ایسا کہ اُس درد میں گھلگیا
درِ موت اوس کی طرف کھل گیا

نہ رکھتا تھا وہ شاہ فرخندہ بخت
محل میں کوئی وارث تاج و تخت

اسی سے کلیجہ یہ ناسور تھا
جہان سارا آنکھوں میں بے نور تھا

کبھی چین دم بھر کو آتا نہ تھا
بجز غم کے کچھ اور کھاتا نہ تھا

جھکاتا تھا سجدے میں سر بار بار
نہ آرام دن کو نہ شب کو قرار

جگر موم ہوتا ہے فولاد کا
برا درد ہوتا ہے اولاد کا

ہو جس کے اولاد اے بے نیاز
اُسے وے پسر عمر بھی کر دراز

غرض یہ ہی اُس شاہ کو رنج تھا
خبر لیجیو اے مسیحائے جان
بھلا ہیچ بھی ہے اے شہِ دو جہان
ولا تقنطوا تیرا فرمان ہے
مین اس سے تو مر جاؤن اے ذوالجلال
فقیرون سے کہتا کبھی اے جناب
نہین ہائے افسوس گھر کا چراغ
دعا سے مدد ہو تو فرمائیے
ہماری زبان کا عجب حال ہے
مگر اور اُلٹا دکھایا اثر
غرض وہ شہنشاہ عالی تبار
کیا روز کی ہاؤ ہو نے اثر
سُنی جب خبر یہہ شہنشاہ نے
کٹے نو مہینے بہ مشکل تمام
وہ لڑکا پریزاد پیدا ہوا
نظر تاب مکھڑے پہ لاتی نہ تھی
گلے سے لگایا شہنشاہ نے
بہ مشکل ہوئی ہے دعا مستجاب
دیا حکم پھر شہ نے خیرات کا
کہا پھر کہ ہان آئین اختر شناس
ہوئے مجتمع آکے اختر شمار
سوایا ہمیشہ ترا راج ہو
سوامی ترا بول بالا کرے
کرے اِس کا کرتار رتبہ بلند
براجے گا اچھی طرح راج پر

اسی کا ہمیشہ تشش و پنج تھا
مدد کیجیو اے طبیب جہان
یہ در چھوڑ کر اور جاؤن کہان
ترے واسطے سب کچھہ آسان ہے
کہ جاتا رہے دل سے رنج و ملال
دعا دیجئے لیجئے کچھہ ثواب
دیا ہے عجب مجکو قسمت نے داغ
کبھی تو ہمارے بھی کام آئیے
کہ مردار مردارسی کمال ہے
ہوا کور مانگا جو نورِ نظر
اسی غم مین رہتا تھا لیل و نہار
دعا ایک بیک ہوگئی کارگر
کہ لوکز دیا فضل اللہ نے
ہوا دن تولد کا حاصل کلام
کہ ہر مرد و زن جس پہ شیدا ہوا
محبت سے دایہ دکھاتی نہ تھی
دکھایا یہ دن اوس کو اللہ نے
تمنا ہے اب یہ کہ دیکھون شباب
بندھا وہ سمان جیسے برسات کا
بچین پوتھیون کے کرین التماس
لگے کرنے کچھہ من مین اپنے بچار
جو بیری ہو تن من سے آباج ہو
کہ ہم سے گریبون کو پالا کرے
سدا اِس کو رکھے گوسیان انند
نہین بیر سے اسکو بیری کا ڈر

دعا مانگتا تھا شبِ تار مین
نگاہِ کرم اے شہِ دوسرا
گدا ہین ترے سب امیر و فقیر
یہ کیا میری قسمت کا ہے ہیر پھیر
یہی ہے تو گھٹ گھٹ کے مر جاؤنگا
کھٹکتا ہے میرے کلیجہ مین خار
یہ روشن ہے سب پر کہ اندھیر ہے
خدا نے دیا ہے زبان مین اثر
دعا مانگتے مانگتے تھک گیا
نہ پیدا ہوا وارثِ تاج و تخت
کھلے آخرش اور جاگے نصیب
ہوا شاہ پر فضلِ عزّ و جل
تو سجدہ وہان عاجزی سے کیا
خوشی سے ہوئے سب کے سب خندہ زن
گمان اُس پہ ہوتا نہ کیون حور کا
فسانہ ولادت کا افسون ہوا
کہا ہنس کے اے جان میرے لیے
خدا میرا بخشے تجھے عمرِ نوح
یہانتک کئے لعل و گوہر نثار
مگر خوب اچھی طرح دیکھ دیکھ
غرض پوتھیان بانچ کر یون کہا
کرے تجھپہ بھگوان کرپا گھنی
یہ بالک سو بھاگی ہے بھگمان ہے
نہین دود اور پوت کی کچھہ کمی
مگر ایک پوتھی کا ہے یہ بچن

چلاؤ دل تمنائے دلدار مین
نہین ہے مرا تم سوا دوسرا
بحکم علیٰ کل شیٍٔ قدیر
کہ ایسے غمون نے لیا مجکو گھیر
کہانتک بھلا درد و غم کھاؤنگا
وہ نکلے جو پاؤن کوئی گلعذار
دل اب زندگی سے مرا سیر ہے
ہلاؤ عجب کیا کہ ہو کارگر
کلیجہ مرا آخرش پک گیا
ہوئے دل کے ٹکڑے جگر لخت لخت
ہوا ٹھیک فرمانِ امن یجیب
رہا اُس کے بیت الغرف مین حمل
کہ گھر کا دیا اب خدا نے دیا
کیا دور خالق نے رنج و محن
کہ عالم تھا ہر عضو مین نور کا
سنا جسنے وہ اوس پہ مفتون ہوا
ہزارون جتن بلکہ لاکھون کئے
کہ تازہ رہے حشر تک میری روح
کہ خالی ہوئے بحر اور کوہسار
کہ کوئی نکالے نہ پھر دن میکھ
مہاراج بھگوان کی ہو دیا
دیا رام نے تجکو بالک دھنی
بڑا جور والا ہے بلمان ہے
کہ بالک یہ مالک ہے دھرماتمی
کہ آویگا اِس پر سنیچر کٹھن

کسی استری سے کریگا پریت
سکھاویگا کشتی پر پریم کی ریت

کسی منتری کا بھی کچھ بھیر ہے
مگر جان کی سب طرح خیر ہے

کریگا یہ بیری کو اپنے تباہ
کہیں گے اسے سب جہاندار شاہ

یہ سنکر ہوا باپ کچھ کچھ ملول
مگر پھر کہا رنج سے کیا حصول

بہرطور ہے اپنے دل کو یقین
جو ہونا ہے ہوگا مٹے گا نہین

پلا ساقیا بادۂ خوشگوار
عجب دھوم سے آرہی ہے بہار

نہ ہوویں خدا کے غضب سے ڈرین
ولیکن جوانی ہے ہم کیا کرین

جب اُس نونہال خوبی نے کچھ ہوش سنبھالا تو عجب رنگ و روغن نکالا ایکدن شکار کو گیا وہان سے ایک طوطا مول لایا اُسے اپنا مونس و ہمدم بنایا

جوانی کے دن جب نکل جائینگے
تو ہم آپ ہی سے نکل جائینگے

جوانی عجب چیز ہے واہ واہ
یہی ملک ہستی کی ہے بادشاہ

ہوا شاہزادہ جو کچھ ہوشیار
تو پھر اور اُسپر کیا زر نثار

وہ جوش جوانی وہ دل کی اُمنگ
ہوا اور ہی اور کچھ رنگ ڈھنگ

غضب کا صنم چشم بد دور تھا
وہ رشک پری غیرت حور تھا

نظر جس کی اوسپر پڑی ایکبار
کیا جان و دل دیکھتے ہی نثار

دکھایا یہ دن جب کہ اللہ نے
تو خوش ہو کے دل سے شہنشاہ نے

بٹھائے اتالیق منشی ادیب
سکھایا ہر ایک فن عجیب و غریب

غرض جو کہ دنیا کی ہے رسم و راہ
ہوا سب مین کامل جہاندار شاہ

سدا ساتھ رہنے لگے جان نثار
ہما روز و شب شغل سیر و شکار

گیا سوئے صحرا کسی روز وہ
لئے ساتھ دو چار دلسوز وہ

وہان جا کے جب دم سنبھالی کمان
نچھوڑا کسی جانور کا نشان

رہا دیکھنے کو نہ کوئی چرند
رہا نام کو بھی نہ باقی پرند

وہ جنگل کا جنگل صفا کر دیا
ہر اک دشت نخچیر سے بھر دیا

ہوا تیز اتنے مین کچھ آفتاب
لگے لوگ جل جل کے ہونے کباب

بگاڑا جو خورشید نے رنگ روپ
لگے کرنے سایہ کی سب دوڑ دھوپ

دکھائی دیا ناگہان ایک باغ
ادھی دشت کا تھا وہ چشم و چراغ

قرینہ سے آیا جو دل کو پسند
جہاندار چلا کے اپنا سمند

گیا بلکہ مانند گلزار مین
ذرا جان آئی تن زار مین

ہوئے ہوش جب ٹھیک آئی حواس
تو دیکھا کہ ایک شخص زرین لباس

وہان گا رہے عجب آن سے
فدا جس پہ زہرہ ہو سو جان سے

چہکتی تھی بلبل اگرچہ ہزار
مگر تان سے اُسکے کھاتی تھی خار

نہ کچھ سنگ مین اور نہ کچھ ساتھ مین
قفس ایک طوطی کا بس ہاتھ مین

گلا اُس کا اُس گل کو آیا پسند
ہوئی دل کو آواز گویا کمند

گیا پاس اُسکے بہ عجلت تمام
کہا اے جوان زیب گلشن سلام

یہ سنکر نہ اُسنے دیا کچھ جواب
ہوا شاہزادہ غضب سے کباب

لگا تھرتھرانے تن نازنین
ہلے خوف سے آسمان و زمین

یہ طوطی نے دیکھا تو پر جھاڑ کر
کہا شاہزادہ ہے اوسیمبر

رہے حکم مین تیرے چرخ بلند
نہ و مہر ہون گرچہ تیرے سپند

فلک کو بھی یہ آج طاقت نہین
کہ قدمون پہ تیرے نہ رگڑے جبین

کوئی بل کرے تجھسے مقدور ہے
مگر یہ جہالت سے مجبور ہے

کیا اُسنے گو عقل کے برخلاف
مگر آپ للہ کردین معاف

نہ باتون پہ اِس شخص کے جائیے
خدا کے لئے رحم فرمائیے

یہ سنتے ہی بولا جہاندار شاہ
کہ جا تیری خاطر سے بخشا گناہ

حقیقت مین ہے گرچہ تو مشت پر
مگر فوق ہے تجکو انسان پر

کہا پھر یہ دل مین کہ لیجے اسے
کسی ڈھب سے جانے نہ دیجے اسے

کہا او جوان حسین خوش جمال
یہ طوطا ہمین چاہیے بیچ ڈال

جواہر وہ دینگے تجھے بے بہا
کہ ہو پشت در پشت تیرا بھلا

کہا اوسنے بیتاب ہوکر وہین
کہ صاحب یہ طوطا بکاؤ نہین

اسے مینے پالا ہے ارمان سے
عزیز اسکو رکھتا ہون مین جان سے

ملے گا کہان ایسا شیرین کلام
نہ لونگا جو دانا ہون مین اُسکو تمام

ادہر لا ہمین دے یہ پالینگے ہم
غم اپنی طبیعت کا ٹالینگے ہم

غرض اُسنے آخر کو جھک مار کے
قفس وہ حوالے کیا ہار کے

محل کو گیا کھکھلاتا ہوا
سبھون کو وہ طوطا دکھاتا ہوا

غرض شاہزادہ بصد اہتمام
اُسے پاس رکھنے لگا صبح و شام

کہا شاہزادہ نے بس بس خموش
ذرا کھول آنکھیں سنبھال اپنا ہوش

محبت سے اُسکی دہو ڈال ہاتھ
کہین جان جائے نہ طوطے کے ساتھ

اسے لیکے ایسا وہ ٹکڑا کھلا
کہ قارون کا گویا خزانہ ملا

کہا آج وہ چیز لائے ہین ہم
کہ پہنچے تو مشکل سے پہنچے بہم

نکرتا تھا اُس کو جدا ایک دم
کہ تھی اوس کو دم بھر کی فرقت ستم

وہ طوطا بھی اپنا سنا کر کلام
نیا روز دل پر بچھاتا تھا دام

کہو جا کے ساقیِ گلفام سے
کہ ہشیار ہو جائے پھر جام سے

مے عشق اب ایسے پلا دے مجھے
نشے سے زمین پر جھکا دے مجھے

عجب سحر کچھ عشق کو یاد ہے
یہ دل کے پھنسانے مین استاد ہے

نہ مطلب گدا سے نہ کچھ شاہ سے
جھکاتا ہے سب کو یہ جاہ سے

قضا کار ایکدن مہرپرور نے اپنے حسن و جمال کا ذکر کیا میان طوطے نے خوب آڑے ہاتھون لیا اِسی ضمن مین بھرورپاتو کی خوبصورتی کا تذکرہ آیا جہاندار نے تیر عشق سینے پر کھایا بے نظیر نام مصور کو بھیجکر تصویر منگائی دیکھا تو یک بیک ہوش جاتے رہے پچھاڑ کھائی

سنا ہے کسیدن جہاندار شاہ
بغل مین لئے ایک تابندہ ماہ

پرستار بھی ماہ رخسار تھی
نشے مین جوانی کے سرشار تھی

یہ مشہور ہے سب مین نزدیک و دور
حسینون کو ہوتا ہے از بس غرور

ہمین ہین فقط ایک شکل پری
خریدار ہین زہرہ و مشتری

خصوصًا جو عاشق کے ہون روبرو
تو اللہ رے اُن کی پھر گفتگو

چنانچہ توجہ سے اب تم ذرا
سنو ایک مجھسے نیا ماجرا

اُسیوقت پھر آرسی دیکھکر
گئی اور اچھی طرح بن سنور

جو کچھ بال بیجا تھے اونکو سنوار
لگی کرنے عاشق کا دل تار تار

کوئی ایسی صورت کا زہرہ جبین
سنایا کہ دیکھا ہے تمنے کہین

جو کہتی ہو تم مو بمو راست ہی
یہ تقریر سب بے کم و کاست ہی

کہین گھیرے پھرتی ہے شاید اجل
کہ کرتا ہے ٹیں ٹیں جو یون بے محل

کہا پھر کہ اے بے حیا بے ادب
بتا اپنے ہنسنے کا مجکو سبب

حقیقت مین تم غیرت حور ہو
زسر تا قدم شعلۂ طور ہو

مین سچ جھوٹھ سے گرچہ بیزار ہون
تمہارا تو لیکن خطا وار ہون

جو سمجھی بھی ہوگی تو ہو کیا خیال
کہ دنیا مین مجھسا نہین خوش جمال

شب ماہ مین پی رہا تھا شراب
کہ تھا جوش پر اُن دنون مین شباب

اُسے مہرپرور دیا تھا خطاب
کہ تھی وہ صنم غیرتِ آفتاب

سمجھتی مین ہمسا جہان مین حسین
نہین کوئی غارت گرِ عقل و دین

ہمارا ہی پھرتا ہے ہر ایک دم
ہمین ایک گویا ہین رشک صنم

کرین لن ترانی سے ٹکڑے جگر
خدائی کے دعوے پہ باندھین کمر

جب اُس گل کے نزدیک بیٹھی کنیز
تو سمجھی کہ ہان ہم بھی ہین کوئی چیز

دہڑی اور سرمہ کو کرکے درست
ہوئی اور غمزے مین چالاک و چست

کہا شاہزادے سے پھر اے صنم
سنو تو تمہین میرے سر کی قسم

یہ فقرہ نہ اب تک ہوا تھا تمام
کہ طوطے نے ہنسکر کہا بی سلام

کہا مہرپرور نے ہو کر خفا
ارے تجھسے پوچھا تھا او بے حیا

مجھے ایسی بھاتی نہین ہے ادا
کرون اڑہی چوٹی پہ تجکو فدا

کہا اُسنے اے غیرتِ مہر و ماہ
ہوا نیر بھولے مین مجھسے گناہ

خطا میری للہ کردو معاف
نہ ہنسنے کا پوچھو مرے حال صاف

نہ سمجھی و لے اس کنایہ کو وہ
ستانے لگی دل ستائے کو وہ

کہا شاہزادہ سے [illegible] جی
ہنسی اور دیکھی مرے کی ہنسی

پھر اسپر بتاتی نہین ہے سبب
نگوڑی یہ ٹوٹے خدا کا غضب

غرض جب وہ بیچین ہونے لگی
دکھانے کو غمزہ سیہ وہ نے لگی

یہ بی بی جو کہتی ہین محبسا حسین
سنا بھی نہوگا کسی نے کہین

زمانہ مین لاکھون دلارام ہین
ہزارون سمنبر گل اندام ہین

مگر ان کا اِسدم جو یہہ حال ہی
تو کیا گندمی رنگ کا کال ہی

وہان کا شہنشاہ گیتی پناہ
گل اندام گل پیرہن کج کلاہ

جو دیکھے کوئی شکل اُس ماہ کی
تو قدرت نظر آئے اللہ کی

بدن صاف اور عضو سب نور کے
ڈہلے جیسے سانچے مین بلور کے

حقیقت مین ہے غیرتِ آفتاب
نہین آج اُسکا جہان مین جواب

اگر دیکھ لین وہ مژہ نوکدار
تو ہو طرفۃ العین مین دل دوسار

حسین اسقدر ہے وہ زہرہ جبین
تکبر کہین نام کو بھی نہین

ہوا شاہزادہ یہ سنتے ہی لوٹ
لگی جا کے اُسکے کلیجے پہ چوٹ

بڑہا رنج و غم قہقہہ کم ہوا
دگرگون طبیعت کا عالم ہوا

غرض ہو گئے وہ نیم جان بیقرار
اوسیوقت رونے لگا زار زار

کہ خود صرف کر کے خزانہ کثیر
بلایا مصور کوئی بے نظیر

بناتا تھا تصویر آواز پر
وہ پرواز کرتا تھا پرواز پر

کہا کھینچ لا اوس کا نقش و نگار
کہ آوے مرے دل کو چندے قرار

وہ پہنچا پتے کو لگاتا ہوا
مصیبت سفر کی اُٹھاتا ہوا

مصور وہ ٹہیرا اوسی باغ مین
کسی لالہ رو کے مگر داغ مین

کئے نذر وہ جا کے پہر شاہ کی
ملاقات کی اس طرح راہ کی

دعا دیکے اُٹھا پھر آیا وہین
کہ شاہون سے الفت بھی اچھی نہین

وہ خود گرچہ مرد کہن سال ہی
مگر پاس اُسکے نیا مال ہی

دیا حکم خواجہ سرا کو کہ ہان
وہ اسباب گل لیکے آئے یہان

کہا وہ سلامت رہین جان جان
کہ ہم سے غریبون پہ ہین مہربان

بہت اِس مین چیزین ہین ایسی عجیب
کہ ڈھونڈھے سے ہرگز نہو وین نصیب

ذرا پوچھئے آپ اسے جان جان
نہین اپنے جی کا کرونگی زیان

تو طوطے نے خود جھاڑ کر بال و پر
کہا اے شہنشاہ عالی گہر

بہلایہ کوئی عقل کا ہے کلام
انہین پر ہے کیا حسن کا اختتام

کرورون ہین بلبل کی خاطر چمن
کہین کم ہوئے ہین یہ گل پیرہن

یہین پاس ہے شہر مینو سواد
جہان سیکڑون ہین ستمگر نژاد

عجب ایک رہتا ہے دختر حسین
کہ ہے خاتم حسن کی وہ نگین

ٹہرجائے اوسپر نظر کیا مجال
نہ ایسا سُنا اور نہ دیکھا جمال

اگر چھپ کے پردے مین بیٹھے وہ حور
تو چھن چھن کے باہر تلک آئے نور

یہ بیٹھی جو کہتی ہین ہو نین جہین
انہین اُسکے تلوون سی نسبت نہین

وہ قد دیکھ کر ہو قیامت بپا
نظر آئین گیسو تو ٹوٹے بلا

نہ کچھ ناز و نخرہ نہ دل مین غرور
دیا ہے خدا نے یہ عقل و شعور

کیا عشق نے آکے سینے مین گھر
لگا دل اُچھلنے ہوا خون جگر

کبھی اُف تھی لب پر کبھی ہائے ہائے
گذر جائے جی سے وہی دل لگائے

مگر دل کو روکا بہ مشکل تمام
کیا ایک اور آزمایش کا کام

نہ مانی کبھی اوسنے بہزاد کی
نر کہتا تہا حاجت وہ استاد کی

تجارت کا کچھ مال دیکر اُسے
روانہ کیا سوے دلبر اُسے

مگر عقل کو کام فرمائیو
کہین یونہین خالی نہ پھر آئیو

اوسی گل کا گلشن تھا کوئی دن ہان
کہ ہوتا تہا جنت کا جسپر گمان

اُسیوقت اسباب کو کھول کھال
لئے چند تحفے تحائف نکال

بہت خوش ہوا شاہ وہ دیکھکر
دیا اوسکو خلعت مع مال و زر

اُسی دن ہوئی اوسکی شہرت وہان
کہ آیا ہے اک مرد تاجر یہان

ہوئی رفتہ رفتہ اُسے بھی خبر
لیا تھا یہہ جس کے لئے دردسر

سُنایا جو خواجہ سرا نے پیام
کیا اُسنے سنتے ہی اٹھکر سلام

نہ پوچھا کسی اور نے حال بھی
مین خود بھی انہین کا ہون اور مال بھی

وہ قابل ہین ایسی ہی سرکار کے
مین رکھ دونگا آنیز سے باندھ کے

مگر میری جانب سے بعد از سپاس
اگر اب یہان سے وہان لاؤنگا
تو مٹ جائے لالے کے سینہ کا داغ
دکھاؤن جو اسباب ہو جو ہے
نہین حکم اقدس بجا لاؤن گا
ہمین خیر اچھا چلے آئین گے
گلون نے لئے چوم گل کے قدم
لگین کہنے حق سرہ قمریان
غرض آکے اُتری وہ گل پیرہن
وہ حاضر ہوا لیکے تحفے نفیس
چنا جاکے موقع سے اُسکے حضور
کرو پیش باقی جو کچھہ اور ہے
جڑے قفل مین اُس پہ سونیکے چار
اُٹھاتا ہے دامن سے کرتا ہی صاف
پر اُسنے گذارش کیا اے حضور
یہ وہ شے ہے اے مہر عالی نسب
یہ سنکر ہوا اور بھی اشتیاق
یہ مانا کہ دینے مین انکار ہے
ہوا دام مین جب کہ عنقا اسیر
مگر آپ دکھلائے گا خاکسار
بظاہر تھا یہ چونکہ اک مرد پیر
وہ آیا مگر دور سے دیکھکر
جہان حسن کچھہ اپنا جلوہ دکھائے
یہان زور اور زر کہان چاہیئے
سنبھالا ہوئے ہوش کچھہ ٹھیک ٹھاک

ذرا کیجئے جاکے یون التماس
تو سارے کا نقصان کراؤنگا
گل و غنچہ ہو جائین سب باغ باغ
کہ میرا تو خود یہی مقصود ہے
ضرر ہو تو ہو آپ ہی آؤن گا
وہین آنکر سیر کر جائین گے
صبا نے دعا اُسپہ کی پڑھکے دم
کہ لو آن پہنچا وہ سرو روان
مگر کرکے غیرون سے خالی چمن
جو عمدہ سے عمدہ تھے پچیس تیس
بہت خوش ہوئی وہ پری تشنہ لب
کہ پھر لوٹنا ہمکو فی الفور ہے
وہ دیتا نہین ہمنے مانگا ہزار
جڑے ہین کئی اوس پہ زرین غلاف
امانت ہے یہ چیز جاویگی دور
کہ ذرہ بھی چمکے گا جس کے سبب
رکھا عقل و دانش کو بالائے طاق
دکھانے مین کاہیکی تکرار ہے
تو یون عرض کرنے لگا بے نظیر
بھروسا نہین غیر کا زینہار
کہا خیر آجائے خود بے نظیر
اُڑے ہوش اور گر پڑا بے خبر
وہان غیر ممکن ہے دل بچ نکلنا ہے
فقط عشق مین دل جوان چاہیئے
اُٹھا جہاڑ کے اپنے کپڑونکی خاک

کہ اسباب آدھا بہ مشکل تمام
اگر آپ اے غیرت انجمن
مجھے اس وسیلہ سے ہو افتخار
جو اس مین سے آجائے کچھہ بھی پسند
کیا جب گذارش یہ اُسکے حضور
غرض دوسرے روز وہ گلعذار
غبار سُم توسن باد پا
زمین مین گڑے شرم سے نونہال
گئی بیٹھ پردہ مین بدر منیر
کئی لونڈیان ماہ رو سیمبر
کہا واقعی مال ایسا کہین
یہ سُنکر سبھون نے کیا التماس
خدا جانے اُس مین ہے کیا شے عجب
کہا حکم دو کھول ڈالے اُسے
نہ کھولون گا ہرگز مین اُسکو یہان
اسی سے ملیگا مجھے افتخار
کہا لونڈیون سے یہ منت کہو
ذرا دل مین سوچو تمہین غم ہے
اگر آپ کو یہ ہی منظور ہے
مین ڈرتا ہون ایجان نکالنے
نہین لعل ہم مین جو لیویگا توڑ
وہ حسن خداداد وہ بانکپن
جوان ہو کوئی یا کوئی پیر ہو
کہا شاہزادی نے لینا اِسے
کہا تو نہین [illegible] لئے

یہان لیکے پہنچا ہے کل یہ غلام
کرین دو گھڑی آکے سیر چمن
کرون جان اور مال اپنا نثار
تو واللہ رتبہ ہو میرا بلند
تو کہنے لگی لطف سے کیا ضرور
گئی باغ گلگون پہ ہو کر سوار
لیا آنکھہ مین بلبلون نے لگا
گلون کے ہوئے زرد غیرت سے گال
کہا پھر کہ ہان آکے اب بے نظیر
وہ اسباب سب لیگئین آنکر
کسی جا کبھی ہم نے دیکھا نہین
کہ صندوق باقی ہے اک اُسکے پاس
کہ ہشیار بیٹھا ہے اُسکے قریب
جو تحفہ ہو نادر نکالے اُسے
نہ فرمائین تکرار جان جہان
حفاظت مین کوشش ہے کچھہ [illegible]
کہ نقصان کیا ہے اسے کھول دو
بہانہ یہ کرنا کسی اور سے
تو پھر خیر بندہ بھی مجبور ہے
سمجھتا ہون بہتر اسے جا لئے
ہماری ہی صورت کی ہونگی کروڑ
بھلا کیون نہو دل اسیر محن
کشش ہو تو کیونکر نہ تاثیر ہو
کھڑا ہو تو گرنے نہ دینا اسے
[illegible]

گئے ہاتھ اور پاؤن کچھ لڑکھڑا
بڑی عمر بخشے تمہین بے نیاز
وہ گویا کہ تدبیر تسخیر تھی
کہا دل مین صدقے عجب شان ہی
مٹے یہ جوانی کی دل سے ترنگ
غضب تیغ ابرو ہے یہ خوش جمال
یہ سنتے ہی کہنے لگا بے نظیر
نگہ اسکی ہوتی ہے سینہ کے پار
وہ بوٹا سا قد وہ انوکھی ہی چال
خم تیغ ابرو کا عالم شہید
یہ سنتے ہی ایک جوش پیدا ہوا
مگر دل کو روکا نہ کی لب سے آہ
بہانہ سے کہنے لگی بے نظیر
دل و جان تو حاضر ہے لے لیجئے
اگر مجھسے پوچھو تو بیکار ہے
بظاہر تو کچھ اس کی قیمت نہین
وہ کیا کچھ نہ دیوے گا فرمایئے
وہ اس گل پہ عاشق دل و جان سے ہے
یہ خورشید آوے جو اسکے ہاتھ
اگر دی نہ تصویر اے بد نصیب
نہ آویگا پھر خواب مین بھی خیال
نہین جان دیتا کوئی جان کے
کیا جسنے لالچ پشیمان ہوا
اگر اپنے کہنے سے پھر جائے وہ
ارے باولے ہوش مین آ سنبھل
نہ سنبھلا گیا آخرش گر پڑا
بڑھو جیسے بڑھتی ہی زلف دراز
جہاندار کی اُس مین تصویر تھی
یہ تصویر کیا آفت جان ہے
مٹا جسکے باعث سے ناموس و ننگ
کیا جسنے یک لخت یون ان کا حال
کہ اے ماہ رو رشک بدر منیر
فقرہ اسکی دیکھو تو ہو دل وسیار
کہ ہو سرو قمری صفت پائمال
یہی قفل باغ ارم کی کلید
دل زار باتون پہ شیدا ہوا
لگا داغ سینہ پہ گو مثل ماہ
یہین بیچ ڈالو یہ نقش حریر
مگر اس پہ صاحب کرم کیجئے
فقط قابل نقش دیوار ہے
بکے بھی نہین بیچنے سے کہین
حضور آپ بھولی نہ بن جایئے
منگائی یہ تصویر ارمان سے ہے
تو چمکے ستارا مرا ایک ساتھ
تو نقشے جمالین گے اپنے رقیب
تپ غم سے فرقت مین ہوگا وصال
کرشمے ہین دنیا مین سب جا بکے
کبھی دل کا پورا نہ ارمان ہوا
جو دینے کہا ہے نہ دلوایئے وہ
نہ ڈالو آپ سے زندگی مین خلل
یہی ہوگا جب آپکا سن وصال
یہ کہکر وہ صندوقچہ کھول کر
جسے دیکھکر اُسنے غش غش کیا
سنبھالے سے آتا نہین ہے قرار
نہ کھوے کوئی اسکو سودا ہوا
کہا پھر کہ یہ کس کی تصویر ہے
یہ آقا ہے میرا جہاندار شاہ
جہان اس کی آنکھون کا بیمار ہے
وہ بانکی ادا اور وہ ٹیڑھی نگاہ
خط سبز ہے دلبری کی سند
جگر خنجر غم سے شق ہو گیا
وہ تصویر رکھدی الگ ہاتھ سے
وہ بولا کہ صدقے مین اے نازنین
کہا ایک کاغذ کا ٹکڑا حقیر
کہا اوسنے ہنسکر کہ ہان سچ کہا
مگر اس کی فرقت جسے شاق ہو
شہنشاہ بنگال عالی خصال
پدر اُس کا شادی کو تیار ہے
یہ سنکر کہا دل مین اُس ماہ نے
ہم آغوش ہوگا وہ بت غیر سے
بنے جسطرح سے یہ لے لیجئے
کہا ہنسکے پھر سن تو اے بے نظیر
ذرا دل مین کر غور احمق نہ بن
تو پھر کیا ہو غم سے بتا دل کا حال
وہانتک نجا چھوڑ دے یہ خیال
تو کھلجائیگا میرے گھر کیا حال
نکالا عجب نقش حب پُر اثر
بدن سُن ہوا گر پڑی غش کیا
کلیجہ اُچھلتا ہے بے اختیار
ارے دل سنبھل جا تجھے کیا ہوا
عجب اسکی صورت مین تاثیر ہے
کیا جسنے یون ملک دل کو تباہ
دوائے دل عاشق زار ہے
کہ سیدھی کرے کوچہ دل مین راہ
حسینون مین یہ ماہ ہے مستند
اڑا رنگ مونھ اسکا فق ہو گیا
کہ لیجے اسے پر کسی گھات سے
امانت ہے یہ بیچنے کی نہین
امانت کے قابل ہی اے بے نظیر
مگر دل سے پوچھو تو ہے بے بہا
دل و جان سے جو اسکا مشتاق ہو
جو رکھتا ہے لڑکی کوئی خوش جمال
کہ لڑکی سے اپنی بہت پیار ہے
پھنسا یا بڑے غم مین اللہ نے
بنے گی بری دل پہ یان خیر سے
وہان اس کو جانے ہی کیون دیجئے
نہ ہو دام حرص و ہوا مین اسیر
نئے رنگ لاتا ہے چرخ کہن
یقیناً تجھے زندگی ہو وبال
جہان اسکی قیمت ملے بیچ ڈال

مجھے دے مین دونگی تجھے مال و زر
وہ سمجھا کہ افسون ہوا کارگر
وہ تصویر دی پہا لسکر دام مین
تامل سے دیکھا تھا نقش و نگار
گیا بے نظیر آپ ہی جھوم جھوم
کئی دن مین پہنچا غرض بے نظیر
کیا اُسنے اتنے ہی مین جا سلام
یہ کہکر وہ تصویر کی پیشکش
چھڑک ساقیا مے بجائے گلاب
گئے ہوش اب ناصحا جاییے
نہ تڑک ہو جائے جب کہین
یہ رہتی ہے عشاق کی تاک مین
وہ تصویر جسوقت آئی نظر
نہ تن کی رہی سُدھ نہ من کی خبر
کوئی لیگیا میرے دل کا قرار
تڑپتا ہے دل کیا دوا کیجیے
تمنا ہے یہ نقش جادو اثر
مین بلبل ہون ای غیرت بوستان
ہوئے آخرش ملکے سب جوش
تڑپتا ہے روتا ہے بےچین ہی
اسی دم بُلا کر کہا شاہ نے
اسی دن کو پالا تھا اے ماہ رو
ابھی دودھ کے دانت ٹوٹے نہین
کبھی پھانس چبھنے ندیتے تھے ہم
نہ ہو باولی مادر مہربان

یہ سودا ہے سودے مین سوانکر
گیا عشق نے اُس پری پر اثر
لیا سیم و زر اُس کے انعام مین
لیا گھر یہ جاتے ہی خاکا آتار
لیئے ہاتھ اپنے کئی بار چوم
لیئے ساتھ تصویر بدر منیر
کہ رکھے ہمیشہ خدا شاد کام

نہین دیکھ آخر کو پچھتائے گا
مرا سحر اُسپر اثر کر گیا
شگوفہ کھلا کے ہوا باغ باغ
بنائی وہ تصویر اُستاد نے
ملا دل کا مطلب تو ہو شادمان
اُدھر منتظر تھا جہاندار شاہ
ملے حق تعالےٰ سے دل کی مراد

یہ خبر سنتے ہی باپنے اپنے پاس بلایا مہر پدری سے بہت کچھ سمجھایا مگر چونکہ ہوش و حواس بجا نہ تھے جہاندار نے کچھ خیال نکیا اس کان سُنا اُس کان اُڑا دیا

نشے مین ہین اب بھی سنائی نہین
ملاتی ہے یہ جان و دل خاک مین
ہوا خنجر غم سے گھائل جگر
گیا خنجر عشق دل سے گذر
ہوا آہ تیر مژہ آرپار
کلیجے سے اسکو لگا لیجیے
رہے سامنے میرے آٹھون پہر
بڑھی ہین ہزار عشق مین داستان
گیا شاہ سے جا کے یون التماس
زبان پر فقط شورش و شین ہی
کہ دی ہے تجھے عقل اللہ نے
کہ ہو جان کے اپنے جی کا عدو
ابھی سوئی کے داغ چھوٹے نہین
جو گرتا تھا آنکھون پہ لیتے تھے ہم
یہ تیغ الم اوسنے کھائی کہان

نصیحت کو کچھ عشق سے بَیر ہے
پھلسنا کر جہاندار کو بید رنگ
اُدھر اشک دریا بہاتے رہے
بڑی دیر کے بعد آیا جو ہوش
کیا نقش دیوار تصویر نے
یہ نقش محبت ہے نقشہ نہین
ذرا بولیے منہ سے غنچہ دہن
چبھا خار غم کچھ دوا کیجیے
ہوا غیرت گل گرفتار عشق
بُرے طور آتے ہین ہمکو نظر
سمجھ ہوش مین آ جہاندار شاہ
ارے دشمن جان محبت نکر
کہ کرنے لگا سر مین شورش جنون
کوئی مین گرا آج تو چاہ سے
اسیواسطے ہم [illegible]

کہین ایک حبہ نہ ہاتھ آئے گا
غم عشق دل مین گذر کر گیا
بنا کے کسی کا جگر داغ داغ
کہ چومے قدم روح بہزاد نے
وطن کو ہوا اُس جگہہ سے روان
بنائے ہوئے غم سے حالت تباہ
رہے شادمان شاہ والا نژاد
یکایک جو دیکھا گرا کھا کے غش
دیا عقل و دانش نے اُسکے جواب
سمجھ کر ذرا ہمکو سمجھائیے
محبت مین اے دل عجب سیر ہے
لگانے لگی سُکے دل پر خدنگ
ادھر یک بیک ہوش جاتے رہے
تو کرنے لگا بے تحاشا خروش
پہنایا مجھے میری تقدیر نے
کرون اسپہ قربان جان و دین
ہنسو گل کی مانند گل پیرہن
یہ لب برگ گل سے ہلا دیجیے
خدا جانے کیونکر چبھا خار عشق
خدا خیر کرے نہ پہنچے ضرر
نہ ہو مبتلائے الم خوامخواہ
محبت مین ہوتا ہے جی کا ضرر
ٹپکنے لگا چشم گریان سے خون
گرا یا ہمین منصب و جاہ سے
[illegible] کہان عشرت کرو درد ناک

اسی دن کو اگلی اُٹھاتے تھے داغ
ابھی کھیل کے دن ہیں کھیلو میاں
جیسے زیست ہاں اپنی دشوار ہو
محبت بہاتی ہے آنکھوں سے خون
تڑپنے کا دل کے کروں کیا بیان
کلیجے میں ہوتی ہے ہر دم خلش
کہا ماں اس عشق سے باز آ
کہیں ان سے دل کو لگانا نہیں
غضب ناز کرتے ہیں عشاق سے
غرض جو حسینوں پہ شیدا ہوا
دکھاتا ہے نقشہ بیابان کا
اگر جان ہی پر گذرتی ہی خیر
اثر حب کہ یہ کر گیا کر گیا
مزے میں رہا جو اسے پی گیا
یہ سُنکر ہوا شاہ کچھ نا امید
سنبھالو کہ شاید سنبھل جائے پھر
مجھے ہو گئی زیست اپنی محال
اگرچہ ہے یہ عشق و الفت ستم
یہ کہکر گئے سب جہاندار پاس
ذرا دل میں سوچیں تو اپنے حضور
محبت سے ہوتی ہے حالت زبون
اسی سے ہے گل کا جگر پاش پاش
یہی ہی یہی ہے مرض لا علاج
مسیحا سے پوچھو تو منھ پھیر لیں
قضا کو غرض لیکے آتا ہے یہ

کہ بڑھ کو بجھا دو ہمارا چراغ
بھلا تم کہاں اور محبت کہاں
وہ پھندے میں اسکے گرفتار ہو
محبت میں ہوتا ہے آخر جنون
وہاں پر فرشتوں کے ہیں لا اماں
تو ممکن نہیں پھر دوا و دہش
نہیں چاہنے میں کسی کے مزا
کبھی ان کے دہوکے میں آنا نہیں
چھپاتے ہیں صورت کو مشتاق سے
اسے غم تو کیا روگ پیدا ہوا
یہ جاتا ہے جی لیکے انسان کا
تو واللہ اسکو نہیں دل سے بیر
بلا سے اگر مر گیا مر گیا
اگر جی گیا عشق میں جی گیا
کہا اسکو سودا جو ہو کیا بعید
کسی راہ سے راہ پر آئے پھر
ہیں کیونکر ان آنکھوں سے دیکھوں یہ حال
مگر ایک تجویز کرتے ہیں ہم
کیا متفق ہو کے یوں التماس
محبت کرے آپ سا ذی شعور
محبت میں ہوتا ہے آخر جنون
اسی سے ہی غم بلبلوں کی معاش
جو گل اس میں پوچھو تو گل ہی ہے آج
دوا جان کے خاک اس کی ہدین
کلیجہ یہ گلا ہی کے جاتا ہے یہ

محبت کے تم آپ پالے پڑے
بلا ہے یہ زندہ نہیں چھوڑتی
بچاوے محبت سے پروردگار
یہ حیوان بناتی ہے انسان سے
نہ مطلب خوشی سے نہ کچھ غم سے کام
گریبان کے ٹکڑے جگر چاک چاک
یہ جو آج کل کے پریزاد ہیں
یہ دم دیکے لیتے ہیں دم بھر میں دم
کبھی شکل اپنی دکھاتے نہیں
برا روگ ہے عشق حاصل کلام
یہ سنتے ہی بولا جہاندار شاہ
یہ جی ہے حقیقت میں انسان کا
نہیں دین دنیا کی اسدم خبر
خدارا نہ تکلیف فرمائیے
اُسیدم ندیم و ندم کو بُلا
نہیں آج ڈوبی کمائی مری
کہا سب نے اے شاہ عالیجناب
عجب کیا کہ ہو درد و غم سے نجات
تعجب ہے اے رشک ماہ تمام
محبت کو ہی عقل و دانش سے بیر
ملاتی ہے یہ کوہ اور کاہ سے
یہی داغ چھاتی پہ لالے کی ہے
دوا اس کی سارے جہاں میں کہیں
جوانی میں ہوتا ہے اسکو یہ روگ
نہ عاشق کو راحت نہ صبر و قرار

ہمیں اپنے جینے کے لالے پڑے
یہ خود موت سے منھ نہیں موڑتی
نہیں زیست کا اسمیں کچھ اعتبار
یہ بیدین کھوتی ہے ایمان سے
مگر اشک بہتے ہیں منھ پہ مدام
تپ غم سے سینے میں دل خاک خاک
ستمگر ہیں ظالم ہیں جلاد ہیں
دکھاتے ہیں آخر کو راہ عدم
جو مر جائے عاشق تو آتے نہیں
یہی عیش کرتا ہے ظالم حرام
تپ عشق سے بھر کے اک سرد آہ
نہیں مجکو افسوس کچھ جان کا
عجب جام الفت کا دیکھا اثر
نہ سمجھونگا مجکو نہ سمجھائیے
کہا کچھ کرو درد دل کی دوا
دوہائی خدایا دوہائی تری
نہ فرمائیں آپ اسقدر اضطراب
نہ لے عشق کا نام پھر تا حیات
کہ ہو مرغ دانا گرفتار دام
محبت دکھاتی ہے جنگل کی سیر
جھکاتی ہے یہ ہی کوئیں چاہ سے
یہی طوق گردن میں ہالے کی ہے
اگر جان دیجے تو ممکن نہیں
دم مرگ تک اسکو رہتی ہیں لوگ
تڑپتا تپ غم سے لیل و نہار

رخ و زلف پر جان دینا انہین
ہوا قیس مجنون اسیکے سبب
لگا یا گلے اُس نے قمری کے طوق
یہ رہتا ہے عاشق کی تدبیر مین
بیابان مین رہتا ہے عاشق مزاج
سدا لب پہ دیوانگی کے کلام
خصوصًا یہ عشق زن بدخصال
نہ دے بھول کر دل انہین زینہار
یہ گو ناقص العقل مشہور ہین
انہین یاد ہین لاکھ جور و جفا
چرتر ہزارون انہین یاد ہین
یہ لین مرغ دانا کو بے دام مول
غرض دشمن جانِ عشاق ہین
مگر ہائے الفت کسی سے نہین
نکل جائے جب انکی دلکی ہوس
یہ عورت اُسیوقت تک یار ہے
نہ دے جسکو مطلق خدا عقل و ہوش
یہ کمبخت بدذات ابلیس ہین
یہ جو کچھ کرین وہ ہی کم جانیے
وہان تھے مگر ہوش کسکے بجا
نصیحت اگرچہ وہ سنتا رہا
مصیبت مین وہ خود گرفتار تھا
یہ خود خاک جبتک نہین چھانتا
اُسے آجکل عقل سے بیر ہے
یہان نالہ و آہ ہے سربلند

شب و روز غم مول لینا انہین
دیا کوہکن کو اسی نے لقب
دیا اسنے اصغر کو مجنون پہ فوق
پھنساتا ہے زلفِ گرہگیر مین
اگرچہ ہو وہ صاحبِ تخت و تاج
نہ کچھ گھر سے مطلب نہ باہر سے کام
کہ ہو آخرش جان و دل کا وبال
نہ ہو خار گل کھا کے تن پر ہزار
بہت اپنے نزدیک پر دور ہین
یہ فرقہ کا فرقہ ہے لگ نے فا
یہ اوستاد کے اپنے اوستاد ہین
بند ہے طائر دل جو دین کبھی کھول
جہان لوٹ لین ایسی شتاق ہین
بظاہر اگر ہو تو جی سے نہین
ذرا لوٹ لین خوب سازنگ ہین
کہ تو لاکھ دل سے خریدار ہے
وہ ہو وے تو ہو انکا حلقہ بگوش
جو شیطان دس ہو تو یہ بیس ہین
انہین ایک آفت ستم جانیے
سمجھتا تھا وہ کب مرا یا بھلا
برابر مگر سر کو دھنتا رہا
مگر کیا کرے دل سے لاچار تھا
فلاطون کا کہنا نہین مانتا
محبت سے حالت بہت غیر ہے
یہان عقل مطلق نہین سودمند

سدا درد پہلو سے لب پر فغان
اسی سے ہوئی تلخ شیرین کی جان
یہ ہی دشمن جان عشاق ہے
اسے سیر گلشن خوش آتی نہین
رگڑتا ہے سر جا کے کہسار مین
غرض عشق آفت ہے باز آئیے
جو ڈھونڈھو تو عورت نہ خوشخو ملے
جو پھندے مین انکے پھنسا مر گیا
نہ سمجھے کوئی ان کو بھولا غریب
اگر نیک ہو وے سر انجام زن
یہ جل جل کے دین پیر فرتوت کو
حلال انکے فتوے سے آب حرام
نظر جس سے کی چار دو کر دیا
یہ شکل بھاتی ہین دو چار دن
تو پھر کوئی کیسا ہی ہو وے حسین
اگر فرق آیا تو یہ طور ہے
مگر وہ بھی اپنے نہ رکھے امید
ستارے یہ لا دین ابھی توڑ کر
بچے انکے پھندے سے دل کیا مجال
نصیحت کو سن کے نہ ہان کی نہ ہون
نہ اپنے دل پر جسے اختیار
نصیحت سے گر عشق جاتا رہے
نہ سمجھون لنے کی عرض جانتا ہے
جنون عشق کا ہے [illegible]
یہ وہ عشق والفت کی سرکار ہے

تپ غم سے نوکِ زبان پر دھوان
یہ ہی ہے زلیخا کا خواب گران
یہ ہی جان لینے کا مشتاق ہے
اسے بوئے انسان بھاتی نہین
تمنائے سنگِ در یار مین
کہا تنک مرجان سمجھائیے
بدی ہی لکھو ہے جو قابو ملے
اگر راز اپنے کہا سر گیا
نہوا انکی صحبت کسی کو نصیب
زنان رامزن نام ہو وے نہ زن
اگر بین بس مین ہاروت ماروت کو
کرے انکو ابلیس جھک کر سلام
جگہ دل مین پائی تو غم بھر دیا
نہین چین پھر دوسرے یار بن
انہین نام کو بھی الفت نہین
سحر اور ہے شام کو اور ہے
کہ زنگی نگردد ز شستن سپید
دکھا دین فلک سے زمین جوڑ کر
سمجھ شاہزادے کدھر ہے خیال
تحیر مین بیٹھا رہا سرنگون
بھلا اوس کی باتون کا کیا اعتبار
تو کیون قیس و مجنون مین نام رہے
سمجھتا نہین وہ کسی راہ سے
اسے کچھ نہین عقل و دانش سے کام
سراسر جہان عقل بیکار ہے

عنان توسن پند کی موڑ دو
خدا اس کا حافظ اسے چھوڑ دو

ہوا باپ کو اور سنکر الم
کہا ہائے کیا ہوگیا یہ ستم

محبت سے رشتہ بہم جوڑ کے
کیا مجکو مردہ کمر توڑ کے

وزیرون کو خلوت مین کرکے بہم
کہا دور ہو دل سے کیونکر یہ غم

کیا عشق نے آتے ہی گھر تباہ
بُری ہی ہے محبت خدا کی پناہ

یہ سنبھلا تو سنبھلا نہین آجکل
پھڑک کر مرا جائیگا دم نکل

کرو سوچکر کوئی ایسا علاج
بدستور ہو جائے اس کا مزاج

پھر آجائے جانی مرا ہوش مین
مین بیٹھون اسے لیکے آغوش مین

کہا سب نے اے شاہ عالیخصال
سدا تیرا دشمن رہے پائمال

زمانے سے پہنچے نہ تجکو گزند
رہے زیر فرمان یہ چرخ بلند

ہوا شاہزادہ اسیر بلا
بنی دام زنجیر زلف دوتا

نصیحت سے کچھ اسکو حاصل نہین
سبب یہ کہ قابو مین اب دل نہین

نہ سمجھے گا ہرگز یہ سمجھائے سے
لگے گی مگر آگ بھڑکائے سے

نہ سنبھلے سنبھالے اگر آسمان
مگر ہان جو وہ ماہ ہو مہربان

اگر دارو وصل پہنچے بہم
تو فوراً یہ جاتا رہے درد و غم

قسم حق تعالےٰ کی اسکے سوا
نہ تاثیر بخشے گی کوئی دوا

علاج اس کا آغوش دلدار ہے
دم عیسوی محض بیکار ہے

کسی کی یہان پیش چلتی نہین
اطبا کی یہان دال گلتی نہین

یہ بیماری چشم بیمار ہے
بظاہر علاج اس کا دیدار ہے

بغیر از صنم چین آنا محال
یہ کلفت طبیعت کی جانا محال

یہ مرتا ہے جسپر وہی آن کے
جلائے تو جی جائے یہ جان کے

نصیحت کا اب چھوڑیے خیال
وہ تدبیر کیجیے کہ ہووے وصال

گلے سے لے آکے وہ گلعذار
نکلجائے فوراً کلیجہ سے خار

ارکان دولت نے تجویز کرکے بہرور بانو کے باپ کو نامہ لکھا کنایتہً سب حال سنایا۔ مگر اس نے منظور نہین کیا صاف جواب ارقام فرمایا

پلا جلد ساقی مے ارغوان
نہین پھر بہار جوانی کہان

مچالین ذرا اور بھی دھوم دھام
کہ پیری مین مینا ہے اکثر حرام

ہوا اب کہ تجویز عناب لب
کہ صحت ہو اس گل کو جسکے سبب

تو شہ نے کہا بھر کے اک سرد آہ
سوے چرخ حسرت سے کرکے نگاہ

یہ مانا کہ ہے وصل اسکی دوا
یہ رکھتی ہے تاثیر آب بقا

مگر ہاتھ آنا تو آسان نہین
ملی ہے کبھی یہ کسیکو کہین

بہم پہنچنا اسکا دشوار ہے
تلاش اسکی واللہ بیکار ہے

کیا عرض سب نے ادب سے وہین
کہ تدبیر کچھ اسکی مشکل نہین

اگر باپ راضی ہو اُس ماہ کا
ابھی فضل ہو جائے اللہ کا

روانہ ہو قاصد کوئی ذیشعور
لئے جائے دو چار تحفے ضرور

کیا جائے اس ڈہب کا نامہ رقم
کہ ثابت ہو جس سے محبت بہم

محبت کا مضمون ہو اسمین تمام
کہ ایسے ہی باتون سے نکلیگا کام

بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی
توانی کہ پیلے بہ مے کشی

وہان کوئی موقع جو آوے نظر
تو مطلب زبانی کہے نامہ بر

مگر اس طرح سے کرے دلنشین
کہ کلمہ نہین کا نہ آوے کہین

پسند اسکو سب نے کیا ایک قلم
بلایا دبیر عطارد رقم

بنا کر قلم اسنے جادو نگار
کیا سحر کاغذ پہ یون آشکار

نامہ

پس از حمد شاہنشہ دو جہان
کہ قاصر ہے جسمین قلم کی زبان

بصد شوق پہنچے ہمارا سلام
کہ ہے تحفۂ دین خیر الانام

ہمین چاہیے انس باہم دگر
کہ ہون مورد لطف حق البشیر

گل عشق بلبل ہین جسکے ہزار
فدا دل سے جسکے خزان و بہار

ثمر جسکا سنتے ہیں اکثر وصال
سدا غنچۂ دل ہے جس سے نہال

دیا جسنے لالہ کے سینہ پہ داغ
کیا جس نے روشن گلون کا چراغ

محبت ہی کہتے ہین جسکو عوام — یہ ساری ہی ساری زمین تمام
فوائد ہین اس کے بہت بیشمار — کرے مستفید اُن سے پروردگار
یہ توفیق دے ابتو ہمکو خدا — کہ آپس مین اپنے کرین حل خدا
اگرچہ محبت نہان دل مین ہے — یہ آتش نہان آب و گل مین ہے
مگر ظاہرا مثل رسم عوام — نہین ہم سے تمسے پیام سلام
اگر اس محبت کا ہووے ظہور — تو پردہ یہ آپس کا ہو جائے دور
یہی چاہ ہوگی تمہین خواہ مخواہ — کہ ہے دل کو دل سے زمانے مین راہ
محبت جمانے کو یہ سلسلا — دیا مینے اپنی طرف سے ملا
مگر آپ بھی اس پہ کردین صاد — کہ تا قاف ہو شہرۂ اتحاد
اب ایسی کوئی رسم اور راہ ہو — کہ خلق خدا جس سے آگاہ ہو
نہ بگڑے یہ نقشہ رہے برقرار — بگاڑے اگر نقش لیل و نہار
یہ آتا ہے قاصد عقیدت نشان — کریگا نشان عقیدت بیان
جو کہوے اُسے کیجئے گا قبول — کہ ثمرہ ہے شادی کا اسسے حصول
محبت سے نسبت اگر دیجئے — تو دو دل بہم منعقد کیجئے
محبت کا یہ ہی ہے انجام کار — کہ ہو بعد ہجر صنم وصل یار
محبت بن اس جا نہ آیا کوئی — محبت سے خالی نپایا کوئی
محبت ہی اس کارخانہ مین ہے — محبت سے سب کچھ زمانہ مین ہے
محبت اگر کار پرداز ہو — دلون کے تئین سوز سے ساز ہو
محبت نے ہر گل پہ ڈالی کمند — کہ طوبےٰ سے ہے شاخ اسکی بلند
محبت سے گلشن مین غنچہ کھلا — محبت سے دین بلبلین کھلکھلا
محبت سے زہرہ کے نغمے ہوئے — فرشتونکو اسنے جھکائے کوئے
محبت کا نسخہ ہے از بس عجیب — یہی ہے مریض اور یہی ہے طبیب
مسیحا یہی ہے یہی درد ہے — یہی تپ ہے یہ ہی دم سرد ہے
محبت نہووے تو کچھ بھی نہ ہو — نہو یہ تو انسان مین جی نہو
ملی اس سے قوت بنی جانکو — دیا قوت اسنے دل و جان کو
فلک اس سے خالی نہ اس سے زمین — غرض کوئی شے آج اس بن نہین
باین شد و مد اے شہ حکمران — کیا صرف اسواسطے یہ بیان
کہ شاید کوئی آپ کی بزم مین — خلل ڈالدے عزم بالجزم مین
نہ رکھتا ہو الفت سے مطلق خبر — کرے ایک عالم کو زیر و زبر
زبان اوسکی مرہم نہو نیش ہو — تو کیا جانے کیا گفتگو پیش ہو
اسیواسطے عرض ہے اے جناب — کہ دین سوچکر آپ اسکا جواب
کرین آپ ارو و بدل غور سے — نہ لین رائے اسمین کسی اور سے
لیا نام الفت کا جو بار بار — قلم نے نکالے شگوفے ہزار
اب آگے دعا ہے شہ دادگر — نہ آوے خزان گلشن ملک پر
روانہ ہوا قاصد تیز گام — نہ گلشن سے مطلب نہ صحرا سے کام
چلا شہر سے مثل باد صبا — ہوا کو بتاتا ہوا وہ ہوا
گلستان سے نکلا صبا بنکے وہ — بیابان سے گذرا ہوا بنکے وہ
سمند رہین صرصر درختو نہین باد — پہاڑو نہین تھا رشک طوفان عاد
ملا جا کے آخر شہنشاہ سے — عجب کام نکلا ہوا خواہ سے
ادب سے دعا دیکے نامہ دیا — پیام زبانی گذارش کیا
وہ سنکر غضب سے گیا تھرتھرا — لگا کانپنے تن بدن بید سا
کمان گوشۂ ابروش خم گرفت — ز تندیش گوینده را دم گرفت
چنان دید در قاصد راہ سنج — کہ از ہول جان مخروش آمد برنج
جو حاضر تھے وہ ہاتھ ملنے لگے — جگر خوف سے سب کے ہلنے لگے
دیا حکم پھر شہ نے اسکا جواب — لکھے کو منشی ولیکن شتاب
اسی دم بنا کے کسینے قلم — کیا اسطرح ایک نامہ رقم

جواب نامه

سپاس خدا خالق انس و جان — کہ گویا ہے جبسے قلم کی زبان
ثنائے محمد علیہ الصلوٰۃ — دکھائی ہمین جسنے راہ نجات
سکھایا محبت کا جا[illegible] چلن — کھلایا صداقت کا ہر سو چمن

کیا عقل و دانش کا روشن چراغ
منور ہوا جس سے دل اور دماغ

وہ پہنچا بہ فضل شہ دو جہان
ہوئے راز سربستہ اُس سے عیان

کرون اُسکی توصیف کیونکر بیان
وحی ہے کہ ہے شان خالق عیان

حروفون کا یہ سلسلہ ہے بہم
اگو یا ہے گیسوے پر پیچ و خم

نہین بلکہ در اصل یہ بات ہی
کہ حیوان ہے یہ گرد ظلمات ہی

زبانی بہی قاصد نے ایسا بیان
کہ تہا جسکے اظہار مین خوف جان

بفضل خدا اے شہ ارجمند
سمجھیے نہ بندہ کو محتاج پند

نہین مجکو واجب وہ کرنا کلام
کہ سنتے ہی ہنسنے لگین خاص و عام

جو کہوے کوئی بات مسند نشین
صحیح ہو نہ ہو غیر واجب کہین

محبت سے اے شاہ والا ہمم
کیا تہا جو حضرت نے نامہ رقم

کنائے بہی ظاہر ہوے سربسر
ہوا نقش الفت کا دل پر اثر

حقیقت مین کاغذ وہ کاغذ نہین
یقینا ہے رخسارۂ مہ جبین

صفا جبین اُنکے بین السطور
حقیقت مین ہی عارض رشک حور

بخوبی غرض ہمکو آیا یقین
محبت کا نسخہ ہے نامہ نہین

بہت ڈرتے ڈرتے گذارش کیا
وہ پیغام بہی آپکا سن لیا

مجھے حق نے بخشی ہے عقل و خرد
بخوبی سمجھتا ہون سب نیک و بد

نہین چاہیئے گفتگو بے محل
عمل مین پڑے جسکے باعث خلل

بڑہے مرتبہ اے شہ خوش کلام
خدا عقل بخشے زیادہ سلام

وہ قاصد غرض صاف لیکر جواب
پشیمان پھرا لیکن آیا شتاب

ذرا سا قیا تو ہی آکر سنبھال
ہوا ہجر سے اب مرا تنگ حال

نشے مین تم شاید سنبھل جاؤنگا
نہین دیکھ گھر سے نکلجاؤنگا

تم دام گیسو سے پھر جیتے جی
نکلتے نہ دیکھا کسی کو کبھی

جہاندار وہ نامہ دیکھکر دیوانہ ہوا۔ تلاش محبوب مین جوگی بنکر خود روانہ ہوا۔ امرا و وزرا جب اس حال سے آگاہ ہوئے تو فرط محبت سے آپ بہی ہمراہ ہوئے مگر دہر تک پہنچنے پائے بموجب حکم ایک فقیر کے راستہ سے لوٹ آئے

پھنسا آکے جو اس مین انسان سی
وہ آخر کو جاتا رہا جان سے

سنا ہے کہ قاصد پھرا نامراد
دیا نامۂ شاہ مینو سواد

کلیجہ تپش سے اُچھلنے لگا
غم عشق دل کو مسلنے لگا

بظاہر پدر اُس کا مغرور ہے
طلب اوس کی اب عقل کے دور ہے

ستم کو سمجتا ہو جو دل لگی
اُسے بہول کے دل نہ دیجے کبھی

غرض بیوفا سے رہے دور دور
اگرچہ ہو صورت مین وہ رشک حور

کہا پھر کہ اے شاہ عالی جناب
کیا مجکو کمبخت دل نے خراب

جنون کا یہان آجکل جوش ہی
کہان دل مین طاقت کسی ہوش ہی

ہوا اود سودا سے سر مین جنون
ٹپکنے لگا چشم پر نم سے خون

نہ آیا ذرا ننگ کا نام پاس
اُتارا اوسی وقت شاہی لباس

گرہ کہول کر اپنے سنبل سی بال
بکہیرے تو وہ ہو گئے جی کا جال

بھبوت اپنے چہرہ پہ ایسا ملا
کہ دل ایک عالم کا جسپر جلا

لکھون حال کیا مین جہاندار کا
بھروسا نہین ایسے بیمار کا

ہوا پڑہتے ہی رنگ چہرہ کا فق
گھٹی تاب و طاقت بڑہا کر قلق

کہا باپ نے اے جہاندار شاہ
نگر حال لِلّٰہ اپنا تباہ

جو مُنھ پھیر لے سُنکے عاشق کا نام
اُسے دور سے جھک کے کیجے سلام

فلک پر ہو جس ماہرو کا دماغ
محبت کا اُسکے نہ دے دلکو داغ

یہ سنکر جہاندار رونے لگا
نصیحت کو آنکھون سی دہونے لگا

بگاڑا طبیعت کا نقشہ تمام
نہین عقل اتنی کہ سمجھون کلام

غرض سوز الفت نے یہ کچھ کیا
کہ تن من جلا کر بہسم کر دیا

ہوا جب یہ نقشہ جہاندار کا
ارادہ کیا کوئے دلدار کا

جلایا جو دل نالہ و آہ نے
کیا جو گیا بھیس اُس ماہ نے

لیا گیروا کھیس جب جاہ کے
تو بہولا شفق گرد اُس ماہ کے

بندہا تہا یہ آنکھون سی اشکون کا تار
کہ رسّی کی حاجت نتھی زینہار

زمرد کے حلقے پڑے کا ئنین
نکلتا تھا منھ سے دھوان آہ کا
نہ تن کی رہے اور نہ من کی حواس
محبت بُری عشق جنجال ہے
ہوئی جب کہ قسمت سے حالت زبون
تو مین کیونکہ پھر جاؤن تقدیر سے
سنا مینے جو کچھ کہ تمنے کہا
جو یہ بھی نہو تو بھی پروا نہین
پڑیگی جو افتاد جھیلونگا مین
یہ کہکر جو آیا ذرا ہوش مین
وہ طوطے کا پنجرہ بھی لیے تھے مین
دھوان منھ سے اپنے اڑاتا ہوا
سبب یہ کہ نوکر تھے لاچار تھے
ہر اک اُن مین شبدیز غم پر سوار
نہ جھالون کا غم اور نہ غمخوار کا
رہا یون جو سرگرم شام و بگاہ
ملا ایک دریا کہین ناگہان
تموج کی تھی اسقدر غل پکار
یہ مینڈھے کا رنگا اُس جگہ بے خبر
مگر کا مگر یہ برا حال تھا
مجھے شوق تھا اڑکے پہنچون کہین
تڑپنے لگا خاک پر نیم جان
اب اسدم کہ تم آپ لاچار ہو
رہائی ملے اس قفس سے اگر
اگر حق تعالےٰ مددگار ہو

نہین جن کی توصیف امکان مین
بتاتا تھا گویا پتا چاہ کا
کھڑے ہوگئے دنگ سب آس پاس
کہا مان باز آ یہ کیا حال ہے
کیا سر مین سودے نے آکر جنون
علاج اس کا ہوگا نہ تدبیر سے
نصیحت کا پر وقت جاتا رہا
خدا پر مجھے کیا بھروسا نہین
اگر جاؤنگا جی پہ کھیلونگا مین
تو اٹھا وہ جوگی بڑے جوش مین
کہ تھا سحر جس کی ہر اک بات مین
مگر ضعف سے لڑکھڑاتا ہوا
اسی گھر گئے گویا نمک خوار تھے
گلیچے پہ گل دل جگر خار خار
نہ غم کا الم اور نہ غمخوار کا
بہت راہ طے کر گیا مثل ماہ
نہ تھا جسکے ساحل کا پیدا نشان
کہ گویا قیامت ہوئی آشکار
کہ چھپتا تھا برج حمل مین اسد
گھڑی مین وہان اسکو گھڑیال تھا
مقدر نے لیکن ڈوبایا ہمین
تڑپتی ہین جس طور سے مچھلیان
قفس مین بلا کے گرفتار ہو
تو کوشش مین کھولون اپنے بال و پر
تو بیشک یہ بیڑا ابھی پار ہو

اڑے دیکھکر چرخ گردان کی ہوش
لپیٹ ایک سمرن غرض ہاتھ مین
کہا پھر کسی نے کہ اے خوش خصال
بھلا زار بولا نہ باز آؤن گا
مقدر ہوئی خون دل ہی معاش
نصیحت سے کچھ بھی نہوگا حصول
نہ تکلیف اسکی مجھے دیجیے
رفاقت کا میرے نہ تم دم بھرو
رہ دوست مین جی اگر جائیگا
کہا پھر لین گے جو لایا خدا
چلا سوئے صحرا وہ صحرا نورد
ندیمون نے دیکھا جو اسمین نہ دم
وہ جوگی اگرچہ اکیلا چلا
بندھی شاہزادے کو دھن یار کی
وہ گل آپسے آپ خندان ہوا
نہ جنگل سے مطلب نہ صحرا سے کام
وہ طوفان تلاطم سے اسکے بپا
قضا کا دہن اسکا گرداب تھا
نہ تھا مچھلیونکو اگرچہ خطر
اُس الفت کے ڈولے ہی نے جا کر
کوئی خضر ہے یان نہ الیاس ہے
یہ طوطی کو جب حال آیا نظر
مجھے قید رکھنا مناسب نہین
ابھی لاؤن کر کے دوا دوش
کہا شاہزادہ نے اے غمگسار

ہوئے ماہ و خورشید حلقہ بگوش
وہ جوگی بنا بات کی بات مین
نہ کر دیکھ اب بھی تو دل پایمال
جو رو کو گئے مین سر کے بل جاؤن گا
کیا زہر غم نے جگر پاش پاش
یہ بک بک ہے ناحق بلا سر فضول
مگر ہان جو کچھ ہو مدد کیجیے
مجھے اب خدا کے حوالے کرو
تو جینے سے بڑھکر مزا آئیگا
کیا وصل کی آرزو نے جدا
تپ غم سے بھرتا ہوا آہ سرد
چلے ساتھ وہ مبتلا سے الم
مگر ساتھ ہر ایک چیلا چپلا
چلا اسرسے جنگل مین یکبارگی
بیابان بالکل گلستان ہوا
وہ جاتا تھا اور عیش و عشرت حرام
کہ ہو کشتی نوح لے ناخدا
سمندر کا زہرہ جہان آب تھا
کہ رہتی ہین پانی مین خوش بیشتر
جو دیکھا کہا اے مرے ذوالجلال
مگر ہان ہجوم غم و یاس ہے
تو بولی کہ اے شاہ والا گہر
رہا ہو کے اڑ جاؤنگی گر کہین
کوئی نوح کردار موسے منش
جو صدمہ نے دل پر دہ ہو آشکا

سفر کی مصیبت وطن کا الم
خلش خار دوری کی یاد صنم

پھر اوس پر بھی تازہ یہ آزار ہی
بجز تیرے مونس نہ غمخوار ہی

اگر چھوڑ دون اور اڑ جائے تو
نہ مڑ کر میرے پاس پھر آئے تو

محبت مین توتون کی جا کر گھرے
مقدر کی مانند تو بھی پھرے

تو پھر حال دل کہہ کر کس سے کہون
دل ہی دل مین گھٹ کر غرض مر رہون

کیا عرض تو نے لئے اے مہ جبین
یہ جو کچھ کہا اس مین کچھ شک نہین

حقیقت مین اے شاہ والا نژاد
نہین جانور کا ذرا اعتماد

یہ قابو سے جسدم نکل جائیگا
بمشکل جو آیا تو ہاتھ آئے گا

مگر خوب واقف ہین عورات و مرد
خدا پنج انگشت یکسان نکرد

اگر پوچھیے گا بد و نیک سے
تو نکلین گے کم ایک دو ایک سے

کرون کسطرح مین سپاس خدا
کہ جس نے بنایا مجھے باوفا

اگرچہ بظاہر ہون مین مشت پر
ولیکن بھری ہے وفا کوٹ کر

مین اب عہد کرتا ہون الحاصلین
کہ جب تک نہ ہاتھ آئے وہ سیمتن

نجاؤنگا ہرگز ترے پاس سے
نہ پھیرون گا منہ حسرت و یاس سے

اگر قول سے اپنے پھر جاؤن مین
نہ فرمان عالی بجا لاؤن مین

تو سوگند اے صاحب تاج و تخت
بنایا ہے جسنے مجھے سبز بخت

کیا ہے مجھے اسطرح سرخرو
سکھائی ہے جادو بھری گفتگو

قیامت کو وہ صورت زاغ دے
سیاہی سے دل پر مری داغ دے

علاوہ ازین اے شہ خوش خصال
جہان مین پڑے میرے جی پر وبال

ابھی آکے بلّی دبوچے مجھے
جھنجوڑے چبا جاے نوچے مجھے

غرض مین تو یہ چاہتی ہون جناب
کہ تم اپنے مطلب کو پہنچو شتاب

سلامت رہو اے پیارے سدا
کرون مین بھی جو حق ہے اپنا ادا

یہ سنکر تو کچھ اوس کو آیا یقین
کہ ہان اب بظاہر یہ آڑنا نہین

کہا چھوڑ کر جا نہ دیجو دغا
جو وعدہ کیا ہے وہ کیجو وفا

غرض اُسنے جھاڑے پر و بال و پر
بہت دیر دیکھا اِدھر اور اُدھر

یکایک اُڑی پھر سوئے آسمان
ہوا لے وفائی کا سب کو گمان

بلندی پہ اُسنے مگر پہنچکر
بیابان مین دوڑائی ہر سو نظر

کنارون پہ دیکھا جو ٹک غور سے
تو گھر سا دکھائی دیا طور سے

نگہ تنگ، اور اس قدر مختصر
کہ دل مغموم کا بھی کہے الحذر

یہ آہستہ آہستہ آیا وہان
کہ شاید ملے کچھ اسی جا نشان

مگر دل مین کرتا تھا اپنے خیال
کہ یہ کس کا تکیہ ہے اے ذوالجلال

رہے ایسے جنگل بیابان مین
بھلا جان کب ہے یہ انسان مین

مگر ہان کوئی اہل دل ہو تو ہو
چلو دل کا مطلب اسی سے کہو

وہان جا کے دیکھا تو اک جھونپڑا
پرانا سا ٹوٹا ہوا ہے پڑا

کسی سمت کچھ بوجھ سے جھک گیا
کہین آڑ پائی تو کچھ رک گیا

کسی سمت آدھا کسی سمت پاؤ
نہ کچھ دھوپ کا اور نہ مینہ کا بچاؤ

کوئی گھر ہو جیسے اجاڑا ہوا
مگر صاف شفاف جھاڑا ہوا

وہان ایک درویش تھا پاکدم
چراغ ہدایت از سر تا قدم

دل اپنا جہان سے اُٹھائے ہوے
وہ بیٹھا تھا گردن جھکائے ہوئے

ولیکن ضعیفی سے زار و نزار
کہ تھے بال ریش کے جیسے تار

بدن کانپتا تھا نہ تھا منہ مین دانت
اگر پیٹ دیکھو تو معدہ نہ آنت

فرشتونکی مانند جان پاک تھی
فقط ذکر حق اوسکی خوراک تھی

لٹکتی تھی ڈاڑھی بڑی جیسا بان
نہ تھا اوسمین چہرہ مگر آفتاب

چمکتا تھا از خود حقیقت کا نور
حقیقت مین ولیا نہ تھا دور دو

اُسے دیکھ طوطا ہوا شادمان
ادب سے کیا وصف خالق بیان

یہ سنتے ہی فی الفور وہ پیر مرد
بھرا جوش مین بھر کے اک آہ سرد

کہا رو کے اے یار شیرین مقال
ٹپکتا ہے باتون سے تیرے ملال

بڑی درد آمیز ہے گفتگو
مجھے تجھسے آتی ہے الفت کی بو

سخن تیرا دل کے [illegible]ے دام ہی
مگر یہ بتا تجھکو کیا کام ہے

پریشان ہے خاطر کہ کچھ درد ہی
جو باتونمین ہر دم دم سرد ہی

کہا اُسنے تم خود ہو روشن ضمیر
سمجھتے ہو جس غم مین ہو مین اسیر
مجھے عرض کرنے کی حاجت نہین
کھُلے تم پہ ہین آسمان و زمین
ہوئی نور باطن سے اُسکو خبر
کہ یہ غم ہے اسکے خداوند پر
کہا ہنس کے طوطا ای خوش بیان
اسی شخص کو جا کے لے آیہان
کہا دل مین طوطی نے لو واہ واہ
ملے راہ مین آپ سے خضر راہ
غرض جی مین باتین بناتا ہوا
اُڑی خود بخود مسکراتا ہوا
کہا شاہزادہ سے چلئے حضور
خدا نے بھی چاہا ہوا رنج دُور
جو گذری تہی پہر سب سنائی اُسے
اوسی وقت ساتھہ اپنے لائی اُسے
جہاندار نے آکے چومے قدم
کہا پہر ادب سے کہ اے خضر دم
مصیبت پڑی ہین چلا جانسے
بچا مجکو للہ طوفان سے
یہ جنگل یہ دریا یہ رستہ اُجاڑ
مین سر پہوڑ ڈالون ملے گر پہاڑ
کہا اُسنے بابا نہو بے قرار
کہ دنیا مین سب کا ہے پروردگار
ہمارا تمہارا وہی یار ہے
وہی بیکسی مین مددگار ہے
بجز اُسکے کہنا کسی اور سے
سنا سب نہین ہے کسی طور سے
جو مانگو ملے اوسکی درگاہ سے
نہ مایوس ہو اپنے اللہ سے
یہ ساتھی جو تیرے مددگار ہین
سراسر فضول اور بیکار ہین
اگر ڈہونڈہتا ہے دلارام کو
تو اب چھوڑ دے عیش و آرام کو
یہ سوز محبت نہین برق ہے
محبت مین محنت مین کیا فرق ہے
چلے تم جو ساتھہ اپنے لیکر رفیق
نہین کوچہ عشق کا یہ طریق
اکیلے مری جان ارادہ کرو
مرے ہو تو مرنے سے پہر کیون ڈرو
یہ سنتے ہی جو کچھہ تہا جاہ و حشم
وزیر و امیر و ندیم و ندم
اُنہین سب کو رخصت کیا پاس سے
مگر ہان بڑی حسرت و یاس سے
اکیلا فقط آپ ہی رہ گیا
یہ رویا کہ خون ہوکے دل بہہ گیا
مگر چونکہ خالق مددگار تہا
ذرا آنکھ جھپکی کہ اوس پار تہا
حقیقت مین جو صاحب تاج ہین
فقیرون کے گویا وہ محتاج ہین
زبان انکی رکھتی ہے ایسا اثر
کہ یہی ہے گویا قضا و قدر
گذر اس طرح بحر ذخار سے
نہ ممکن تہا از خود جہاندار سے
اثر کر بہت دل مین شادان ہوا
کہ درویش کا مجھپہ احسان ہوا
نگر یاد آئے جو سب غمگسار
تو رونے لگا یک بیک زار زار
کہا بڑھ کے طوطے نے بس اے صنم
اُٹھاؤ قدم کب تلک رنج و غم
ملے وہ کہ جس سے سروکار ہے
نہین یون تو پہر ایک ہی بار ہے
یہ سنتے ہی اُٹھا کمر تہام کر
کہا مین فدا یار کے نام پر
چلو مین چلون سر کے بل اُٹھئیان
بتاؤ مگر راستے کا نشان
نہ تہا راستے کا وہان نام بھی
اُڑا ہوش بھی اور آرام بھی
چلا ایک جانب مگر زار زار
طبیعت پہ غم اور دل خار خار
کسی گل کی بلبل کو یہ یاد تہی
کہ ہر گام پر آہ و فریاد تہی

روانہ ہونے طوطے کا اور رہنا شہزادہ کا پاس فقیر کے

سمجھتا ہون مین خضر ساقی تجھے
بتا راہ رستہ نہ بتلا مجھے
پلا مے کہ جان آئے پھر جان مین
ہرن ہین لُٹے اس بیابان مین
محبت مین یہ ایک اعجاز ہے
کہ عاشق کو ہر سوز مین ساز ہے
اگرچہ غم و درد ہے جان گزا
پر آتا ہے اُنکو اسی مین مزا
سمجھتے ہین یہ خون دلکو شراب
بناتی ہین لخت جگر کو کباب
یہان خار آلام آرام ہے
یہان داغ سینے کا گل نام ہے
یہ میٹھی نظر گو نہین زہر ہے
حضوصاً جوانی مین تو قہر ہے
یہ جب تک کہ جنگل مین کہاتی نہین
کبھی کوئی دلبر بناتی نہین
اسی کے سبب سے جہاندار شاہ
پہرا جا بجا سو ایک مدت تباہ
ہوا آتش غم سے دل داغ داغ
مگر راستے کا نہ پایا سراغ
یہ اُس گل کی حالت ہوئی شہ کار
کہ کانٹے زبان پر جگر مین بخار
رہا پہر بھی سرگرم آہ و فغان
بہلا جیتے جی جی کو راحت کہان
ملا ایک اوسکو وہین پیر مرد
ضعیف اور دکھ کہا ہوا رنگ زرد

مگر نور باطن سے روشن جبین
چمک جیسے خورشید چرخ برین

جہاندار کو یک بیک دیکھکر
کہا آؤ اے شاہ والا گوہر

کئی روز سے ہی مجھے انتظار
مین مہمان یہ اپنی کرون جان نثار

غریبون کا گھر ہے چلے آئیے
مجھے آکے ممتاز فرمائیے

یہ سنکر جہاندار ٹھیرا وہان
ملا راہ مین ماہ کو مہربان

جو حاضر تہا اوسوقت کچھ ماحضر
وہ دونون نے کہایا وہین ٹھیرکر

ہوئی مانگی دور جب راہ کی
تو یاد آئی پہر یار دلخواہ کی

کہا سائین جہان ادہر دیکھیے
مین عاشق ہون میرا جگر دیکھیے

کہا اسنے سنتے ہی سن لے جوان
گرفتار گیسوے سیمین تنان

جوانی مین مینے بہی چہانی ہے خاک
کیا ہی جگر مثل دامن کے چاک

جوانی مین مین بہی جہانگرد تہا
مرے دل مین تجھسے سوا درد تہا

کھلا آخرش یہ کہ دنیا ہے دون
زبون ہے زبون ہی زبون ہے زبون

بجز غم کے کچھ اس سے حاصل نہین
یہ مردود رہنے کے قابل نہین

اسیواسطے مین اسے چھوڑ کے
یہان آکے بیٹھا ہون منھ موڑ کے

بجز حق تعالے کے اے سیمبر
نہین ابتو مجھکو کسی کی خبر

مین معذور ہون مجکو معذور رکھ
بلاے جہان سے غرض دور رکھ

اگر عشق ہے تجھکو اور سوز و غم
تو پہر رنج کیا کہان کا الم

یہی تو فقط عشق مین سیر ہے
اسے عیش و آرام سے بیر ہے

کہ بس ہے مدد کے لیے کردگار
خبردار ہو دیکھ ہمت نہ ہار

یہ سنکر ہوا شاہزادہ اداس
نہ امید کو سون رہی آس پاس

عنان صبر کی ہاتھ سے چھوڑ دی
جو کچھ آس باقی بہی تہی توڑ دی

کہا واہ یہ عشق کا زور و شور
جھکانے لگا مجکو دو دن مین گور

کہان سے بلا یہ گلے پڑ گئی
مرے دل مین برچھی سی کیا گڑ گئی

مین سمجھے ہوئے تہا کہ آسان عشق ہی
مگر موت کا ہاے سامان ہی عشق

غم و درد و رنج و محن اور جنون
اکیلا مین کس کس کا صدمہ سہون

مین تہنا مرے دل پہ صدمے ہزار
مین اب کیا کرون اے مرے کردگار

کہا سن کے طوطے نے ہین اے جناب
سمجھ بوجھ کر اسقدر اضطراب

بھلا لوگ اب کیا کہین گے تمہین
ہمیشہ یہ طعنے رہین گے تمہین

یہ کہینچو ابہی سے دم سرد تم
ہنو تہوڑے دن کے لیے صبر تم

رہ دوست مین آ مرے گلعذار
اگر لاکھ جان ہو تو کیجے نثار

یہ الفت ہے اس مین جگر چاہیے
نیا روز کٹنے کو سر چاہیے

یہ خامے کے باعث ہی شور و فغان
جو کچھ ہے مین آنکھون سے دیکھا کہان

فقط خون دل یا کہ لخت جگر
وہ امید کا جانتے ہین ثمر

ٹپکتے ہین آنسو ترے گال سے
بس اب پوچھ ڈالو یہ رومال سے

مین جاتا ہون کرتا ہون تیری تلاش
کوئی راہ آسان نکل آئی کاش

ابہی ایک دو روز ٹہیرو یہین
مگر دیکھو چھپے بہی رونا نہین

یہ کہکر وہ طوطی ادہر اڑ گئی
جو کچھ آس تہی وہ ادہر اڑ گئی

کیا شغل درویش نے ذکر سے
اکیلے مین یہ دل ہی ہوا فکر سے

بظاہر کمی اسنے کچھ التفات
کہو اب یہ کس سے کہے جی کی بات

مگر ایک مینا بہت خوش بیان
جو رکہتا تہا درویش اپنے یہان

اسے دیکھ اسطرح زار و نزار
قفس مین ہوئی آپ ہی بیقرار

کہا درد سے اے شہ ارجمند
مین طائر تو ہون ہون مگر ہوشمند

مین سیاح ہون اور گیتی نورد
زمانے کا دیکھا ہے سب گرم و سرد

خبردار ہون چرخ کی چال سے
مین واقف ہون دنیا کے کل حال سے

جسے غم سے اول رلاتی ہی یہ
پہر آخر اوسی کو ہنساتی ہے یہ

اوٹہا دے نہ جب تک کہ رنج و عنا
نہین ہاتھ آتا ہے گنج و غنا

نہ غنچہ سان تنگ اے گلعذار
نکالے گا کانٹا یہ پروردگار

ملے گی تیرے دل کی بیشک مراد
مع العسر یسرا یہ رکھ اعتقاد

مگر اے گل حسن سرو بلند
محبت سے کرتی ہو نہین ایک پند

میسر ہوا اس گل کا جب لم وصال
نکالے یہ کانٹا تیرا ذوالجلال

تو کبھو کئی چیز سے احتراز
دوم زال ہی ہو جو تیری عدو
چہارم جو کبھو کسی کا ضرر
غرض یون ہی باتین سناتی رہی
سنے اُس سے جب ایسے عمدہ کلام
کدہر ہے تو اے ساقی خضر دم
پلا مے دکہا مجکو راہ وصال
کہ جب وہ جہاندار کے پاس سے
کہا حق تعالے سے اے بے نیاز
کیا اس دعا نے جو کچھہ کچھہ اثر
یہ طوطا جو ناچار پہونچا وہان
ملین تہین انہین چار چیزین غریب
سوم اک پیالہ مگر کاٹ کا
وہ گدڑی جو تہی اس سے حسب الطلب
لباسِ زری شال و قاقم سمور
نکلتے تہے رسّی سے لعل و گوہر
نہین تہا وہ عاشق کا تا نظر
وہ تہا آسمانی مگر مائدہ
کہڑاوین وہ بازو بنی جانکی تہین
وہ کہتے تہے غصے سے اور بیر سے
بظاہر ہی ہوتا تہا یہ آشکار
اُڑا اور پہنچا جہاندار پاس
نہ مونس نہ کوئی مددگار ہے
اگرچہ دیانت کے ہے یہ خلاف
جہاندار تہا آپ ہی بیقرار

بڑہا دیجیے رتبہ تر اے بے نیاز
تو رستم سمجھیو شہ نیک خو
تو زنہار اُس سے نہ ہیو نڈر
بہت اسکو قصے سناتی رہی

مقدم تو یہ ہے کہ اے سیمبر
نکہیو سوم راز عورات سے
اگر یہ نصیحت بجا لائے گا
سنائے بہت سے فسانے عجیب

پہنچنا طوطے کا ایک جنگل مین اور ملنا دو بہائیون سے جو چار عجائب چیزون کے واسطے جہگڑا کرتے تہے

خیانت کا ہے ورنہ دلمین خیال
اُڑا درد سے حسرت و یاس سے
مرا کام کر تو تو ہے کارساز
ہوا ایک جنگل مین اُسکا گذر
تو دیکھے متین ایک جا دو جوان
امیرون کو بہی جو نہوین نصیب
چہارم کہڑاوین بہت بدنما
نکلتا تہا سامان عیش و طرب
دیا اور جو کچھہ کہ ہووے ضرور
کہ حیران ہون مردم جنہین دیکھکر
کہ اُشکون سے رہتا تہا پُر بیشتر
پہنچتا تہا جس سے کہ یون فائدہ
کہ ہم پایۂ تختِ سلیمان کی تہین
یہ قصہ مٹے گا کسی غیر سے
کسی شخص کا ہے انہین انتظار
کیا جو کہ دیکہا تہا سب التماس
طبیعت کو غم دل کو آزار ہے
مگر حق تعالے کریگا معاف
کہا خیر بخشے گا پروردگار

یہ قصہ تو چہوڑا یہان کا یہان
تو ڈہونڈا بہت راستہ چارسو
سوا تیرے مین اور کس سے کہون
وہ جنگل نہ تہا بلکہ گلزار تہا
وہ بہائی تہے آپسمین دونو مگر
پُرانی سی گدڑی تہی اک بسر
مگر اُن کا سنئے خدارا کمال
کلاہِ شہی چتر و تاج و سریر
وہ گدڑی نہ ہرگز گدائی کی تہی
اُسے سلک گوہر جو کہئے بجا
پیالے سے لیجے اگر جہوٹ نام
کہڑاوین پہنکر وہ ہر اک بشر
غرض اُنپہ لڑتے تہے باہمدگر
جو کچھہ وہ کہے گا بجا لائینگے
سُنی جب کہ طوطے نے یہ داستان
کہا پہر کہ اس در دآلام مین
اگر ہاتہہ آئین وہ چیزین عجیب
خیانت جو ہووے تو پروا نہین
وہ معبود ستار غفار ہے

جو کچھہ کیجیو کیجیو سوچ کر
نہین جان جائیگی اس بات سے
تو دیکھے گا جو مرتبہ پائیگا
کہ تاریخ اُسکے نہ ہووے قریب
تو کچھہ زخم دل کو ہوا التیام
تری ذات سے ہے امید کرم
سنو اب وہ طوطے کی پہر داستان
نہ پایا تو آنکہون سے ٹپکا لہو
تری بندگی مین یہ مقصد مجھے ہون
عجب گل وہانکا عجب خار تہا
جہگڑتے تہے ترکے کی تقسیم پر
دوم ایک رسّی کوئی ہاتہہ بہر
فقط مضحکہ کا نہ کیجے خیال
زرہ خود و خفتان و فرش حریر
وہ فہرست گویا خدائی کی تہی
نہ پہونچے گا رسی کو ذہن رسا
تو بس اوس سے نکلین ہزارون طعام
جدہر چاہے اُڑ جاے بے بال و پر
نہ چلتا تہا آپسمین قصہ مگر
نہین تو یہین لڑکے مرجائینگے
ہوا اپنے دل مین بہت شادمان
کہ سو سو مصیبت ہے ہر گام مین
تو ہووے ابہی وصل دلبر نصیب
مگر جان دینا کچھہ اچہا نہین
ہمیشہ ز دیانت کا نیکا رہے

اوٹھا اور جلدی سے پہنچا وہان
اٹھے اور جلدی بلایا اسے
کیا خوض مین نے بہت غور سے
یہ اسباب لے چلکے رکھو وہان
برابر سے پھر آپ دو نوجوان
وہ ہی اپنی مرضی کا مختار ہے
انہین بھی یہ تدبیر آئی پسند
یہی اسنے آخر بہانہ کیا
حمائل بکرد آن رسن گلو
بہ بینم از چشم خود ہم کمال
وہ طوطی بھی طوطا بیٹھا ہاتھ پر
پلا ساقیا اب کہ وہ مل مجھے
فقیری سے سیری نہ گھبرائیو
جو چاہے کرے خالق دو جہان
وہ چاہے تو جنگل کو کر دے چمن
اسے فضل کرتے نہین لگتی بار
کہان تھا ابھی تو جہاندار شاہ
پلک مارتے ہی بر آئی مراد
یہان تجکو آرام آجائے گا
یہی دل سے کہتا تھا وہ نوجوان
مگر تھا یہی اس جگہہ کا چلن
جہاندار پہنچا جو دربار مین
بظاہر اگرچہ برا حال ہے
فقیری مین تیرا نیا طور ہے
نہ ٹھیرا گیا پھر تو بیتاب سے

جھگڑتے تھے جس جا دو نوجوان
سنی بات کو پھر سنایا اسے
نہین سوجھتا کچھہ کسی طور سے
نہ روک یا آڑ بالکل جہان
وہ ہی تیر لینے کو ہوویں رواں
اٹھائے جو انہین سے درکار ہے
کہا فی الحقیقت ہو تم ہوشمند
کہ اون کو وہان سے روانہ کیا
بہ آدمیت کشتی بہ پہلوئے او
کہ دارم بسے در کمالت خیال

حکم کا انہین آپ تھا انتظار
تامل سے بولا جہاندار شاہ
مگر ہان جو یہ بات منظور ہو
کھڑا ہو کے پھر خاص اسباب پر
جو لے آئے جلدی اٹھا کر اسے
مگر دسے زیادہ نہین اسکا حق
جہان پھینکے گا اٹھا لائینگے
چو ہر یک برادر بان سو دوید
بہ نعلین چوبین بگفتا کہ ہان
یہ کہتے ہی پہنچا یہاں سے وہان

اسے دیکھتے ہی ہوئے بیقرار
عجب مجھسے قصہ کہا واہ واہ
تو قصہ ابھی آپ کا دور ہو
مین دو تیر پھینکوں ادھر اودھر
مجھے لینے دے پہلے لا کر اسے
کہ باقی کا ہے دوسرا مستحق
غرض اپنے ٹنٹے سے چھٹ جائینگے
جہاندار آن دلق در بر کشید
سوے شہر آن سیمتن شد روان
اسی دم ہوئی شان خالق عیان
گیا ساتھ ہی ساتھ بے بال و پر
مجھے کا دے نشے سے جو بالکل مجھے
ذرا عقل کو کام فرمائیو
کسی شے کی کمتی نہین ہے وہان
حقیقت مین سچ ہے بقول حسن
نہ ہو اس سے مایوس امیدوار
کہان اسکو پہنچا دیا واہ واہ
کہا دل سے اب تو گیا درد و غم
یہ فردوس ہے رشک خلد برین
ہوا شاہزادہ بہت بدحواس
کہ وہ پوچھ لے حال سب و بدو
کہا یہ تو ہے کوئی عالی گوہر
غم و درد و رنج و الم کے اسیر
تجھے کس لئے ہے یہ رنج و محن
کہ ہے آج کل غیرت بوستان

جہاندار نے جب شہر کے اندر قدم رکھا تو لوگ بادشاہ کے پاس لیگئے دو بدو گفتگو کی نوبت آئی۔ اچھی طرح اپنے دل کی کیفیت سنائی۔ وہان سے لوٹا تو ہمرز اپنے باپ کے وزیرزادہ کو بحالت تباہ پڑا پایا مہربانی سے کچھہ حال استفسار فرمایا پھر بہروربانو کے باغ مین جا کر رہنے لگا۔ اور طائر خوش بیان دل لگی کیواسطے کہانیان کہنے لگا

نظر آگیا شہر مینوسواد
یہین درد کی بھی دوا پائیگا
کہ دو تین آئے سپاہی وہان
کہ جو کوئی آوے غریب الوطن
اسی دھن مین اور حالت زار مین
مگر صاحب جاہ و اقبال ہے
تو درویش ہے یا کوئی اور ہے
کہا اس طرح جھک کے آداب سے

خوشی ہو کے اندر بڑھایا قدم
مسیحا بھی رہتا ہے تیرا یہین
پکڑ کر اسے لیگئے شاہ پاس
اسے پہلے شہ کے کرین روبرو
تو شہ نے اسے غور سے دیکھکر
تعجب سے کہنے لگا اے فقیر
ترا نام کیا ہے کہاں ہے وطن
سنا ہو اگر ملک ہندوستان

وہان کا مین ہون وارث تاج و تخت
مین آیا اُسے خود بخود چھوڑ کر
مجھے اب نہین ملک سے گفتگو
یہان عشق لایا مجھے گھیر کے
اسی سوچ مین ہو گیا ہی جنون
یہی مجکو جنت یہی ہے ارم
تپ ہجر سہنا ہے از بس کٹھن
اگر آپ کی اب عنایت ہو
یہ سنتے ہی واقف ہوا بادشاہ
کیا عشق نے عیش اسپر حرام
کہا آپ ہی جان پہچان کے
کیا اسنے یہ اس لئے آشکار
بظاہر تو اوسکو نکلوا دیا
خبر اس کی چھپ چھپ کے لیتے رہین
غرض جب یہ نکلا جہاندار شاہ
بدن پر سجائے فقیری لباس
پھرا یہ دشت ایسے بُرے حال مین
کہا ہائے کیا پوچھتے ہو جناب
بدن خوبصورت ہے اور گول ہے
اگر حسن یوسف بھی ہو ماند ہے
لیا میرے پہلو سے دل کو نکال
مین کھیلا کیا آج تک جان پر
وہ اقلیم خوبی کی ہے تاجدار
گیا دل نہ لی دلربا نے خبر
اُسے تیرے ملنے کا ارمان ہے

مرا باپ ہے شاہ فرخندہ بخت
سبب اسباب شاہی سے مُنہ موڑ کر
یہان کی گدائی کی ہے آرزو
یہان سے نجاؤن گا مُنہ پھیر کے
مرون بھی تو مر کر اسیجا رہون
یہ در چھوڑنا ہے نہایت ستم
جلا دل جگر بلکہ تن اور بدن
تو ہان درد کی کچھ مکافات ہو
کہ الفت نے اسکو کیا ہے تباہ
وہ آیا تھا پہلے اسی کا پیام
کوئی ہے نکالے اسے آن کے
کہ تا میری عزت ہو اور اعتبار
تمام اپنی محفل مین رسوا کیا
ہمین وقت بیوقت دیتے رہین
شہنشاہ کی چھوڑ کر بارگاہ
بُرے حال مغموم از بس اداس
بتا تو پھنسا کون سے جال مین
کیا کشور دل کسی نے خراب
متاع دل و جان ہے انمول ہے
غرض چودھوین رات کا چاند ہے
نہ آیا ستمگر کو کچھ بھی خیال
مگر اُس کی صورت نہ آئی نظر
سمجھتی ہے میرے تئین خاکسار
کیا آہ نے بھی نہ دل مین اثر
وہ مانند گیسو پریشان ہے

نصیبون کی گردش سے سب ملک و مال
مجھے اور ہی شوق پیدا ہوا
حقیقت مین کعبہ ہے یہ آستان
اسی در پہ بیٹھونگا مر جاؤنگا
اسی آستانہ پہ ہو جاؤن خاک
جو مین نے اُٹھایا ہے غم آجتک
مین ہی ہون کہ مینے یہ صدمہ سہا
نہین خیر آخر کو مرنا تو ہے
مسافر نہین یہ جہاندار ہے
مگر اسکا اظہار اچھا نہین
یہ گو مُنہ سے اپنے جہاندار ہے
مگر جھوٹ سچ ہم بھی ہین جانتے
مگر ایک دو آدمی ہوشیار
کرین عرض لیبے سمجھ بوجھ کر
تو ہر مرز کو ناگاہ دیکھا وہان
کہا شاہزادہ نے مین پہچان
وہ تھا سر سے لے پاؤن تک باکمال
یہان دخت شہ ہے جو ہے شکل پری
گل اندام جادو نظر سیمتن
مین نادیدہ اس گل پہ شیدا ہوا
مین کرتا ہوا اپنے دل کی تلاش
وہ بیرحم از بس ستمگار ہے
وہ دیکھے تو جان آئے یان جان غمین
مگر مژدہ باد اے شہ ارجمند
صبا سے سنا ہے ترے نام کو

گیا ہاتھ سے ہو گیا خستہ حال
مین اس آستانہ کا شیدا ہوا
سمجھتا ہون اسکو مین جنت نشان
جیون گا جو جی سے گذر جاؤنگا
کہ تا چین پائے ذرا جان پاک
اُٹھاتا تو گرتا زمین پر فلک
اٹھائے غم و درد او خویش ہا
یہان سے کبھی کوچ کرنا تو ہے
مگر ہان دل اس کا گرفتار ہے
کہ واقف نہو جائے کوئی کہین
و لیکن فریبی ہے مکار ہے
کوئی کچھ کہے کچھ نہین مانتے
مقرر کئے تا کہ لیل و نہار
یہ کرتا ہے اوقات کیونکر بسر
بکر خاک پر لوٹتا نیم جان
تعجب ہے مجکو یہان تو کہان
نہ آیا ذرا بھی ادب کا خیال
نزاکت مین ہی سر سے پا تک بھری
شکر لب سخن فہم شیرین دہن
جنون بیٹھے بیٹھائے پیدا ہوا
یہان آن پہنچا جگر پاش پاش
مرا عشق اُسکے لئے عار ہے
مگر فرق پڑتا ہے وان شاہ مین
کہ قمری ہے تیری وہ سرو بلند
کہ نام غنچہ دہان ہے گل اندام کو

یہ آسیمن ہوتی تھین باتین یہان
وہ مکتب مین چھپکے گئی آپ ہی
ہوئین ایک دو دن مین نا اہل سی
یہ سب سن چکا جبکہ اُسکی پدر
نہ کھانا ملے اور نہ پینا ملے
کہا جاکے یون پھر شہنشاہ سے
مری ایک لڑکی ہے رشک صنم
لڑکپن سے اسکو ہلایا کیا
مرے داد دے ای شہ دادخواہ
یہ فرمان سنادی اُسے قہر سے
سنا جب کہ بہرام نے یہ پیام
مگر باپ نے مجھپہ احسان کیا
مگر وقت رخصت خیال آ گیا
کہ اس شہر سے تو چلا جا ابھی
کہ اے جان من غیرت انجمن
کرونگا گریبان کو مین چاک چاک
مگر وقت آخر نہ دیکھا تجھے
ملاقی جگہ آج مین رات کو
سحر مین کہان اور پھر تو کہان
یہ کہکر کہا لو ہمارا اسلام
یہ کہہ سنکے لی راہ بہرام نے
وطن ملک و مال کو تج گیا
وہ اتنے ہی مین دائی بہی جواس
مین روتے ہی روتے ... ہو گئی
یہ سنتے ہی زہرہ کا دل بھر گیا

کسی نے خبر جاکے دیدی وہان
نہ روکا گیا حیف مان باپ سے
ملاقات کر لیگی وہ سہل سی
تو بولا کہ زہرہ کو کر لو اسیر
کسی ڈھب سے اُسکو نہ جینا ملے
کہ اک عرض رکھتا ہون فدویانہ سے
یہ مکتب مین پڑھتے تھے دونو بہم
محبت کا نقشہ جمایا کیا
نہین ظلم سے ہو گیا مین تباہ
اسیدم نکل جائے اس شہر سے
کہا ملک و دولت کو میرا اسلام
کہ خود گھر سے جانے کا فرمان دیا
یہ چپکے سے دائی کو فرما گیا
نہ منھ کیجیو اس طرف پھر کبھی
ترے عشق مین مجھسے چھوٹا وطن
اڑاونگا اب دشت وحشت کی خاک
یہی ہے مری جان پر کہنا مجھے
ٹھہرتا ہون تیری ملاقات کو
یہ گلشن کہان اور یہ لو کہان
یہی تھا فقط آپ سے ایک کام
دکھایا اثر عشق ناکام نے
فقیری کا بانا اُسے سج گیا
گئی بیٹھی روتی زہرہ کے پاس
مجھے زیست اپنی کٹھن ہو گئی
فسون محبت اثر کر گیا

کہ زہرہ و بہرام دونون بہم
اُسے اب تو اس کا مزا پڑ گیا
گئی آبرو ہاتھ دھو بیٹھیے
خلل آگیا نام او ننگ مین
تشدد ہے اب اسپہ کرنا بھلا
مجھے شاہزادے نے رسوا کیا
کہین آنکھ بہرام کی پڑ گئی
وہ کم بخت بھی آخرش ہلگئی
یہ سنکر کہا شہ نے ای پاک دم
وطن سے نکلنے کا دین حکم یون
مین خود جوش وحشت سے ایمہربان
یہ کہہ ایک گھوڑا منگا ہو سوار
کہ سنتے ہی اے مادر مہربان
مین جاتا ہون پر تجھسے ہی ایک کام
کہان ملک اور کیسا جاہ و حشم
دل غم زدہ بھی سنبھل جائیگا
تجھے دیکھ لینے کا ارمان ہی
خدا کے لئے وہان کرم کیجیے
خیالی ملاقات رہ جائیگی
اگر ہو گیا بچگئے جان سے
قضارا جو یہ شور گھر گھر ہوا
تو زہرہ کو سب نے رہا کر دیا
کہ ہنو غضب دل کو غم ہو گیا
غرض کر گئے پہلے بہت دل گداز
ہوئی خیر سے جسکو گھڑی نصیحت

مزے لوٹتے ہین خدا کی قسم
لڑانے سے آنکھون کے دل لڑ گیا
اُسے جیتے جی جیسے رو بیٹھیے
بٹھاؤ اسے حجرۂ تنگ مین
یہ مرجائے تو اسکا مرنا بھلا
مرا ننگ و ناموس سب لے لیا
دل آیا طبیعت اُدھر لڑ گئی
مری آبرو خاک مین مل گئی
حقیقت مین تجھپر ہوا ہے ستم
بھلا باپ ہو وین تو ایسے تو ہون
سوے دشت جاتا نہ رہتا وہان
چلا سوے صحرا وہ عالی تبار
ہوا مجکو یون حکم شاہ زمان
یہ زہرہ کو پہنچادے میرا پیام
مجھے چاہیئے درد و رنج و الم
تصور سے تیرے بہل جائیگا
اگر تو بھی چاہے تو آسان ہی
کسی ڈھب سے صورت دکھا دیجیے
اگر آج کی بات رہ جائیگی
نہین خیر جی دینگے ارمان سی
کہ بہرام بھی گھر سے بے گھر ہوا
پھرے دن خدا نے بھلا کر دیا
محبت کا کرنا ستم ہو گیا
کہا کان مین پھر وہ چپکے سے راز
گئے خواب غفلت مین سو سب کے سب

اٹھی اپنے بستر سے زہرہ وہین
مگر خوف یہ کوئی جاگے نہین

خزانے سے تھوڑا جواہر لیا
ارادہ جو تھا دل مین پورا کیا

اندھیرے مین جنگل بیابان مین
تصور مین دلدار کے دہیان مین

ادھر شاہزادے کو تھا انتظار
کہ اتنے ہی مین آگیا گلعذار

رہی شاد وان چند ساعت وہین
کہا پھر کہ رکنا مناسب نہین

محبت مین جنگل مین منگل رچے
غنیمت ہے اتنا جو جی سے بچے

پہاڑون مین ہوویگی سیر چمن
کہان ما کہان باپ کسکا وطن

یہ کہکر کیا دل کو برداشتہ
نہ تھا پاس توشہ نہ کچھہ ناشتہ

برابر کئی روز بگ ٹٹ گئے
یہانتک کہ گھوڑون کی دم چھٹ گئے

جو عادت نہ تھی انکو اسکام کی
نہ طاقت رہی ایک دو گام کی

رلایا تو یہانتک رلایا انہین
کہ قسمت پر اپنی ہنسایا انہین

جو اترے تھے اچھی جگہ خیر سے
ذرا دلکو فرحت ہوئی سیر سے

یونہین سر کو زانو پہ دھر پاکے
وہین سو رہی منڈکری مارکے

بہت سہل سے اپنے کپڑے اتار
بدل ڈالا سب بھیس مردانہ وار

غم یار مین ہاتھ ملتی ہوئی
وہ گھوڑے پہ چڑھ گھر سے چلتی ہوئی

گئی تر پہنچ گھوڑا اڑاتی ہوئی
پتہ کو پتہ پر لگاتی ہوئی

گلے سے گلے دوڑ کر مل گئے
وہ گلرو گلون کی طرح کھل گئے

ہم آخر تو گھر اور دیسے چھٹے
چلو اب یہان سے جدہر منہ اٹھے

اٹھایا بہت لطف آرام کا
مزا دیکھین اب چلکے آلام کا

اگر یار ہے اپنا سرو روان
یہی بوستان ہے یہی بوستان

اوٹھے اور بستر اٹھا کر چلے
رقیبون سے دامن چھپا کر چلے

غرض تین دن بعد وہ خوش جمال
بہت ہو گئے تھک تھکا کر نڈھال

وہ کیا جانتے تھے مصیبت کا نام
مگر حضرت عشق تمکو سلام

زیادہ ہوئے حد سے جب بیقرار
تو ٹھہرے کہین دیکھکر سبزہ زار

یہانتک کہ زہرہ کو نیند آگئی
گھڑی بھر مین غنچہ سی کملا گئی

نہ تھا دوسرا سنگ اور ساتھ مین
پڑا شاہزادہ خیالات مین

مجھے بھر کے دے ساقیا جام مل
کھلا اور تازہ مرے لب پہ گل

مقدر نے یہ دن دکھایا مجھے
کہ دلبر سے میرے چھڑایا مجھے

عجب عربدہ جو ہے پیر فلک
ہلا اسکو روے کوئی کب تلک

ذرا حال ان کا سنو غور سے
کہ بچھڑے یہ آپس مین کس طور سے

اس آفت مین بھی چرخ ناہنجار نے چین نہ لینے دیا۔ دونو عاشق و معشوق پر سنگ تفرقہ ڈالا یعنے جدا جدا کیا زہرہ عجب جنجال مین پھنسی بڑی آفت اٹھائی۔ مگر عقل صاحب کے ذریعہ سے رہائی پائی

کہین سوچتے سوچتے ناگہان
ہوا دل مین بہرام کے یہ گمان

اگرچہ یہان کوئی آئیگا کیا
مگر دیکھ لینے مین جائیگا کیا

جگاؤن تو ہے اسمین سوء ادب
نہ جاؤن تو کیا جانے کیا ہو غضب

وہان سے جو دیکھا ادہر اور ادہر
تو دو شخص گھوڑون پہ آئی نظر

جو دیکھا انہین غور سے گھور کے
تو نوکر وہ دونو تھے دستور کے

نہین ان کو ہم سے بجان بیر تھا
ابھی خاتمہ اپنا بالخیر تھا

کہا او دغا باز عیبی شریر
کہان ہے بتا جلد دخت وزیر

بہانے سے لایا ہے زہرہ کو تو
اسی جا بہانا ہے تیرا لہو

کوئی کھوج پیچھے لگاتا ہوا
نہ آجائے گھوڑا اڑاتا ہوا

یہ ہے وہم پکا دل زار کا
ولے سر ہے زانو پہ دلدار کا

غرض سر کو آہستہ نیچے اتار
چڑھا ایک بلندی پہ وہ شہسوار

وہان سے اتر کر لگا ایک آڑ
دیا جلد گھوڑون نے گھوڑیکو پھیر

کہا دل مین خوش ہو کے بہرام نے
کیا کام اسوقت الہام نے

انہون نے بھی اتنے مین پہچان کے
ذرا اور زیادہ قریب آن کے

ہم آئے ہین مالک کے فرمانے
نہ چھوڑینگے جیتا تجھے جان سے

یہ سن سن کے بہرام عالی نسب
نہایت ہوا غیظ سے پر غضب

اشارے کنایہ بھی چلنے لگے
وہ آخر کو لیلی و مجنون ہوئے
جو جاتے تھے مکتب سے گھر شام کو
غرض یہانتک آخر کو شیدا ہوئے
یہ دستور ہے دل جو گھبرا گئے
ہوئی جبکہ لوگون کو اسکی خبر
نصیحت لگے کرنے چھوٹے بڑے
ذرا اسطرف کو اجی دیکھنا
بڑی بات ہے اسکو تم چھوڑ دو
جسے زیست پیاری ہو الفت کرے
جفاکش جو ہو اسکا یہ کام ہے
کہین عشق جاتا ہے سمجھائے سے
حقیقت مین دل ہے یہ انسان کا
کہا جا کے زہرہ کے یون باپ سے
ذرا ہوش مین آکے لیجے خبر
مٹاویگی وہ ننگ و ناموس کو
کہین اور گر آنکھ لڑ جائیگی
یہ ماباپ کو جبکہ پہنچی خبر
جدا کر دیا عاشق زار کو
مگر تو بھی عادت سے لاچار ہے
کسی ڈھب سے انکو جدا کر دیا
بس اب جاگ تو خواب خرگوش سے
تو معمول سے اپنے پڑھنے لگا
کہا کہ کے اکبار شور و فغان
غرض تھوڑے عرصے مین سکتا ہوا

محبت ہوئی دل اچھلنے لگے
دل آپس مین دونو کے مفتون ہوگئے
نہ جی چاہتا تھا کسی کام کو
کہ الفت کے آثار پیدا ہوئے
تو جو دشمنے سے نہ نکل جائے ہے
کہ الفت یہ رکھتے ہین باہمدگر
بلا کی طرح اس کے پیچھے پڑے
نہ زہرہ کو پھر تم کبھی دیکھنا
یہ شیشہ ہے عشق کا پھوڑ دو
جو گھر سے سوا ہو کسی پر مرے
تمہارے لئے عیش و آرام ہے
یہ جاتا نہین جان کے جانے سے ہے
جو دل ہو تو پھر خوف کیا جان کا
کہ لڑکی سنبھلتی نہین آپ سے
میانجی کہان اور مکتب کدھر
ملوگے بہت دست افسوس کو
جو عزت بنی ہے بگڑ جائیگی
تو ایسا ہوا ان کو حسرت کا داغ
پڑا چلین اب چرخ دوار کو
ازل سے تجھے یہی آزار ہے
کسی طور آنکھون مین خون بھر دیا
ذرا حال شیرون کا سن ہوش سے
تصور سا ایک دل مین گھڑنے لگا
کدھر رہ گیا او مسیحائے جان
جگہ سے اوٹھا اپنی بکتا ہوا

کیا عشق نے انکے سینے مین گھر
محبت ہوئی بات کی بات مین
نہ کھانے نہ پینے نہ سونے کا ہوش
لبون پر ہمیشہ دھوان آہ کا
یہی راز کم بخت کرتا ہے فاش
تو بہرام سے یون کہا آن کے
ہوئی اسطرح ان سے گفت و شنید
یہ آنکھین لڑانا کچھ اچھا نہین
نہ کچھ اس مین راحت نہ آرام ہے
اسی مین تو ہوتا ہے انسان ذلیل
یہ سنکر کہا اُسنے بہرام نے
مجھے بھی خبر ہے یہ ہے بد بلا
جب اسدھب کا پایا انہون نے جواب
غنیمت ہے مکتب کا جانا اسے
وہ بیٹھی ہے دکان شر اٹھائے ہوئے
خدا کے لئے تم سنبھالو اوسے
اسے دل لگانے کا ارمان ہے
کہ مکتب سے فوراً اٹھایا اسے
بھلا آسمان تجکو کیا مل گیا
کہ دیکھی جہان تونے دو دل مین راہ
وہی حال ظالم انہون کا کیا
کہ جب شاہزادہ وہ عالی تبار
نہ پایا جو زہرہ کو بہرام نے
نہ پایا جو محبوب کو کھو گیا
میانجی نے پوچھا سبق یاد ہے

محبت نے دل لے لیا چھین کر
لگے تھے وہ گویا اسی گھات مین
وہ ہی عشق کا دل مین جوش و خروش
یہی ہے نشان اک بڑا چاہ کا
زبان بند ہو جائے عاشق کی کاش
مصیبت مین پھنستے ہو کیون جانکے
گرو عشق تم عقل سے ہے بعید
لڑائی نہ ہو جائے اسمین کہین
بھلا عشق سے تمکو کیا کام ہے
کہین قدر ہوے تو قدر ہے قلیل
نہ بک بک کرو تم مرے سامنے
مگر جان بھی اسمین جانا بھلا
تو دلمین بہت اپنے کھا پیچ تاب
یہ اچھا ملا ہے بہانہ اوسے
کسی شخص سے دل لگائے ہوے
دبستان سے جلدی اٹھا لو اسے
وہ لڑکی نہین آفت جان ہے
بتاکید گھر مین بٹھایا اوسے
ہمارا تو سنکر یہی دل ہل گیا
حسد سے ہوئی تیری حالت تباہ
ابھی ایک تھے تو نے دو کر دیا
سحر اوٹھکے مکتب گیا بیقرار
لگا دونون ہاتھون سے دل تھام کر
جنون کا سا سر مین خلل ہو گیا
کہا اب تو تم میرا اوستاد ہے

کہا آج آپے مین کیون تو نہین
کہا آج بہرام کیا ہو گیا
ذرا دیر مین اپنے دل کو سنبھال
میانجی نے کچھ سمجھ بوجھ کر
کہان ہے تو زہرہ کہان ہے صنم
کہان ہے تو اے غیرت بے نظیر
کہان ہے تو اے غیرت مہوشان
مجھے ایکدم مین جنون ہو گیا
اگر اپنی صورت نہ دکھلاؤ گے
تجھے شام تک گھر نہ مین پاؤنگا
یہ کہہ جان کو اپنے کھونے لگا
نہ ہمدرد کوئی نہ غمخوار تھا
پھنسی تھی غرض وہ عجب جال مین
وہ کہتی تھی یارب یہ کیا ہو گیا
ہوئی جب کہ حد سے زیادہ اداس
لگا کہنے بہرام اے میری جان
اگر اور دم بھر کی ہو جائے دیر
مگر شکر احسان پروردگار
نیا گل ہمیشہ کھلاتا ہے یہ
کسی نے کہا گھر مین اسطور سے
غرض تمکو لڑکی نے رسوا کیا
لگے پوچھنے ماں بھی اور باپ بھی
مگر شاہزادے ستم ہو گیا
یہ کیون کہائے گل جان پہچانکے
نہین اور تدبیر کیجائیگی

کہا کیا کرون دل یہ قابو نہین
کہا کیا کہون یار ہی کھو گیا
میانجی سے کرنے لگا یون سوال
کہا شاہزادے مجھے کیا خبر
مجھے کھا گیا تیری فرقت کا غم
کہان ہے تو اے رشک مہ منیر
کدھر جاؤن مین تجکو ڈھونڈھون کہان
جگر تو جگر دل بھی خون ہو گیا
تو ہاتھون کو مل مل کے فرمانے لگا
لو اے جان جیسے گذر جاؤنگا
اکیلا دبستان مین رونے لگا
فقط آپ تھی یا غم یار تھا
نہ دشمن پھنسے ایسے جنجال مین
مرا بخت بیدار کیون سو گیا
گئی جب کہ مکتب مین بہرام پاس
ہوا کیا رہی آج اب تک کہان
تو مین زیست سے اپنے بیٹھا تھا ہاتھ
کہ پھر مجھسے آکر ملا میرا یار
قفس بلبلون کو دکھاتا ہے یہ
کہ زہرہ کو رکھو ذرا غور سے
یہ سنکر کسی نے نہ آنے دیا
نکالی نہ مین نے مگر بھاپ بھی
کہ ملنا مرا تجسے کم ہو گیا
کہ لالے پڑے آخرش جان کے
یہ جان آپ سے تجکو دیجائیگی

کہا تیرا منہ آج کیون زرد ہے
کہا عشق تجکو ہوا ہے کہین
میانجی بتاؤ تو اسکا سبب
یہ سنتے ہی آنکھ سے نیر آگیا
کہان ہے تو اے شاہ حسن و جمال
کہان ہے کہان ہے تو اے ماہتاب
مجھے دور رہنے کا یارا نہین
ترے واسطے دل ترسنے لگا
غضب کر گیا اف غضب کر گیا
خدا کی قسم دل یہ قابو نہین
ادھر غم سے زہرہ کا یہ طور تھا
جو خاموش رہوے تو کیونکر رہے
محبت اسے گو چھپوا گئی
ٹپکتا ہے خون آنکھ سے ہر گھڑی
لگے دونون ملکے وہ رونے لگے
ترے غم سے میرا برا حال تھا
یہ سوچا تھا کچھ کھا کے مر جاؤنگا
کہا سنکے زہرہ نے اے جان جان
خدا کی پناہ الامان الامان
سبق پڑھنے جس وقت جاتی ہے یہ
بٹھایا مجھے داب اور دوب کے
یہی کہدیا جو کیا خوب ہے
یہ کیا عشق آفت اٹھانے لگا
خدا پاس اپنے بلالے مجھے
بس اب لطف کچھ زندگی مین نہین

کہا دل مین اسدم بہت درد ہے
کہا ہنسکے اس کی خبر کچھ نہین
کہ زہرہ نہ آئی ہوا کیا غضب
بت سیمتن کو پکارا کیا
کہان ہے تو اے رشک ماہ کمال
کہان ہے کہان ہے تو اے آفتاب
مجھے تیری فرقت گوارا نہین
جگر خون ہو کر برسنے لگا
کہ دم بھر کی دوری مین تو مر گیا
ہمین ہو چکے بس اگر تو نہین
کہ چہرہ کا کچھ رنگ ہی اور تھا
جو کچھ راز کہوے تو کسسے کہے
تپ ہجر سے مردنی چھا گئی
الٰہی یہ کیا مجھپہ آفت پڑی
غبار کدورت کو دھونے لگے
گھڑی بھر مرے واسطے سال تھا
ترے عشق مین نام کر جاؤنگا
یہ بیدین کافر ہے چرخ کہن
برا ہو برا ہو ترا آسمان
تو مردون سے آنکھین لڑاتی ہے یہ
مین تڑپا ہی کی غم مین محبوب کے
کرو اور جو تمکو مرغوب ہے
کہ مجھسے مرا دل چھپانے لگا
مین مکتب سے اٹھی اٹھالے مجھے
جیون کیا کرون جی مرے جی مین نہین

دیا خواب ہی مین کہین دیکھکر ۔ زلیخا ہوئی وہ بت سیمبر
تجھے کرکا اے جان سودا ہوا ۔ بتا مجکو للہ یہ کیا ہوا
تو کانٹا سا کھٹکا دل زار مین ۔ ہوا روگ یہ اور آزار مین
وہان اور ہی اور کچھہ ٹھن گیا ۔ لگی آگ اور آگ سا بن گیا
وہ صیاد مائل ہے اپنی طرف ۔ رقیب آپ ہو ویگا غم کا ہدف
مگر بھید اپنا نہ ظاہر کیا ۔ یونہی بات کو ٹال کر چلدیا
اسی رشک گلشن کے گلزار مین ۔ کہ تھی بوے گل جسکے ہر خار مین
دکھاتا تھا سینے کے گل باغ کو ۔ کہ تا داغ لالہ کے دے داغ کو
تڑپتا تھا دل رعد سا ہر گھڑی ۔ لگا دی تھی اشکون نے مینھہ کی جھڑی
نکلتے تھے آنکھون سے لخت جگر ۔ مژہ انکو رکھتی تھی کچھہ روک کر
پھر اسپر بنی تازہ یہ اندھیر تھا ۔ ادہر آنکھ پونچھی ادہر ڈھیر تھا
بجز ایک طوطی کے کوئی ندیم ۔ نہ تھا جس سے کہوے یہ حال سقیم
مین اب کیا کرون ای مری غمگسار ۔ نہ اب صبر باقی نہ ہوش و قرار
بہلاتا ہون لیکن نہین بہولتا ۔ مین ہون یون ادہر مین پڑا جہولتا
مین اِس آہ سے اور بودا ہوا ۔ مرا دل جگر جل کے تودا ہوا
یہ آنسو سنبھالے سنبھلتے نہین ۔ مین جلتا ہون کیونکر یہ جلتے نہین
یہ سُن سن کے طوطا بھی رونے لگا ۔ مدد کرکے دنیا ڈبونے لگا
کہا شاہزادے طبیعت سنبھال ۔ کہین ہجر مین ہو نجائے وصال
مصیبت کا یہی ہے آخر ثمر ۔ کہ امید کا نخل ہو بارور
زمانہ کا ایسا ہی ہے رنگ ڈہنگ ۔ کہ عاشق کو کرتا ہے جینے سے تنگ
غرض اس مصیبت سے آزار سے ۔ ملاتا ہے کم بخت دلدار سے
ہوے اور ابھی ہین لاکھون خراب ۔ نہین جانتا جنکا کوئی حساب
وہ ہین ایسے درد و الم مین اسیر ۔ کہ جنکا نہین تجکو عشر عشیر
گیا قیس ناشاد اس عشق مین ۔ گئی جان فرہاد اس عشق مین
سنا ہوگا وامق پہ جو کچھہ ہوا ۔ نل اِس عشق مین کسطرح سے موا

کیا تو نے کیون حال اپنا تباہ ۔ دیا چھوڑ کیون تاج تخت و کلاہ
سنا جب جہاندار نے یہ بیان ۔ کہ عاشق ہے اُس گل کا وہ جان جان
رقابت بھلا کس کو منظور ہے ۔ طبیعت سے انسان مجبور ہے
کہا دل سے پھر اپنے اے دل سنبھل ۔ یہ ظن اور ڈالیگا جی مین خلل
جو اپنی ہی جانب ہے اپنا حبیب ۔ تو کیا کر سکیگا سیہ رو رقیب
غرض قصہ کوتاہ حاصل کلام ۔ نکل شہر سے وہ گرفتار دام
ہوا آپ سے اُنس پاکر مقیم ۔ مگر دل رہا تیغ غم سے دو نیم
نکلتا تھا مونھہ سے جو ہر دم دہوان ۔ وہ گھر گھر کے بنتا تھا بادل وہان
چمکتی تھی بجلی سے آہ و فغان ۔ کہ تا داغ دل پر نہ آئے خزان
مگر خون دل اُس سے تھمتا نہ تھا ۔ وہ بے خاک پر آئے جمتا نہ تھا
تصور بجا تا تھا دلدار کا ۔ بڑا روگ ہے یہ اِس آزار کا
بہت جب گذرتا تھا دل پر الم ۔ تو اوسکو سناتا تھا یون رو و غم
نہوتا تھا اُس سیمبر کا وصال ۔ بجاتا تھا افسوس دل سے خیال
مجھے آہ کا بھی بڑا درد ہے ۔ کبھی گرم ہے پر کبھی سرد ہے
یہ جل بھن کے خود کاشکے خاک ہو ۔ کہ قصہ چکے فیصلہ پاک ہو
انہین سے ہوا ہے کاش طوفان بلا ۔ کہین ڈوب ہی جاے ارض و سما
جو اسطور سے آہ اور اُف کرے ۔ کوئی کیون نہ اُسپر تاسف کرے
خداوند جب فضل فرمائے گا ۔ وہ بت آپ ہی رام ہو جائیگا
کسی نے مصیبت اُٹھائی نہین ۔ کہ راحت مصیبت سے پائی نہین
پھراتا ہے جنگل مین خوار و زبون ۔ جگر نشتر غم سے کرتا ہے خون
خدارا سنبھل اے مرے مہ جبین ۔ جہان مین تو ہی ایک عاشق نہین
تڑپتے ہین روتے ہین شام و سحر ۔ نکلتے ہین آنکھون سے جنکے شرر
جو پہلے تھے وہ اور ہی تھے سوا ۔ خوشی کو سمجھتے تھے خود نا روا
ہوئی اِس سے شیرین کی حالت تباہ ۔ ہوا اس سے لیلی کا خیمہ سیاہ
جو خسرو پہ گذرا وہ مشہور ہے ۔ دمن کا بھی احوال مسطور ہے

ستم سب کے سب اسکے سہتے گئے
اور اس روگ کو عشق کہتے گئے

کہا شاہزادہ نے اے غمگسار
سنا حال انکا جو آوے قرار

یہ سنتے ہی وہ درد دل کا طبیب
لگا کہنے اس سے فسانہ عجیب

علاوہ ازین ہین کئی اور بہی
جنہون نے سہا درد بہی جور بہی

سہا کسطرح سے انہون نے ملال
ہوا کسطرح انکو آخر وصال

کہ تا سنکے دل کو کچھہ آوے قرار
رہے شغل قصون کا لیل و نہار

پہر آخر کو جب وصل ہو جائیگا
تو نزدیک غم کاہے کو آئیگا

چل اے ساقیا جلد آجا کہین
مجھے یاد آتا ہے زہرہ جبین

ذرا آنکر بیٹھ میرے قریب
کہ بہلاؤن دل کہہ کے قصہ عجیب

مے عشق سے جو کہ سرشار ہین
حسینون کے جو ناز بردار ہین

داستان بہرام کی جو زہرہ دخت وزیر کے دام الفت مین گرفتار ہوا سوز غم سے جگر پر داغ کہائے سینہ لالہ زار ہوا گردون دون نے دونون کو وحشی بنایا گھر سے نکالکر جنگل دکھایا

وہ لکھتے ہین الفت کے احوال ین
کہ اک شاہ تھا ملک بنگال مین

جہان عدل سے اسکے گلشن ہوا
عدالت مین نام اسکا روشن ہوا

خزانے بہی پر تھے زر و مال سے
غرض عیش تھا اوسکو ہر حال سے

نہایت حسین اور بہت دلفریب
کہ دیکھے سے اوجائے صبر و شکیب

تو مکتب مین جاکر بٹھایا اسے
محبت کا فن خود سکھایا اسے

وہان آکے پڑہتی تھی دخت وزیر
حسینونکی سرتاج بدر منیر

وہ زہرہ جبین رشک حور و پری
خریدار جس کا بجان مشتری

اٹھاتی تھی چہرہ سے جس دم نقاب
تو رکھتا تھا قدمون پہ سر آفتاب

جہان روز پڑہتا تھا شہ کا پسر
لگی وہ بہی پڑہنے وہین آنکر

ملے جب کہ دونو کئی دن حسین
تو پہر چین پڑتا تھا انکو کہین

یہ بیمار الفت جو تھے باوفا
وہ مکتب ہوا انکو دار الشفا

کبھی آنکھ سے کوئی اوجھل نہو
کبھی غم سے فرقت کے بیکل نہو

جو جھڑکی بہی ملتی تھی استاد سے
تو پہر لیتے تھے دونو پرزاد سے

ہوئی جب کہ کچھہ اور انکو تمیز
تو سمجہے کہ ہان حسن ہے خوب چیز

جہان مین کوئی اس سے بہتر نہین
کوئی چیز اسکے برابر نہین

خدا کا پیارا جو پیدا ہوا
وہ بیشک حسینون پہ شیدا ہوا

غرض انکے دل مین سمائی یہی
سمجہہ جو آئی تو آئی یہی

جب اتنی سمائی تو بس اٹھ چلے
محبت کے رشتے بہم جوڑ چلے

رعیت کو رکھتا تھا وہ شادمان
حقیقت مین تھا ملک کا پاسبان

نہ کچھہ فوج کا غم نہ دشمن کا ڈر
گذرتی تھی عشرت سے شام و سحر

یہان تک کہ وہ شاہ عالی مقام
پسر ایک رکھتا تھا بہرام نام

ہوا جب وہ گل پیرہن گلعذار
خدا کی عنایت سے کچھہ ہوشیار

میانجی کہان اور مکتب کہان
مفصل مین لکھتا ہون وہ داستان

وہ تھی مہر زہرہ مگر نام تھا
اسے مہر و الفت سے کیا کام تھا

فقط کھول کے زلف شب فام کو
پھنساتی تھی پھندے مین بہرام کو

جہان کے لیے چشم صیاد تھی
حسین تھی غرض وہ پریزاد تھی

زبس حسن عالم کو مرغوب ہے
یہ کافر نہایت خوش اسلوب ہے

محبت کا دم دونو بھرنے لگے
فدا دل کو آپس مین کرنے لگے

کسی کے نہو ویسے اپنے نصیب
کہ یون پاس رہوین مریض و طبیب

سبق ایک جا ملکے کرتے تھے یاد
سحر شام رہتے تھے آپس مین شاد

غرض اسطرح شاد رہتے تھے وہ
کہ غم کسکو کہتے ہین کہتے تھے وہ

اسی کی ہر اک شے مین تاثیر ہے
یہی جسم خاکی کو اکسیر ہے

بلا شک نہین اسمین کچھہ قیل و قال
عنایت خدا کی ہے حسن و جمال

جو عاشق ہے وہ ہی تو انسان ہے
نہین کوئی ہو اسمین حیوان ہے

کہ اب چھوڑ دو تم بھی گھر بار کو
پکڑ لو فقط دامن یار کو

نہ پڑہنے سے مطلب نہ لکھنے کا کام
وہی عشق و الفت کے باہم کلام

وہین دوڑ کر ضرب تلوار سے
غم ان کے لئے ہے یہ غم کیلئے
گئی آنکھ زہرہ کی اتنے مین کھل
مین اپنے طلبگار سے چھٹ گئی
مین سوتی کی سوتی نہ کیون رہگئی
یہان سے مین اٹھکر کدہر جاؤنگی
کہون مین کہان پر سنا کہین
کسی کا کوئی ناز بردار ہی
یہ قسمت ہی ظالم ہے بیداد گر
اسی ڈہب سے روتی ہوئی زار زار
مگر آسمان کے عجب ڈہنگ ہین
اگر ہو تو الٹا ہو جو کام ہو
وہان تہا درختون کا ایسا ہجوم
اگر فوج ٹہیرے وہان آنکر
وطن سے نکالا الم بہی دیا
مین کیون رہگئی ہائے اُٹہتی ہوئی
مین تجہ پر سے بہرام قربان گئی
بس اس فکر سے دل نیا دہ گہٹا
چلی اور آنسو بہی چلتے گئے
اُتر چہوڑ گہوڑا چراگاہ مین
اُسیوقت گہوڑا پکڑ زین دہر
گئی بے دہڑک اور نزدیک تر
قضا کار اسوقت ہو کر سوار
یہ عیار ہے حسن ہر کام مین
ذرا ٹہیرئے اور دم لیجئے

گیا چار دونون کو اک اک رسے
دمامے ہزارون ہین دم کیلئے
مچاتی اوٹہی خاک سے شور و غل
مین جنگل بیابان مین گہٹ گئی
تڑپتی بلکتی جو یون رہ گئی
یہین پہوڑ کر سر کو مرجاؤنگی
اگر دون گردان کا گر دین نہین
کوئی چشم میگون کا سرشار ہے
کہ ہمکو پہراتی ہے یون دربدر
چلی ایک جانب وہ ہو کر سوار
جہان دیکہو اسکے نئے رنگ ہین
بڑہے درد گر کہئے آرام ہو
کہ چلتی تہی رگ رگ کے باد سموم
تو اوس مین سے آوے نہ کوئی نظر
نصیبونکی خوبی نے یہ کچہہ کیا
جو پہرتی ہون جنگل مین روتی ہوئی
تو جیتا رہے میری گو جان گئی
اُٹہائی عنان جسطرف منہہ اٹہا
جگر دل یہ دونون اُچہلتے گئے
بسر کی وہ شب نالہ و آہ مین
چلی ایک جانب کو پہر آہ بہر
وہان آدمی ایک آیا نظر
چلا تہا کہین کہیلنے کو شکار
شکار آ پہنسا آپ سے دام مین
کہ جہک کر تمہارے قدم لیجیے

خوشی عاشقون کو جہان کین مین
اگر قہقہہ آسے ہونٹون تلک
کہ دلدار میرا کدہر کو گیا
قیامت ہوئی میرے سونیکے بعد
مین سوئی تو یہ بخت بہی سو گیا
نہ کہنا فلک کو یہ بیدین ہے
تو کیون کفر مین اور اسلام مین
کسی کے تئین عشق ہے حور کا
فلک کا نہ ہے اور نہ ہوگا قصور
نہ کچہہ دین سے مطلب دنیا سے کام
یہ جالا جو ہے سر پہ پورا ہوا
وہ بہرام کے ڈہونڈہنے کو گئی
گہنے اسقدر اور ایسے بہم
وہین تہے یہ دونون اگرچہ قریب
یہ کہتی تہی زہرہ کہ اے بد نصیب
جب آنکہون سے لخت جگر بہ گئے
مگر ہائے کیسی پر ارمان چلی
نہ وہشت تہی دل مین ہیا بانکی
یہانتک کہ آخر کو شام ہوگئی
ہوا جب سحر کا گریبان چاک
گئی تہی ذرا دور وہ نیمجان
وہ بیٹہا تہا اُس شہر کے شاہ کا
یہ صیاد جسدم گیا سامنے
کہا پاس جا کر سلام علیک
کرم ہوگا اتنا جو فرماؤگے

نہین ہے نہین ہے نہین ہے نہین
تو نالہ بنا دے اوسے دم تلک
الٰہی یہ دم بہر مین کیا ہوگیا
کہلی آنکہ پر جشر ہونیکے بعد
غضب ہوگیا بس غضب آگیا
نصیبونکو شاباش تحسین ہے
یہ سب لوگ ہین عیش و آرام مین
کوئی محو ہے جلوہ طور کا
یہ رہتا ہے انسان سے خود وہ دور
زبان پر فقط شاہزادے کا نام
کبہی اس سے مطلب نہ پورا ہوا
ولیکن یہ ڈہونڈا کہ خود کہو گئی
کہ رکہتے تہے پیک نظر پر قدم
ولیکن ملین یہ کہان تہی نصیب
فقط تیری خوبی سے چہوٹا حبیب
تو آثار کیا زیست کے رہ گئے
مری جان نہ آیا مری جان چلی
نہ پروا تہی اصلا اُسے جانکی
اکیلے بہی منزل تمام ہوگئی
اُڑاتی اوٹہی آپ ہی سر پہ خاک
کہ اک شہر آیا نظر ناگہان
مگر دل سے بندہ تہا مہ طلعت کا
تو ہاتہون سے وہ دل لگا تہا مٹنے
کدہر کا ارادہ ہے یون شہ نے پوچہا
کدہر سے تم آئے کدہر جاؤگے

کہا مین مسافر ہون بندہ نواز
کرے عمر خالق تمہاری دراز

مگر ہان یہ دو بول سن لیجیے
زیادہ نہ للہ دق کیجیے

مین کمبخت اُن سے جدا ہو گیا
وہ سب قافلہ دفعتاً کھو گیا

اگر نام پوچھو خردمند ہے
مگر بے وقوفی سے دم بند ہے

مگر حال اپنا مفصل کہو
ہمارے ہی گھر آج مہمان رہو

اب انکار ہے ہوشمندی سے دور
کہا بر سر و چشم حکم حضور

اسیوقت قسمت کی امداد سے
ملاقات کر لی پریزاد سے

عمارت کی خوبی دکھاتا ہوا
محبت کی باتین بناتا ہوا

خردمند نے عذر جب سدم کیا
پکڑ کر آپ مسند پہ بٹھا دیا

پھر اتنے مین خاصہ منگا کر چُنا
قورمہ دلما دو پیازہ بھنا

ممش اور زردہ تزعفر پلاؤ
چپاتی کہین اور کہین نان پاؤ

کہین کوفتے اور شامی کباب
کسی جا گزک اور کسی جا شراب

اُٹھا جب وہ وہ گرفتار دام
مگر ظاہرا عیش و عشرت حرام

گیا پھر وہ محلون مین بدحواس
پڑا چار پائی پہ ہو کر اداس

کہا اُس سے سنتے ہی بد شعور
جوان آج دیکھا ہے اک شکل حور

خدا کی قسم تیرے سر کی قسم
صنم ہے صنم ہے صنم ہے صنم

بنائے ہوئے وضع کو تنگ و چست
مگر گفتگو ہے بہت نادرست

جھجکتا ہے ہر ایک کے سات مین
جھپکتا ہے آنکھین ہر اک بات مین

وہ عورت ہے پر مرد کے بھیس مین
کہ یہ ڈھنگ بہتر ہے پردیس مین

ہوا ہے نہ ہوگا مجھے اعتبار
صنم ہے مین سو دل سے اوس پر نثار

کہا دائی نے باز آ شور سے
اسے آزما عقل کے زور سے

مگر سچ تو یون ہے کہ اے جان من
محبت سے باز آ بقول حسن

وہ جب سدم یہان سے چلا جائیگا
تو ملتا ہوا ہاتھ رہ جائیگا

غرض پوچھ کر آزمائش کے ڈھنگ
پھر آیا وہ الفت سے ہو کر یہ تنگ

جوانی مٹے یا کہین ہم مرین
ذرا اوٹھ کے بیٹھو تو باتین کرین

مصیبت کا اپنی کرون کیا بیان
زبان مین مری اتنی طاقت کہان

بہم ہو کے اک روز دو چار یار
چلے رات سے کھیلنے کو شکار

جگر ہے مرا غم سے اب پاش پاش
رفیقون کی کرتا ہون اپنی تلاش

کہا شاہزادہ نے اے ذوفنون
اگرچہ یہ ہے سن کے اٹھا جنون

جو زہرہ نے دیکھا کہ حاکم ہے یہ
خدا جانے عادل کہ ظالم ہے یہ

کُوا خود گیا تشنہ لب کے قریب
اگر چاہ مین ہون تو اپنے نصیب

غرض ساتھ زہرہ کے دوپہر کو
پھرا شاہزادہ اوسی شہر کو

وہ پُتلا کے گھر اپنے لایا اُسے
سر آنکھون پہ اپنے بٹھایا اُسے

وہین ایک جا بیٹھ کر دو بدو
اِدھر اور اُدھر کی ہوئی گفتگو

متنجن کہین اور کہین فیرنی
کہین لوزیات اور کہین شیرنی

پراٹھے فتیری کہین شیرمال
ختائی تنک اور کہجلون کا جال

غرض پاس اپنے بٹھایا اُسے
تکلف سے کھانا کھلایا اُسے

کہا سوئیے تا کہ آرام ہو
کہ نازک ہو تم اور گل اندام

نہ آیا جو آخر کو صبر و قرار
تو دائی کو اپنی بلایا پکار

وہ زہرہ شمائل ہے اور رشک ماہ
فرشتون کو ہو جسکی دیکھے ہی چاہ

اکڑ کر وہ چلتا ہے پنجون کے بل
کہ دیکھے سے جاتا ہے خود جی نکل

نہ داڑھی نہ مونچھون کا آغاز ہے
جو باتین سنو تو عجب ناز ہے

جو دیکھو تو آنکھین ملاتا نہین
حیا سے کبھی سر اُٹھاتا نہین

نہ مانون کوئی لاکھ کہوے اگر
حقیقت مین ہے وہ بت سیمبر

مگر سوچ یہ ہے کہ لے امتحان
مین کس ڈھب سے اسکو بلاؤن یہان

جو عورت ہے معلوم ہو جائیگا
ترے دل کا مقصد بھی بر آئیگا

مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت

کہا خیر اسکا تو کچھ ڈر نہین
محبت ہے خالا کا یہ گھر نہین

کہا اے خردمند کیا سو گئے
ہم اسوقت وحشی سے کچھ ہو گئے

وہ سوتی تھی کب چونکے درشنا سے
اٹھی [illegible] کی آواز سے

کہا خیر ہے بیٹھیے آئیے
جو کچھہ حال ہو دل کا فرمائیے

کہا شاہزادہ نے اے دلنواز
بہت ہے مرے دل مین سوز و گداز

تڑپتا ہے پہلو مین دل خود بخود
نہ کچھہ دین کی مجھکو نہ دنیا کی سُد

کبھی اور زیادہ جو گھبرائے ہے
تو صحرا کے پھرنے کو جی چاہے ہے

جو دیکھو تو کیا اب اوچھلتا نہین
مگر ہاے یہ دم نکلتا نہین

حسینون سے الفت ہی مجھکو کمال
نہین زیست دم بھر بغیر از جمال

خدنگِ نگہ کا جو بسمل نہین
حقیقت مین پتھر ہے وہ دل نہین

جوانی کے باعث وہی ہے ترنگ
نہ ہوین جگے پیری مین نہ اتنی امنگ

مگر آپ فرمائین کچھہ دل کا حال
بُرے ہین کہ اچھے ہین یہ خوشخصال

کہا اُسنے ای صاحب تخت و تاج
لڑکپن سے ہین ہم تو عاشق مزاج

حیا سے کہا پھر بدن کو چرا
جو کہوے بُرا اِنکو وہ خود بُرا

طبیعت کو بیاہ آنکے کب چین ہے
نہون یہ تو پھر شور ہے شین ہے

کہا شاہزادے نے ای پُر تمیز
بلاتا ہون مین ایک خوشتر کنیز

مزا لوٹیے اُس گل اندام سے
سحر کیجیے عیش و آرام سے

خردمند یہ سُنتے ہی آڑ گیا
وہین بات کی بات مین مڑ گیا

کہا ہان جو کوئی دلارام ہو
تو سچ ہے نہ کیون دل کو آرام ہو

مگر مجھکو درپیش ہے ایک کام
سمجھتا ہون بے جسکے سب کچھہ حرام

خدا کے کرم کا ہون امیدوار
کہ آجائے فصل خزان مین بہار

فراغت نہو جب تلک اس کام سے
مجھے رنج ہے عیش کے نام سے

فسون شاہزادے نے یون دم کیا
خردمند نے اوسکو یون دم دیا

غرض اس بلا سے رہائی ہوئی
بچی وہ فلک کی ستائی ہوئی

کہا پھر کہ گرمی کے کیا زور ہین
پسینے مین کپڑے شرابور ہین

نہاوین چاو چل کے حمام مین
جو پھر رات بھر گذرے آرام مین

کہا سچ ہے مین بھی نہاتا ضرور
مگر کیا کرون ہے یہ حکمت سے دور

ہوئے چار دن مجھکو جلتے ہوئے
فقط دھوپ مین راہ چلتے ہوئے

نہاؤن تو ہے پھر تداخل کا ڈر
یقینی نہانے سے ہوگا ضرر

غرض یہ بھی مضمون ادھورا رہا
خرد مین خردمند پورا رہا

مگر شاہزادہ کا کچھہ شک بڑھا
وہین اور تازہ یہ مضمون گڑھا

کہ اُٹھ کر اندھیرے سے ای غمگسار
چلو شیر کا کھیلنے کو شکار

اسی شغل مین دل بہل جائیگا
جنون کا خلل بھی نکل جائیگا

کہا یہ ارادہ جو ہو سو رہو
کہ مضبوط کل کے لئے ہو رہو

غرض دوسرے دن وہ ہو کر سوار
گئے شیر کا کھیلنے کو شکار

یہ رہتی تھی صحبت مین بہرام کی
بہت خوب عادت تھی اکرام کی

وہ قسم جان سے اپنی عاری تھی وہ
کہ کھائے ہوئے زخم کاری تھی وہ

کہا جان جائے تو جائے عذاب
کہان تک جیون گی مین خانہ خراب

اُٹھانا غم ہجر دشوار ہے
مری زیست دنیا مین بیکار ہے

بس اتنے مین پہنچی وہ میدان مین
فقط جان دینے کے ارمان مین

جو دیکھا کہین دور سے شیر کو
میان سے نیا کھینچ شمشیر کو

جھپٹ کر جو آیا تو خالی گیا
وہین پھر کے پھرتی سے دو کر دیا

کیا واقعی کام مردون کا یہ
ملک گفت احسن فلک گفت زہ

رہا سب نے دانتون مین انگلی کو داب
ہوا شاہزادہ ندامت سے آب

کہا آفرین ای جوان آفرین
نہ تجھسا جوان ہے نہوگا کہین

حقیقت مین چست اور چالاک ہو
بڑے ہی جوانمرد بیباک ہو

اوسی وقت پھر گھر کا رستہ لیا
وہان جا کے خاصہ تناول کیا

مگر پھر بھی دل مین بڑا شک رہا
وہ سب حال دائی سے جا کر کہا

کہا اوس نے ای بدگمان کام کر
پلا اوسکو مے کے کئی جام بھر

یہی ہے یہی ہے بڑا امتحان
اسی سے کھلے گا یہ راز نہان

جو عورت ہے تو پی کے جام شراب
اُسی وقت ہو جائیگی بے حجاب

نئی عمر مین یہ شراب کہن
قسم ہے کہ سم ہے نہین اسمین ظن

فرشتہ بھی ہووے تو سمجھے کچھہ اور
بُرے ہین بُرے غرض اسکے طور

یہ سن شاہزادہ ہوا دل میں شاد
ہمیں پر رہے گا نشے کا خمار
ہوا آج ہمسے حقیقت میں کام
ہے دل میں کہ دل کی نکالیں امنگ
یہ دن عیش و عشرت میں کاٹیں ہم
وہ خود خار اور تابش آفتاب
دکھاویں اگر ساغر آفتاب
کیا شاہزادے نے اسکو پسند
ہوئے جمع احباب آکر وہیں
ہوا حکم ساقی کو پھر یہ کہ ہان
چلا پھر وہیں ساغر کا دور
وہ لیتی تھی جب ہاتھ میں اپنے جام
جو باقی رہے اسکا یہ طور تھا
یہ سب مر گئے ایسا ثابت ہوا
کہا اور کیجے گا کچھ امتحان
بھلا اور ایذا تو کیا کیجیے
پھر اوپر غضب کا یہ طرہ کیا
ستانا غریبوں کا اچھا نہیں
مگر ہاتھ پھیلا کے ہر ایک کا
خردمند قسمت سے ڈاکو ہوا
اٹھا آنکھ دیکھا ادھر اور ادھر
پڑے ہیں لب نہر جکڑے ہوے
جو دیکھے تو قسمت ہی پھوٹی ہوئی
غرض دوست احباب خانہ خراب
مگر جو خطا افتد کا بہ تھے دم

کہ شاید بر آوے کچھ اس سے مراد
نہ سمجھا غرض یہ چڑھاو اتار
نہیں اسمیں کچھ شک نہیں کچھ کلام
مچاویں خوشی اور کریں ناچ رنگ
بھلادیں غرض دین و دنیا کا غم
مناسب نہیں دن میں پینا شراب
قدم چوم لے آن کر ماہتاب
کہا فی الحقیقت ہو تم ہوشمند
طرحدار کوئی کوئی مہ جبین
پلا مے دکھا سیر باغ جنان
پیالے نے سیکھا زمانے کا طور
تو کرتی تھی کیا ہوشیار ایسے کام
کہ ہر دور کے ساتھ ایک دور تھا
یہانتک کہ ساقی بھی خود چت ہوا
وہ وحشت نہانا تھا کار اب کہاں
مگر ہاں نشان ایک لے لیجیے
جواہر جو تھا تاج میں لے لیا
یہ کہکر وہیں سب کی شکلیں بنیں
وہ تحفہ بھی اسکا وہیں رکھدیا
یہ کرتوت دم بھر میں کر چھو ہوا
تو آیا عجب اک تماشا نظر
غرض کان کے ناک پکڑے ہوے
تلملی سی ہاتھ سے چھوٹی ہوئی
ہوئے آتش ہی سے جلکر کباب
وہ کہتا تھا ہر دم خدا کی قسم

نہ تھی یہ خبر ناک کٹ جائیگی
خوشی ہو کے دائی کی اس بیدکے
عوض اسکے اب مجلوی رشک حور
کہیں ایک جا ملکے پیویں شراب
خردمند بولا کہ منظور ہے
مگر رات کو بر لب آبجو
مزا اچھا نہ دیگا دن میں ہے ہر بات کا
ہوئی شب تو باہر اسے شہر کے
بڑی رات تک خوب گانے بنے
پیالہ میں ہو جام جم کا اثر
ولیکن نہ زہرہ نے چکھی شراب
لبوں تک پیالے کو لاتی تھی وہ
ہوا بے خودی کا غرض بندوبست
ہوئے جب کہ جلسہ میں سب بیہوش
مزا آزمانا تھا دیوانگی
یہ کہہ اور جھٹ خنجر کمر سے نکال
گئی پھر وہ اپنے رفیقوں کے پاس
نہ تسکین ہوئی اسپہ غمناک کو
کمر بعد اسکے سبھوں کی ٹٹول
ہوا جب کہ آخر بلند آفتاب
نہ کانوں سنا تھا جو دیکھا تھا ہم
ادھر شاہزادے کو آیا جو ہوش
ٹٹولا تو کہنے لگا یا نصیب
وہ سب ناک کے غم میں غمناک تھے
ممولا تو چھپاتی پہ گو کود ہے

گئی آبرو پھر نہ ہاتھ آئیگی
کہا اسنے جا کے خردمند سے
خوشی کا ہی کرنا ہے بیشک ضرور
دکھاویں تمہیں عالم آفتاب
مگر اس گھڑی عقل سے دور ہے
مزا اچھا نہ دیگی میں ہجر اے ہرو
یہ جلسہ بھی ہووے تو ہو رات کا
کنارے یہ جلسہ ہوا نہر کے
گل عیش و عشرت بخوبی چنے
کہ راز نہان کی کھلے کچھ خبر
کہ تھا آتش ہجر سے دل کباب
گریبان سے لیکن گراتی تھی وہ
گرا ایک پر ایک ہو ہو کے مست
تو زہرہ گئی شاہزادے کے پاس
کدھر گھس گئی اب وہ مردانگی
دیا خط چلیپا کا ماتھے پہ ڈال
کہ حضرت کہو کیوں پڑی ہوا ہوس
تو کاٹا ہر اک شخص کی ناک کو
لیا بیش قیمت جواہر بھی کھول
تو گرمی سے چونکے وہ سرمست خواب
کہ ہاتھو نیز اگر گئی ناک جسم
تو بستر سے اٹھا مچا کر خروش
وہ جراح تھا ہمنے سمجھا طبیب
نشے سے نہایت الم ناک تھے
مگر جوش بے مرگ انبوہ ہے

کسی نے کہا ملنے کے لب پٹ کے ‏ ‏ یہ ہاتھ ہو نہ کیوں دھر گیا کاٹ کے
سنگنا لے گا نہ اب چھینکنا ‏ ‏ رہا عمر بھر کا یہی چھینکنا
وہ شاخ شجر کی طرح جھڑ سے ‏ ‏ اڑا کر گیا ناک جڑ پیڑ سے
مگر منہ پہ جو وقت کہتے تھے ہاتھ ‏ ‏ تو آئے تھے آنسو نکل ایک ساتھ
یہی انکو غم تھا کہ بد رو ہوے ‏ ‏ ہم اس ناک کٹنے سے نکو ہوئے
غرض جان سے اور جہاں سے گئے ‏ ‏ وہ گھر اپنے اٹھ کر وہاں سے گئے
رواں گئے اوسکے پیچھے سوار ‏ ‏ کہ دیکھو گیا وہ کدھر نابکار
جہاں تک ہو سیدھے چلے جائیو ‏ ‏ جو لیجائے قیدی پکڑ لائیو
مگر وہ اسی رات کو ہو سوار ‏ ‏ ہوئی صبح تک انکی سرحد پار

شادی ہونا زہرہ کا ساتھ ایک شاہزادے کے

خبر لے تو اے ساقی بے خبر ‏ ‏ کہ جلنے لگا تشنگی سے جگر
پلا دے مجھے بھر کے وہ جام جم ‏ ‏ الم میں خوشی ہو خوشی میں الم
غم عشق کا ہو نہ اے دل اسیر ‏ ‏ کہ یہ کلیجہ کو ناوک کا تیر
نیا رنگ ہر دم دکھاتا ہے یہ ‏ ‏ جو جاتا ہے جی لیکے جاتا ہے یہ
گیا لے زہرہ کو اپنے تباہ ‏ ‏ سہا غم سہا ہو گئی رشک ماہ
اکیلی چلی اس بیابان میں ‏ ‏ لئے گوہر اشک داماں میں
وہ جاتی تھی روتی رلاتی ہوئی ‏ ‏ غم دل سے دریا بہاتی ہوئی
غرض بعد چندے اسی لہر میں ‏ ‏ وہ طوفان سے پہنچی کسی شہر میں
گئی سیر کی جا کے بازار کی ‏ ‏ تسلی کو اپنے دل زار کی
لگی سوچنے پھر وہ عالی مقام ‏ ‏ یہاں کیجئے ایک دو دن قیام
طبیعت ہے کچھ آپ ہی آپ شاد ‏ ‏ عجب کیا جو لیجائے ان جا مراد
غرض اپنے دل میں یہی ٹھانکر ‏ ‏ گئی ایک مالن کی دوکان پر
کہا مائی پہنچے ہما سلام ‏ ‏ ہم آئے ہیں یاں آپکا سنکے نام
مرے حال پہ بے نیازی کرو ‏ ‏ مسافر ہوں غربا نوازی کرو
جو مالن نے دیکھا وہ حسن و جمال ‏ ‏ تو زہرہ پہ کی مہربانی کمال
فدا ہو کے اسپر دل و جان سے ‏ ‏ وہ کہنے لگی اک بڑے مان سے
کہاں سے تو آیا ہے اے نور عین ‏ ‏ کلیجہ کے ٹکڑے مرے لیکے چین
پریشان نرکھے تجھے بے نیاز ‏ ‏ تری عمر ہو زلف سے بھی دراز
ترے سر سے صدقے یہ اماں گئی ‏ ‏ مری جان تجھ پر سے قربان گئی
ذرا بیٹھ اچھی طرح گلبدن ‏ ‏ ذرا بول کچھ منھ سے غنچہ دہن
تو بوٹا تو لگ جائی پھولوں کا ڈھیر ‏ ‏ یہ گل کھائے گل زیست سے ہو کے سیر
جو مالن نے مکھڑے پہ دیکھی بہار ‏ ‏ گلے کا ہوئی اس سمنبر کے ہار
خردمند بولا کہ اے مہرباں ‏ ‏ میں اپنا ٹھکانا بتاؤں کہاں
کہیں بھی مرا آشیانہ نہیں ‏ ‏ قفس میں چمن میں ٹھکانا نہیں
وہ بلبل ہوں کھائی ہو دس کے گل ‏ ‏ کھلے میری تربت پہ شکل سحر گل
فسانہ یہ ہے میرے احوال کا ‏ ‏ کہ تاجر ہوں میں ملک بنگال کا
تجارت کو جاتا تھا اک کاروان ‏ ‏ اسیکے میں ہمراہ تھا نیم جان
کہیں ایک دن تابش آفتاب ‏ ‏ یہاں تک ہوئی ہو گیا دل کباب
تفاوت پڑا رنگ اور روپ میں ‏ ‏ برسنے لگی آگ سی دھوپ میں
بدن جل گیا اور پگھلا دماغ ‏ ‏ دیا مہر نے مہر نے دل پہ داغ
نہ باقی رہی مجھ میں چلنے کی تاب ‏ ‏ دیا میرے پاؤں نے مجکو جواب
جگہ ایک میں دیکھکر پر فضا ‏ ‏ اسیواسطے اس جگہ پڑ رہا
مگر بخت بیدار رویا کیا ‏ ‏ خدا جانے کب تک میں سویا کیا
اٹھا جب تو اے مادر مہرباں ‏ ‏ وہاں قافلہ تھا نہ تھا کاروان
پکارا کہ تھا میں تعب بال و پر ‏ ‏ گئے چھوڑ کر ہمصفیر کدھر
ذرا اور بھی تم نہ کیوں تھم رہے ‏ ‏ مرے اور جیتے یہیں ہم رہے
غرض میں بچھڑ کر وہاں رہ گیا ‏ ‏ یہ رویا کہ چشموں سے دریا بہا
مگر اب تو کچھ دن بھلے آئے ہیں ‏ ‏ کہ ہم آج تم تک چلے آئے ہیں
جو نرمی سے اب آپ پیش آئینگی ‏ ‏ تو وہ سختیاں دل سے مٹ جائینگی
بھلا حسن ہیں کیسی عقل و تمیز ‏ ‏ سمجھتے ہیں سب آپکو ہر دل عزیز

وہ بڑھیا بھی دم اسکا بھرنے لگی / یہی دل مین تقریر کرنے لگی
وہ مالن خوشی سے دل و جان سے / مکان لے گئی اوسکو دکان سے
اُسی جا خردمند رہنے لگا / وہ بیٹا یہ مان اُسکو کہنے لگا
خریدی دوکان ایک بازار مین / طبیعت لگائی اسی کار مین
محبت نے یہ کچھ دکھایا اُسے / کہ گھر سے دوکان پر بٹھایا اُسے
وہ ہی رات دن اپنے یوسف کا شوق / جو پوچھو زلیخا پہ تھا اُسکو فوق
یہ رہتی تھی دن بھر تو دوکان مین / فقط اپنے محبوب کے دھیان مین
وہان جاکے سجدے مین کرتی سحر / کہ یارب ملا وہ بت سیمبر
وہ رہتی تھی یونہین مناجات مین / پلک بھی جھپکتی نہ تھی رات مین
کہ آیا ہے اک مرد تاجر یہان / کوئی اسکی خوبی کا کیا ہم بیان
حسینونکا افسر جمیلون کا شاہ / سمن بوئے گل پیرہن کج کلاہ
کوئی زلف پیچان مین پیچان ہوا / کوئی جان بیجان یہ بیجان ہوا
کوئی دن نہ گذرے کہ ہالہ ہوئی / کلیجہ پہ گل کھاکے لالہ ہوئی
علاوہ ازین اور سُنیئے ذرا / کہ بڑھکر ہے اس سے بھی یہ ماجرا
قضارا جو زہرہ کو آیا خیال / تو یہ بھی گئی تیر ترکش سنبھال
یہ چستی جو دیکھی تو ساری سپاہ / لگی کہنے اے واہ واہ واہ واہ
محبت نے گلرو کی بلبل کیا / مگر دل کو رو کا تحمل کیا
نہ مانا دل زار نے پند کو / بلایا اوسی دم خردمند کو
تعجب سا اس بات کو جان کے / دریچے مین بیٹھی وہین آن کے
جو دیکھا کہ آتا ہے بدر کمال / تو سر شاہزادی نے باہر نکال
دل و جان تم پر سے قربان ہے / مین صدقے عجب آن اور بان ہے
کرو مہر خورشید عالی نسب / مجھے عشق نے کردیا جان بلب
یہ سنتے ہی شہ نے جو دیکھا ادہر / حیا کا ذرا بھی نہ پایا اثر
یہ ایسی ہوئی اپنے جینے سے تنگ / شتا کر محبت مین سب نام و ننگ
اُسے زلف پیچان کا سودا ہوا / مین ناحق مین بدنام و رسوا ہوا

ہین گو رشک یوسف ہزارون جوان / اگر دل سے تیری خریدار ہون
وہ جب عنبرین زلف پرفن گیا / تو گھر سارا دشت ختن بن گیا
جواہر جو تھا جیب مین سے نکال / فراہم کیا کچھ تجارت کا مال
مگر صرف اس بات کو سوچکر / عجب کیا کہ بہرام آوے ادہر
وہ رہتی تھی دن رات زار و نزار / غم ہجر دلدار سے بیقرار
محبت چڑاتی ہے گھر بار سے / ملاقی نہین پر بھی دلدار سے
نظر جب نہ آتے قدم یار کے / تو جاتی تھی گھر کو مگر ہار کے
مہ و خور پہ قادر ہے تو اے قدیر / ملا دے مرا مجھسے ماہ منیر
اسیطرح جب چند مدت ہوئی / تو سب شہر مین اسکی شہرت ہوئی
بہت نیک خصلت بہت نیکخو / صفا دل صفا قلب آئینہ رو
لگا پھر تو رہنے ہر اک صبح شام / دکان پر خردمند کے اژدہام
یہانتک کہ بیٹی شہنشاہ کی / محبت مین اوس غیرت ماہ کی
وسیلہ سے مالن کے خود اسکو / اُکی بار آئی ملاقات کو
وہان کا کہین ایکدن شہریار / کسی جا گیا کھیلنے کو شکار
وہان جاکے اور لیکے تیر و کمان / پہنچوڑا کسی جانور کا نشان
یہ سنکر جو دیکھا شہنشاہ نے / تو سینے مین گھر کر لیا چاہ نے
گیا گھر کو عاشق مگر بیقرار / نشان بدحواسی کے سب آشکار
ہوئی شاہزادی کو جب یہ خبر / کہ آتا ہے دن کو وہ رشک قمر
ادہر ہو کے آگاہ فرمانے / خردمند آیا دل و جان سے
کہا مرحبا مرحبا آئیے / خدا کے لیے شکل دکھلائیے
سنبھل کر قدم ڈالنا اس جگہ / کہ ہے شیشۂ دل یہان فرش راہ
اُٹھا کر نظر ماہرو دیکھ لو / ذرا آفتاب لب بام کو
کہا دل مین اپنے کہ ہے نصیب / بغل ہی مین بیٹھا ہوا تھا حبیب
کہ رہنے دیا مجکو بالائے طاق / کیا سر پہ چڑھ کے بیان فراق
جو ناموس مین آگ لگ جائیگی / تو کیا عشق سے خاک ہاتھ آئیگی

اُسیوقت زہرہ کو رخصت کیا
گذارش کیا سب نے اسے دادگر
ابھی تک تو یہ بات ظاہر نہین
ولیکن جہان مین بجز وصل یار
شہنشاہ نے بھی یہی کی صلاح
دیا حکم جا کر خبر دین اُسے
سنا اُسنے جسدم یہ پیغام غم
کہا شاہ نے اُس سے پوچھو سبب
غریبی کا اپنی نہ لاوے خیال
جوانی کے دن جسکے ڈہل جائینگے
حقیقت مین سچ ہے یونہین ہے نصیب
نہین اوسکی اب تک زبان کو خبر
نہ برآئے جب تک کہ وہ کام دل
بیان کر دیا یہ سب صاف صاف
ولیکن وزیرون نے دی یہ صلاح
اگر اُسکو عیش و عشرت سے انکار ہے
فقط شاہزادی کے آرام کی
غرض جب کہ یہ گفتگو طے ہوئی
وہ رویا بہی اور کہلا کر ہنسا
مین کیونکر کرون ظالمو تکو خبر
مین شاخ بریدہ ہون اُس باغ مین
شب وصل وصلی ہی ملجائینگے
نبی کو غرض سب نے نوشہ بنا
کہرا جب ہوا وہ پہنکر لباس
جو نکلا تو چارون طرف سے جھمیٹ

غضب ہین کہان پیت کیسا پیا
رہے تا قیامت یہ تاج و چتر
مگر خوف سے کہل نجاوے کہین
ہوا ہے نہو گا کچھہ اسکا اُتار
کہ ہو جائے دونون کا باہم نکاح
ذرا شاد شادی سے کر دین اُسے
وہین کر گیا اُس سے آرام رم
وہ کرتا ہے کیون جانکر یہ غضب
مددگار ہے اب شہ خوش خصال
یہ سب ناز غمزے نکل جائینگے
کسیکو یہ ہوتا نہین دن نصیب
خبردار ہے پر شہ بحر و بر
نہین مجکو منظور آرام دل
بس اب آپ شادی سے کہئے معاف
نہ تا ہے ہووے اسیدم نکاح
تو بندہ ہے باعث سے لاچار ہے
دوا ہے تو ہے شکل گلفام کی
وزیرون سے پھر شاہ کو شبہ ہوئی
کہ مین کس بلا مین خدا آ پھنسا
کہ سینہ دریدہ ہون خود بے ثمر
الم سے یہان داغ ہے داغ مین
نگاہے کیا لال کے پہل پائینگے
کہا میرا اچھا ہی آیا بنا
گرے ہو کے بیہوش سب آس پاس
دیا سر پہ اُس گلبدن کے لپیٹ

بلا پھر شیران دمساز کو
نہ لوٹے کبھی شیشہ و نام و ننگ
اُسے آجکل عشق کا جوش ہے
یہی آتش عشق کی ہے دوا
وہ معلوم ہوتا ہے عالی نسب
مگر اوسکو شادی کا غم ہو گیا
کہا مجکو معذور رکہین جناب
یہ اُسکے نصیبون کی کیا بات ہے
اگر حسن و خوبی کا کچھہ ہے غرور
خردمند بولا کہ اے شہریار
مگر مجکو وہ کام درپیش ہے
وہی جانتا ہے جو کچھہ بھید ہے
قسم ہے کہ اے شاہ عالیمقام
یہ سنکر ہوا حکم فرمانروا
نہین شاہزادی کو ہو گا جنون
جو اوسکی تمنا نہ برآئے گی
کہ اتنا تو بیدین کو چین آئیگا
دیا حکم شادی کا سامان ہو
مین عاشق ہون گھتا ہون خود سینہ چاک
یہان آپ رہتی ہے بیل و نہار
رہین دور ہم اپنے دلدار سے
مین انکار کرتا رہا بار بار
نہا کر جو دولہا بنا گلعذار
یہانتک کہ سہرا گرا جہوم کے
خردمند کہنے لگا واہ واہ

کہا مو بمو اُسنے اِس راز کو
ہزار آسمان گرچہ برسائے سنگ
شراب محبت سے مدہوش ہے
نہوویگا آرام اسکے سوا
چھپاتا ہوا اپنے تئین کیا عجب
کیا رحم لیکن ستم ہو گیا
مین ذرہ کہان اور کہان آفتاب
جو اسطور شادی سے انکار ہے
تو یہ ہے سراسر خرد کا قصور
مجھے کد خدائی مین ہے افتخار
کہ جسکے سبب دل ہر آرائش ہے
اُسی سے برآنی کی امید ہے
زبان تک نہ لاؤن گا غیر کلام
کہ اس بات کو ہم نے رکہا روا
نہایت اوسکی حالت ہوئی زشت و زبون
نہ خلوت کی تکلیف دیکھا یگی
کہ دلبر سے دلبر مین آجائیگا
یہ سنکر خردمند حیران ہوا
گریبان کئے ٹکڑے یہین اور سر پہ خاک
مرے آبلون کو تمنائے خار
ملے شاہزادی طلبگار سے
نہ مانا تو اب آپ کہاوینگے خار
تو ٹکڑے کی تہی اور ہی کچھہ بہار
دہن رہ گیا بس قدم چوم کے
چلے باندہ سہرے کو کرنے بیاہ

ہمین پر ہمیشہ مصیبت رہی — خدا کا دیا یہ بھی سر پر سہی

اسی رنج و غم مین وہ شادی ہوئی — مرادین ملین نامرادی ہوئی

ملے گل سے آپس مین حال کلام — ہوئی شاہزادی بہت شاد کام

بچھوڑا کبھی اسنے داماں یار — خردمند کھینچا کیا انتظار

اسے فصل تھا طالب وصل تھا — آسے وصل مین وہ ہی فصل تھا

وفات پانا شہریار کا اور تخت پر بیٹھنا خردمند ہوشیار کا

کدھر ہے تو اے شاہ پیر مغان — پلا قطرہ مے کہ سوکھی زبان

اگر مجھپہ ہو جائے تیرا کرم — تو جام سفالی ہے پھر جام جم

کبھی سوز ہے اور کبھی ساز ہے — یہ گردون عجب شعبدہ باز ہے

شہنشہ وہان کا کہین شہریار — ہوا بادۂ مرگ سے بیقرار

کہ تھا ساغر زندگی بہ گیا — قضا سے قضا را قضا کر گیا

قیامت کا مرنا ہو شاہ کا — ہوا شور محشر بلند آہ کا

نہ تھا اوس کے لیکن جو کوئی پسر — بٹھایا خردمند کو تخت پر

مصیبت مین کوئی کوئی شاہ ہی — فلک کو عجب رنگ ڈھنگ یاد ہی

میان کی ذرا دیکھنا رسم و راہ — میان بن کے زہرہ ہوئی بادشاہ

خلائق کو خالق کی رکھتی تھی شاد — ہوا خلق مین شہرۂ عدل و داد

مگر دل مین کہتی تھی اے بے نیاز — ملا جلد مجھسے مرا دل نواز

کہین جلد آجائے فرخندہ بخت — اوسیکی امانت ہے یہ تاج و تخت

نہین سلطنت سے مرے کس کام کی — مین لونڈی ہون اس دلارام کی

رہا جب یہی شور شام و سحر — کیا رفتہ رفتہ دعا نے اثر

جو ہو مہربان خالق دوجہان — تو فرقت کہان اور دوری کہان

مع العسر یسرا نے تاثیر کی — ملانے کی قسمت نے تدبیر کی

کیا ایکدن شہ نے دربار عام — ہوا خلق کا اس جگہہ اژدہام

اسی روز بہرام بھی نیم جان — اسی شہر مین آگیا ناگہان

فقیرون کی صورت فقیری لباس — جنون کے خلل سے بہت بدحواس

گیا سب کے ہمراہ دربار مین — بزار و نالان غم یار مین

جو سلطان کو دیکھا اوٹھا کر پلک — تو زہرہ کی سب اوسمین پائی جھلک

بہت دل مین یہ دیکھ حیران ہوا — کہ شہ کیونکہ وہ شاہ خوبان ہوا

ہوا وہم جب یہ کہ ہے یہ صنم — گیا اور آگے بڑھا کر قدم

وہان سے بھی دیکھا بہت غور سے — تو زہرہ نظر آئی سب طور سے

اسی وہم مین دلکو تھامے تھا تمام — کہا شاہ زہرہ شمائل سلام

یہ سنکر جو زہرہ نے دیکھا اودھر — تو آیا نظر سامنے سیمبر

کہا آیئے آیئے شاہ جی — گئے یون ہمین چھوڑ کر واہ جی

اٹھی اور قدمون پہ جا کر گری — کہا تم پھرے آج قسمت پھری

گئے دونون خلوت مین پھر بیقرار — گلے مل کے روئے بہت زار زار

مصیبت کا اپنے کیا سب بیان — پھرے آج تک ہم روان دوان

رہی دھوپ مین بھی ملین دھوپ دھوپ — بدل بھیس یہ کرلیا رنگ و روپ

فقیری مین بھی شاہ جی سر رہے — غم ہجر مین ہم خوشی سے رہے

رہی جنگ جو سے طبیعت لڑی — اٹھائی جو افتاد ہم پر پڑی

بڑھا درد و غم یہ کہ تن گھٹ گئے — وہ سختی کے دن آج سب کٹ گئے

غرض جب ہوئے پاک دکھ سے وہ — تو بیٹھے بہت شاد ہو ہو کے وہ

کیا عرض زہرہ نے اے شاہ ماہ — امانت یہ تیری ہے تخت و کلاہ

وہ ہی زرخریدہ ہو نہین آج سی — مجھے کام کیا تخت اور تاج سے

یہ کہہ دیدیا سب شاہانہ لباس — کیا زیب تن سب زنانہ لباس

دیا چھوڑ زلفون کو رخسار پر — چلے سانپ لہرا کے گلزار پر

لگا سرمہ آنکھون مین وہ ساحری — لگی کرنے عاشق پہ افسونگری

جو دیکھا تو مکھڑے کا تھا اور حال — بھلا بدر نے کب یہ پایا کمال

لگی آنکھ چہرے پہ کرنے قصور — خردمند سہرا ہو گیا رشک حور

وہان سے وہ اٹھکر اسی چال سے — محل مین گئی ایک عجب چال سے

یہ دیکھا تو سب کو اچنبھا ہوا — کہ یارو شہنشاہ کو کیا ہوا

یہ کیون ہمیں بدلا کہان جائیگا ٭ کسے جاکے یہ شکل دکھلائیگا
یہیں اس ناز و خوبی کے وارے گئی ٭ کدہر کو طبیعت تمہاری گئی
وہ پوشاک تہی سانپ کی کینچلی ٭ کہ آخر کو جہٹک مار کے کہینچلی
سنائی پہر اپنی کہانی اُسے ٭ جتایا وہ عشق جوانی اُسے
پہرایا غم ہجر لے دربدر ٭ ہوئی پہر یہان بادشاہ انگر
مجہے پیش تہا بس یہی ایک کام ٭ کہ ہے جسکے تہا عیش و عشرت حرام
کلیجہ مین ٹہنڈک پڑی دل مین چین ٭ گیا اب وہ دن رات کا شور و شین
وہی شاہ اور قابل اوج ہے ٭ ہمارا تمہارا وہی زوج ہے
پڑی شاہزادی کی جسدم نظر ٭ رکہا پہر بتعظیم قدمونپہ سر
عجب حسن ہے اور عجب ڈہنگ ہے ٭ خردمند بہی اس کا پاسنگ ہے
دلونمین غرض شوق غالب ہوا ٭ ہر اک اونمین مطلوب طالب ہوا
مصیبت اٹہائی تو آرام سے ٭ بغل گرم کی دو گل اندام سے
کیا شکر خالق کہ غم سے چھٹے ٭ وہ دن رنج و فرقت کے ہمسے چھٹے
کیا دل سے شاد سارا جہان ٭ ہوئے آپ بہی وصل سے شادمان
کیا عمر بہر عیش بہرام نے ٭ ہمیشہ رہے سیمتن سامنے

کہا شاہزادی نے ایجان من ٭ یہ کیسا لباس آج ہے زیب تن
یہ تقریر سنکر وہ بولی شریر ٭ سہن مین تو زہرہ ہون خستہ زہیر
تری عقل کا پہیر تہا اے لبوا ٭ سمجہتی تہی مجکو جو تو خر دوا
کہ الفت ہوئی مجکو بہرام سے ٭ گئی دین و دنیا کے مین کام سے
نہ آتا تہا لیکن کسیدم قرار ٭ سدا دل تڑپتا تہا لیل و نہار
سو پورا ہوا وہ بہ فضل کریم ٭ ملا آکے مجہسے محب صمیم
نہ خاوند ہو نہیں نہ ابشاہ ہون ٭ فقط تیری دل سے ہواخواہ ہون
یہ کہکر لیا ہاتہہ مین اسکا ہاتہہ ٭ گئی پاس بہرام کے ساتہہ ساتہہ
کہا پہر کہ یہ بہی جوان خوب ہے ٭ یہ محبوب کا اپنے محبوب ہے
جو دیکہا یہان حسن وہ چند کو ٭ گئی بہول دل سے خردمند کو
موافق شریعت کے المختصر ٭ ہوا عقد تینون کا باہم دگر
ملا وصل انکو بفضل خدا ٭ ہوئی دم مین دوری و فرقت جدا
ملی سلطنت اور گلفام دو ٭ تلافی مین اک دکہ کے آرام دو
نہ وحشت نہ صحرا نہ سر مین جنون ٭ خوشی چین آرام ہر دم فزون
خدایا جو فرقت مین ہین مبتلا ٭ انہیں جلد دلبر سے انکے ملا

کدہر ہے تو ساقی جلادے مجہے ٭ شرابا طہورا پلادے مجہے
نشہ جائے دنیا کا آجائے ہوش ٭ مرے دل مین ہو پہر عرفان کا جوش

داستان حسن سوداگرزادہ کی جو زہد و تقوی کا دم بہرتا تہا عشق و محبت سے نفرت کرتا تہا مگر چرخ نے آخرش گوہر کے رشتۂ محبت مین پہنسایا بعد نالہ فروشی و خانہ بدوشی محبوب مرغوب سے ملا

سنا ہے کہ تہا ایک تاجر پسر ٭ حسن نام صورت مین رشک قمر
متاع جہان سے وہ بیزار تہا ٭ فقط عاقبت کا خریدار تہا

ہدایت اسے یون ہوئی غیب سے ٭ کہ اسباب دنیا ہے پر عیب سے
سراسر یہ دولت ہے حق کا وبال ٭ اگر ہو تو کر جمع ال آل
لہو چشم گریان سے بہتا ہوا ٭ وہ جنگل مین پہنچا یہ کہتا ہوا
کہا پہر کہ اے خالق انس و جان ٭ یہ در چھوڑ کر کوئی جاوے کہان
غرض یہ کہ وہ عاشق نیم جان ٭ یہی شعر کہتا تہا ورد زبان
سمجہ کر یہی فہم و ادراک سے ٭ ملا خاک مین جو بنا خاک سے

جہنم ہے اس قفل چپ کی کلید ٭ حسد اجسکی ہر دم ہی دل مین مزید
غرض ڈر کے قہار کے قہر سے ٭ چلا سوے صحرا حسن شہر سے
اگر اے حسن تم بہی کچہ نہین ٭ تو پہر جان لینا کہین کے نہین
دکہا دے مجہے تو رہ مستقیم ٭ گنہ گار ہون اے غفور الرحیم
جو شہر خموشان مین ہوتا گذر ٭ تو فریاد کرتا تہا وہ دو پہر
حقیقت مین یہ ہی ہے اصلی مکان ٭ بس و پیش آنا ہے سبکو یہان

مگر سب ہین اہن دی نکو بھولے ہوئے
حیات دو روزہ پہ پہولے ہوئے

غرض سر بصحرا حسن بیقرار
یونہین روتا پہرتا تہا زار و نزار

قضا را اسی حالت زار مین
وہ پہونچا کسی دشت پرخار مین

جسے لوگ کہتے ہین ریگ روان
دہکتی تہی پانی کے بدلے وہان

پڑی مغز مین دہوپ سے کہل ملی
یہ گرمی تہی اسجا کہ توبہ بہلی

وہ جنگل نہ تہا گرۂ نار تہا
قیامت تہی محشر کا آثار تہا

نکالے ہوئے خار صحرا زبان
اشارے سے کہتے تہی یارب امان

زمین سے لگا چرخ تک آگ تہی
یہ خورشید بے مہر کو لاگ تہی

کہا تو ہی مالک ہے اے ذوالجلال
خدا جانے کیا ہوگا اُس غم کا حال

دہوان جبکہ ہوتا تہا موںھ سی نمود
تو پڑہ پڑہ کے کرتا تہا دم یا ودود

جو دیکہا تو پانی نہ تہا دور دور
کہا رو کے اب رحم کر یا غفور

گیا اس دعا نے حسن کی اثر
ہرن دور سے ایک آیا نظر

وہ سمجہا یہ ہے قدرت ذو المنن
یہان ورنہ آیا کہان سی ہرن

یہ کہہ سنکے وہ تشنہ لب نیمجان
ہوا اسکے پیچہے ہی پیچہے روان

بہشت برین کا نمونہ تہا وہ
فضا مین ارم سے بہی دونا تہا وہ

پہر اسپر ہو سبزہ کا کیونکر بیان
حقیقت مین تہا سبزۂ نوخطان

شجر جیسے معشوق ہون سبز پوش
اڑین دیکھ کر جنکو رضوان کے ہوش

کہین نخل میوہ کہین نخل گل
نمونہ تہا فردوس کا گل کا گل

حسن کو جو پانی وہان مل گیا
شگفتہ ہو گل کی طرح کہل گیا

غرض تشنہ لب کی زبان نم ہوئی
کلیجہ کی سوزش ذرا کم ہوئی

غرض جب کہ آیا ذرا دم مین دم
تو آگے بڑہایا وہان سے قدم

نہ معلوم تہا آنکھ لگ جائیگی
دل نیمجان پر بلا آئیگی

چلا ایک جانب غرض بے خبر
درختون کو گنجان سا دیکھکر

قضا و قدر کی ہین گل کاریان
بنی ہین بہت مختصر کیاریان

گل و یاسمن موتیا کی مہک
بہری ہے زمین سی لگا چرخ تک

جوان اور لڑکو نکو وہ جوش ہین
جو بڈہے ہونکو دیکہو تو بیہوش ہین

نہ کہاتا نہ پیتا نہ سوتا تہا وہ
سدا خوف خالق سے روتا تہا وہ

نہ انسان کا اُس جا نہ حیوانکا نام
اگر تہا تو تہا اوس کو جینا حرام

نہ دریا نہ چشمہ نہ تالاب تہا
بدن پر پسینے کا سیلاب تہا

طپش سے جگر مین پہپولے ہوئے
سمندر وہان جلکے ہولے ہوئے

فرشتو نکے جلتے تہے اڑتے مین پر
وہان خضر آتے نہ تہے بہول کر

ہوئے ریگ ماہی کے جلکر کباب
جو ذرہ تہا محشر کا تہا آفتاب

حسن وہان جو پہنچا تو گہبرا گیا
اُسے روز محشر کا یاد آگیا

غرض دل جگر دونو جلنے لگے
دہوان بنکے موںھ سی نکلنے لگے

ہوئی اور جب تابش آفتاب
ہوا تشنگی سے کلیجہ کباب

پلادے مجہے آب کوثر کا جام
نہین مین ہوا تشنگی سی تمام

اشارہ سے اوسکو بلاتا ہوا
چلا راستہ سا بتاتا ہوا

حسن اُٹھ کے تم اسکے پیچہے چلو
پہر آگے مقدر ہے جو ہو سو ہو

ذرا بڑہ کے آگے ملا ایک باغ
معطر ہوا جس کی بو سے دماغ

زمین صاف ایسی تہی اور آبدار
کہ ہون جسطرح عارض گلعذار

بچہا تہا زمرد کا کوسون مین فرش
دماغ زمین کہچ گیا تا بعرش

اکڑتے ہون مستی مین جیسے جوان
وہ رفعت کہ ہوجائے پست آسمان

کہین نہر تہی اور چشمہ کہین
ندیکہا تہا ایسا کرشمہ کہین

جہکا اور پہلے تو سجدہ کیا
پہر ہاتہون سی بہر بہر کے پانی پیا

اکیلا لب نہر ٹہلا کیا
تراوت سے دل اُسکا بہلا کیا

کہا سایہ مین چلکے اب سوئیے
کسی ڈہب سے دل کی تپش کہوئیے

کسی بت کا سایہ جو پڑ جائیگا
تو سر ہی پہ سنگ قضا آئیگا

وہان جاکے کیا دیکہتا ہے حسن
کہ تکیہ ہے اور گرد اُسکے چمن

لگے ہین شجر بر لب آب جو
صبا ناز کرتی ہے ہر چار سو

حقیقت تو یون ہے وہ چہوٹا سا باغ
بہشت برین کا تہا چشم و چراغ

یہ سوچا حسن جبکہ پہنچا وہان
ملے خضر بیٹھے بٹھاے ہمین
فقیرون کی صورت بنائی ہوے
نہ کنگھی نہ چوٹی نہ مسی سے کام
چھپائے سے معشوق چھپتا نہین
چھپایا تو ہر چند اُسنے مگر
وہ کاکل نہ تھے رخ پہ ڈالے ہوے
بت سیمتن تھا وہ حاصل کلام
لہو ہوکے آنکھون سے دل بہ گیا
حرم تھا جہان اب وہان دیر ہے
یہ مذہب جو پوچھو بہت نیک ہے
مگر میرا اس جا یہ ہے مدعا
کمائی حسن کی کمائی ہوئی
ہوا تیر مژگان کلیجہ کے پار
کلیجہ مین چبھنے لگی پھانس سی
لہو چشم گریان سے بہنے لگا
ذرا چشم تر کا ہنر دیکھیے
نہ دل کا ہے کچھ نہ جی کا خیال
تمہاری محبت نے مارا ہمین
سُنی جبکہ آواز اوس ماہ نے
چھپا جبکہ نظرون سے وہ ماہرو
نہ سر کی اوسی جا پہ بیٹھی رہی
کہا بندگی اے ستودہ صفات
دکھاتی ہے ظالم نے لوٹا مجھے
کیا تیغ ابرو سے گھائل مجھے

کہ رہتا ہے کوئی رسیدہ یہان
قدم اُنکے موسلے دکھائی ہمین
عجب ناز سے سر جھکاے ہوے
سمجھتی تھی آرایش تن حرام
بُرا ہو تو خود دل مین گھبتا نہین
کہین جا بھی سکتا ہے اسکا اثر
گلستا نمین تھے سانپ پالے ہوے
پریزاد دیکھے تو ہووے غلام
وہ سب زہد و تقوی دھرا رہگیا
محبت مین ایدل عجب سیر ہے
یہان کفر و اسلام سب ایک ہے
کہ الفت بلا ہے بلا ہے بلا
کہان آنکے رونمائی ہوئی
تڑپنے لگا ہوگیا بیقرار
اُسیوقت رکنے لگی سانس سی
یہ بہکا کہ چلا کے کہنے لگا
خدا کے لئے پھر ادہر دیکھیے
فقط آپ کے ہجر کا ہے ملال
جلاؤ جلاؤ خدارا ہمین
تو سمجھی کہ تاثیر کی چاہ نے
تو گرنے لگا اشک کی جا لہو
کہ اُسکو حسن سے نہ تھی آگہی
ذرا میری سن لیجئے ایکبات
سمجھنا نہ زنہار جھوٹا مجھے
کیا چشم جادو سے مائل مجھے

اوسیکا ہے یہ فیض ہر آئنین
گیہ کہکر جو دیکھا ادہر اور اُدہر
وہین پاس تکیہ کے بستان مین
مگر حسن ہووے تو گو کچھ نہو
بگڑتا نہین جو پریزاد ہے
حسن تھا نہ اُن میلے کپڑون باند
قیامت تھی قامت سے اُسکے خجل
حسن نے جو دیکھا یہ حسن و جمال
محبت ہوئی درد بڑھنے لگا
نہین کام کچھ اسمین تقلید سے
یہ مشہور ہے عاشق خستہ تن
کسیکی یہان پیش چلتی نہین
کیا حضرت عشق نے انتظام
ز سر تا قدم آگ سی بھر گئی
نہ طاقت رہی اور نہ تاب و توان
ارے او پریزاد او رشک حور
چلی جان اے جان سنبھالو ہمین
ہماری تمہین دین و ایمان ہو
جو جیتے رہے تمپہ مر جائینگے
سمجھتے ہی یہ شرم سے مر گئی
مگر ایک بڑھیا بڑی ذیشعور
حسن کا محبت سے یہ سر پھرا
مجھے ہاے لالے پڑے جان کے
قسم ہے کہ ہوش و خرد لیگیا
دوا کیجیے اب ذرا غور سے

نہین باغ اور اس بیابان مین
تو ایک غیرت حور آئی نظر
وہ بیٹھی تھی فردوس کے دھیان مین
یہ خود کھینچ لیتا ہے انسانکو
کہ یہ حسن دولت خداداد ہے
چمکتا تھا بدلی مین جیسے کہ چاند
کھڑا تھا الگ سرو بھی پا بہ گل
گیا بھول دُنیا و دین کا خیال
اُسی بُت کا کلمہ وہ پڑھنے لگا
مگر ہان فقط یار کی دید سے
کبھی شیخ ہین اور کبھی برہمن
قضا کی طرح یہ بھی ٹلتی نہین
کہا پارسائی نے میر اسلام
نظر کیا ملی کام ہی کر گئی
ہوے اشک پاؤنکے بدر روان
نہین چاہیئے ہمسے اتنا غرور
ذرا خاک پر سے اُٹھا لو ہمین
کلیجہ ہو دل ہو نہین جان ہو
محبت مین ہم نام کر جائینگے
اوٹھی اور پردے مین اُٹھکر گئی
جو بیٹھی تھی اُس گل سے تھوڑی سی دور
کہ بڑھیا کے قدمو نپہ جا کر گرا
مین اس باغ مین لٹگیا آنکے
فقط دل پہ اک داغ سا دیگیا
کہ آرام ہووے کسیطور سے

یہ مانا کہ تم تو مسیحا نہیں
مگر ہے مسیحا بھی میرا یہیں

اگر قم باذنی سنا دے مجھے
تو مشکل نہیں ہے جلا دے مجھے

یہ کہہ دو کہ بس اب نکل آئیے
بہت لن ترانی نہ فرمائیے

غریب الوطن ہوں غریب الوطن
پئے سازِ دیدار کو جان من

تڑپ کر یہیں دم نکل جائیگا
بھلا آپ کے ہاتھ کیا آئیگا

سُنی جبکہ بڑھیا نے یہ واردات
تو کہنے لگی دھر کے ماتھے پہ ہات

میں سمجھی کہ گوہر یہ مرتا ہے تو
ارے کیوں غضب دل یہ کرتا ہے تو

ذرا ہوش میں آ طبیعت سنبھال
کہاں تو کہاں وہ ستودہ خصال

وہ بیزار ہے مرد کے نام سے
نہیں کام دنیا کے کچھ کام سے

محبت میں خالق کے لیل و نہار
تڑپتی ہے رہتی ہے بے قرار

کبھی رات یا دن کو سوتی نہیں
کوئی وقت بیکار کھوتی نہیں

وہ ہے پارسا عابدہ زاہدہ
بھلا اس سے الفت کا کیا فائدہ

ارے او دوانے تجھے خیر ہے
مگر جان سے اپنی کچھ بیر ہے

یہاں دام الفت نہ پھیلائیو
کہیں اور ہی دل کو بہلائیو

یہ سنکر حسن اور رونے لگا
بُرا حال فرقت سے ہونے لگا

کہا مائی بس ہم تو اب مر چکے
جو باقی تھے دم زیست کے بھر چکے

خیال صنم دل سے جاتا نہیں
رہا وصل وہ ہاتھ آتا نہیں

مسیحا ہی ہو جب کہ نامہرباں
تو پھر زندگی کا ٹھکانا کہاں

ذرا دیکھنا آکے گوہر مجھے
دکھاؤنگا الفت کے جوہر تجھے

کہا پھر کلیجہ وہیں تھام کے
فدا لاکھ دل سے میں اس نام کے

اسی نام پر جان گنوائینگے ہم
یہیں اپنی تربت بنائینگے ہم

کوئی زیست کا اب ٹھکانا نہیں
میں ہشیار ہوں کچھ دوانا نہیں

کہاں آکے الفت کے پالے پڑے
جہاں زندگانی کے لالے پڑے

سنا ہے کسی سے یہ میں نے کہیں
کہ مرنے پہ بھی عشق جاتا نہیں

خدا کی قسم یہ وہ آزار ہے
کہ جسمیں مسیحا بھی لاچار ہے

دل آتا نہیں جب تک آتا نہیں
اگر آ گیا پھر یہ جاتا نہیں

جو بیمار ہو جائے عاشق مزاج
تو کس جا کرے اپنا جا کر علاج

دوا کون سی عشق کو راس ہے
بجز وصل کے سود کس پاس ہے

یہ سب حال سن سن کے وہ پیرزن
لگی کہنے شفقت سے سن اے حسن

یہاں ایک درویش ہے باکمال
اوسکی یہ لڑکی ہے فرخندہ فال

وہ بیٹھا ہے دنیا سے منھ موڑ کے
قبیلہ و گھربار سب چھوڑ کے

رسیدہ ہے اور عاشق کردگار
سمجھتا ہے دنیا کو ناپائدار

یہ لڑکی بھی اوسکو بُرا جانکے
خوشی سے رہی ہے یہیں آنکے

ملے مفت میں گنج کیجے تئیں
کسی طور سے یہ تو ممکن نہیں

مگر تجھپہ اب رحم کھاتی ہوں میں
بہت سہل نسخہ بتاتی ہوں میں

اگر میرا کہنا بجا لائے گا
تو بیشک تجھے یار مل جائیگا

دوا چاہیے درد دل کی اگر
تو محبوب کی اپنے تقلید کر

فقیرانہ تو بھی بدل کر لباس
یہیں بیٹھ رہ باغ کے آس پاس

مصلا و تسبیح و جبہ سنبھال
محبت کو دنیا کی دل سے نکال

اگر عشق ہے جان غمناک میں
تو بیشک ملا دے اسے خاک میں

بنا لے ریاضت سے کچھ ایسا حال
کہ آتا نہیں کام حسن و جمال

دل پارہ پارہ ہو کشتہ اگر
تو رکھتا ہے یہ کیمیا کا اثر

ولیکن یہ سیماب مرتا نہیں
کبھی سوز دل سے ٹھہرتا نہیں

مگر ظاہرا اسکو تو مار کے
قدم زیست میں دیکھ لے یار کے

دکھانے کو ہو عشق پروردگار
اگرچہ رہے سر میں سودائے یار

جپتا رہے یہ نقش تسخیر ہے
فقط وصل دلبر کی تدبیر ہے

نہیں عشق میں یاد مولیٰ کہاں
خبر ہے سمجھتا ہے سارا جہاں

رہا تو جو چندے اسی حال میں
تو پھنس جائیگا خود ہما جال میں

سبب یہ کہ اس ماہرو کا پدر
تجھے پارسا متقی جان کر

اگر عقد کر دے تو تعجب نہیں
کہ کرتا ہی ہے آخرش کو کہیں

سنایا جو یون مژدہ وصل یار
بہا اشک گردن مین سیلی ڈال
کہا اے شہ حسن ماہ منیر
محبت بہی کیا چیز ہے واہ جی
الگن شمعرو سے وہ اپنے لگا
زبان پر صمد دل مین روے صنم
غرض قول اپنا نبہا گیا
نگر دیر کعبہ یہ سب ایک ہے
وہ مجنون کے ہی ڈہنگ پر آگیا
غم ہجر کہا کہا کے اُٹہون پہر
یہ آفت پڑی جان غمناک پر
وہ آلودہ خاک جسم نزار
تو اُس غیرت مشت کا پدر
عجب حال دیکہا تن زار کا
بنایا ہے یہ کچہہ ریاضت سے حال
کیا ترک یک لخت آرام کو
ہمین ہین کہ پہرتے ہین یون دربدر
جو اللہ کے خاص محبوب ہین
یہانتک کہ دل مین پڑی صلاح
بتائی تہی جسنے حسن کو یہ راہ
جو کچہہ کام ہو ہمسے فرمایئے
بہت پارسا مرد درویش ہی
فقیر ایسی صورت کا ہمنے کہین
غرض عقد گوہر ہوا اُس سے اگر
مجرد ہے تارک ہے اور متقی

حسن اور بہی ہو گیا بے قرار
پریشان کیئے رخ پہ سنبل سے بال
ہوئے آپ کے عشق مین ہم فقیر
گدا ان کے ہم ہو گئے شاہ جی
صنم من کی سمرن مین جپنے لگا
محبت کا کرنا ہے بیشک ستم
بنا جیسے سبحہ ہلائے گیا
جو بن آئے جس سے وہی نیک ہے
غم ہجر آخر اُسے کہا گیا
وہ پیتا تہا اوپر سے خون جگر
کہ خاکا سا وہ رہگیا خاک پر
ملا خاک مین بنکے خط غبار
گیا تہا لہو جسنے دل اور جگر
خزان مین یہ عالم نہو خار کا
حقیقت مین ہے یہ کوئی باکمال
رہا جسم نامی فقط نام کو
اُڑاتے ہوئے خاک شام وسحر
وہ کب اس ستمگر سے مغلوب ہین
کہ ہوجاے گوہر کا اس سے نکاح
کہ آویگا یون ہاتہ وہ رشک ماہ
کہ آنکہون سے اُسکو بجا لایئے
خدا کی محبت مین دلریش ہی
کبہی عمر بہر بہی دیکہا نہین
تو اچہا ہے ہین دونو عالی گہر
اطاعت مین ہی اُسکا نفس شقی

وہین سے اُٹہا کر ملی منہہ پہ خاک
وہ رونق وہ زیبایش تن گئی
تمہاری محبت مین گہر در تجا
اوسی جا حسن نے غرض بیٹہکر
لیا صاف منہہ پہیر اسلام سے
گیا زہد مین بہی نہ دیوانہ پن
نہ تہا عاشق روے پروردگار
حسن کا لگا حال ہونے تباہ
یہہ تاثیر تہی آہ جانسوز مین
بدن رفتہ رفتہ یونہین گہلگیا
ہوئے جزو کل جسم بیجان کے
غرض جبکہ سر سے سنیچر ٹلا
گیا سیر کرتا ہوا ایک دن
کہا دل مین یہ کوئی درویش ہے
گہٹا یہ کہ تار نظر ہو گیا
تصور مین سولے اکے بیہوش ہے
سدا جان بیجان کے صدمے سے
یہ کہکر پہر اپنی جگہہ آگیا
اسی سوچ مین تہا وہ فرخندہ فال
کہا سائین بیٹہے ہو کس فکر مین
یہ سنکر وہ بولا کہ اے پیر زال
نہ پیتا ہے کچہہ اور نہ کہاتا ہی وہ
فرشتہ ہے یا جانے انسان ہے
کہا پیر زن نے کہ ای پاک دم
پہنسے گا وہ کیون درد وآلام مین

گریبان کو اپنے کیا چاک چاک
فقیرون کی صورت غرض بنگئی
لیا جو گیا بہیس تن پر سجا
جہکایا سر بندگی خاک پر
یہ حاصل ہوا عشق ناکام سے
وہ گاتا پہرا مسجد و نین بہجن
حقیقت مین تہا طالب وصل یار
ابہری ہے محبت خدا کی پناہ
کہ طاقت ہوئی طاق دور فرین
یہ پردہ جو تہا روح کا کہل گیا
صبا لے اُڑی اوسکو بو جا مکے
اور آیا حسن کا ستارہ بہلا
تڑپتا تہا جس جا حسن بار بن
رہ اتقا اوسکو درپیش ہے
تلاش خدا مین یہ خود کہو گیا
عجب عشق ہے واہ کیا جوش ہے
اطاعت مین نفس دنی کی ہی
حسن کا طریقہ غرض بہا گیا
کہ اتنے مین آئی وہی پیر زال
خلل آگیا آج کیون ذکر مین
یہان ایک آیا ہے صاحب کمال
حقیقت مین سائین ہی دانا ہی وہ
مگر عاشق روے رحمان ہے
وہ درویش سالک ہی ثابت قدم
یہ عنقا نہ آویگا اس دام مین

مگر تیری خاطر سے جاتی ہون مین
یہ کہکر وہ آئی حسن کے قریب
کیا نالہ دل نے دل مین اثر
کہا اے بڑی بی کرم آپکے
مگر اسقدر اور احسان کرو
مبارک ہو اے پیر روشن ضمیر
کہ افسانہ حسن افسون ہوا
یہ سنتے ہی درویش شادان ہوا
نہ تھے پھول لالے کے چار وطرف
جوانان گلزار رشک چمن
حسین تھے کہ وہ سرو شمشاد تھے
ہلاتی تھی پنکھا صبا جابجا
زبان سے یہ سوسن کی نکلا دہین
ہوا آخرش عقد اُس ماہ کا
شب وصل وصلی سے داخل ہوئے
مگر اکدن یاد کر کے وطن
پر اب شوق ہے دلمین ماں باپ کا
نکل کر چلا گھر سے وہ آفتاب
کہ تا مین بھی چالاک و چست ہون
بغل مین ہو ہر وقت رشک قمر
گل عیش و عشرت اڑاتے ہوئے
مہ و مہر مشعل دکھانے لگے
قضا کار جو کچھ کہ تھا زاد راہ
نہ تھی دمین طاقت نہ تھا دم مین دم
رہے ایک مدت اسی قہر مین

ذرا دیکھ کیا گل کھلاتی ہون مین
کہا ہنس کے سنتا ہی او خوش نصیب
ہوا ملتجی آپ اوس کا پدر
ادھر آؤ چومون قدم آپکے
کہ جلدی سے شادیکا سامان کرو
لگا جاکے پورا نشانہ پہ تیر
مری گفتگو پر وہ مفتون ہوا
اوسی وقت شادیکا سامان ہوا
وہ تھے شمع و بلکہ مشعل بکف
ہوئے آن کے رونق انجمن
قیامت کے قد تھے پریزاد تھے
غرض قابل دید جلسہ ہوا
کہو آج بلبل کو زہرہ جبین
یہان آکے عقدہ کھلا آہ کا
مزے دین و دنیا کے حاصل ہوئے
ہوا دل مین مضطر بہت یا حسن
چلے جائین گر حکم ہو آپ کا

گردون دمدمہ ایکدم مین وہ دم
ترے درد دل کی دوا ہو گئی
یہ سنتے ہی وہ غیرت نام و ننگ
بچایا تمہین نے غم ہجر سے
غرض جاکے پھر اُسنے درویش پاس
وہ گویا وہ عشق سے مست تھی
مگر عقد جلدی سے کر دو کہین
بچھا فرش سبزہ چمن چمن
شجر آنکے سرو چراغان ہوئے
کوئی گلبدن اور کوئی گلعذار
غضب کی ہی نرگس بھی عاشق مزاج
کیا بلبلون نے ترانہ شروع
سمان بندھ گیا سب گئے جھوم جھوم
ملا گل تو گل کی طرح کھل گیا
رہے چند مدت وہ دونو بہم
اوسیدم کہا جاکے درویش سے
کہا جاؤ سونپا خدا کو تمہین

جب حسن گوہر کو لیکر وطن کیطرف روانہ ہوا تو راستہ مین قید ہو گیا عشق اور محبت کا بہانہ ہوا

خضر سے بھی بہتر ہے ایسا سفر
بیابان کو گلشن بناتے ہوئے
اونہین راہ پر خضر لانے لگے
اسے کہا ارٹکے ہوئے وہ تباہ
پھر آکے سینہ مین درد و الم
پھر آخر کو پہنچے کسی شہر مین

چلے ساتھ دونون مہ و مشتری
سفر کو جو باہم چلے رشک حور
یہ دیکھا تو چرخ آ گیا طیش مین
بھروسہ رہا اور نہ توشہ رہا
غرض بیٹا فاقونسے بھرتے ہوئے
وہان کا جو تھا صاحب تاج و تخت

کہ گوہر ہی کا دم بھرے دمبدم
بہت سہل حاجت روا ہو گئی
یہ پھولا کہ جامہ ہوا تن پہ تنگ
یہ کار مسیحا ہوا خضر سے
کیا مکر و حیلہ سے یون التماس
مگر تیری قسمت زبردست ہے
کہ ایسون کی ہانکا ٹھکانا نہین
بنا سائبان اوسکا چرخ کہن
مہ و مہر سے بڑھ گئے تابان ہوئے
سمن بو کوئی کوئی رشک بہار
لگی تاک لے کہنے یہ کیا ہے آج
ہمہ گوش ہو کر ہوئے گل رجوع
لیا گل نے بلبل کا منہ چوم چوم
ریاضت کا آخر صلہ مل گیا
اُسی جا فراغت سے بے درد و غم
رہے آج تک ہم یہان عیش سے
مگر دل سے مت بھول جانا ہمین
پلا جلد ساقی مجھے بھی شراب
بہت دن سے کچھ خود بخود سست ہون
دکھاتے ہیں اپنی جلوہ گری
زمین آپ سے بنگئی فرش نور
حسد کہا کے ڈالا خلل عیش مین
فقط آپ یا غم کا گوشہ رہا
چلے شکر خالق کا کرتے ہوئے
عجب مرد جاہل تھا شوریدہ بخت

جہالت مین رہتا تہا شام و سحر
وہ دل بہر کے کرتا تہا ظلم و ستم
وزیر چنین شہریار جہان
تو گوہر نے رو کر حسن سے کہا
اُٹہو ڈہونڈہ کر لاؤ بازار سے
کہا دل مین اے وای بخت نگون
سنا لے جہان تک تری دل مین ہے
غرض جا کے ریشم فراہم کیا
اُسے کر کے پہر سوئی سے تار تار
اڑے ہوش مانی و بہزاد کے
دیا پہر حسن کو کہ لے بیچ لا
خریدار آنے لگے اس طرح
کمر بند کیسا کرامات تہی
محبت مین جب یون زمانہ ہوا
اُسے دیکہتے ہی وہ ظالم شریر
ہوا حکم محبس دکہاؤ اُسے
دہائی بہی دی اور بہت دہوم کی
پہر اُسپر تماشا ہے یہ بے نظیر
وہ معشوق سے بہی نہین جو کہا
کیا قید تنہا کسی برج مین
چنانچہ کوئی مرد عاشق مزاج
نہ سمجہی مگر یہ کہ یہ بد نصیب
ہوئی پہاڑ کر جب گریبان سحر
مین سمجہی تہی دلین کہ ہوگا حسن
ہوا ایک ایک فضل پروردگار

نہ رکہتا تہا کچہہ مملکت کی خبر
رعایا کا تہا ناک مین اس سے دم
جہان چون نگیر و قرار جہان
کہ جاتا نہین اب یہ صدمہ سہا
چہٹین تا کہ فاقہ کے آزار سے
مصیبت کا کلمہ صنم سے سنون
مصیبت یہان آب و گل مین ہے
اوسیوقت گوہر کو لا کر دیا
بنایا کمر بند رشک بہار
لیئے چوم ہاتہہ اس پریزاد کے
وہ سنتے ہی بازار کو لے چلا
کہ بلبل چمن پر گرے جس طرح
کہ خلق خدا سات ہی سات تہی
تو قیمت کا کیا پہر ٹہکانا ہوا
بنایا تہا سلطان نے جسکو وزیر
بس اب سامنے سے ہٹاؤ اُسے
مگر کون سنتا تہا مظلوم کی
کہ گوہر پہ عاشق ہوا وہ وزیر
زمانہ ہے ایسون ہی کے تہو کتا
رہی جیسے گوہر سے درج مین
سمجہہ سوچ کے اسکا دلین علاج
نہین یار ہان یار کا ہے رقیب
تو شکل اس ستمگر کی آئی نظر
مگر خار نکلا بجائے چمن
دکہائی دیا ایک اشتر سوار

وزیر ایک جو تہا مدار المہام
سنا ہے کہ ہر ایک پیر و جوان
غرض جب وہ پہنچے غریب الوطن
ذرا سا ہی ریشم ملے گہر کہین
یہ سنکر وہ بیتاب ہوتا ہوا
اُٹہاوے وہ اسطرح رنج و محن
اوٹہاوینگے سختی سہینگے کڑی
وہ رشک پری لیکے شادان ہوئی
عجب اوسمین کہا تہا کچہہ نک ڈہنگ
یہان تک غرض کار سوزن کیا
وہان جا کے جدم دکہایا اُسی
ہوئے زہرہ و مشتری مشتری
خریدار اپنے دل و جان سے
یہ قیمت بڑہی اسکی بازار مین
حسن سے لگا کہنے اے بے شعور
وہ بیچارہ فریاد کرتا رہا
پڑین آخرش پاؤن مین بیڑیان
مگر اصل سے جو کہ بدذات ہی
پکڑوا کے گوہر کو بلوا لیا
سنا جس کسینے یہ حال زبون
گیا رات کو اور پہینکی کمند
جدہر وہ چلا یہ بہی پیچہی چلی
کہا پیٹ کر ہائے یہ کیا ہوا
یونہین مضطرب جبکہ ہونے لگی
وزیر اوسکو وہ بزدلا جا نکے

اسے سونپ رکہا تہا سب انتظام
یہی شہر رکہتا تہا ورد زبان
اُٹہا کر وہان درد و رنج و محن
تو بچتے ہین غم سے نہین تو نہین
چلا سوے بازار روتا ہوا
اے لغو ہی لعنت اے چرخ کہن
نصیبون سے افتاد ہمپر پڑی
کہا خوب ہی مشکل آسان ہوئی
کہ تہے دیکہکر نقش ارژنگ دنگ
کہ ریشم کو گل گل کو گلشن کیا
تو آنکہون سے سبنے لگایا اُسے
لگے آرزو اوسکی کرنے سبہی
چکانے لگے اوسکو ارمان سی
کہ آخر کو پہونچا وہ دربار مین
چورا کر یہ لائے ہین پیش حضور
دم سرد سینے سے بہرتا رہا
رگڑتا ہی وہ رہ گیا ایڑیان
بدی اوسکی اُسکے سدا سات ہے
ستمگر نے بے آبرو کردیا
گرانے لگا چشم پرنم سے خون
اوتر آئی اُس جا سے وہ ہوشمند
خبر گردش چرخ کی کچہہ نہ لی
کہان سے لگا ساتہہ یہ مردوا
تو گر کر اوسی جا یہ رونے لگی
چہپا غار مین خوف سے جان کے

مگر اصل مین وہ کوئی اور تھا
وہ پہلا خریدار یا بوالہوس
بس اتنے ہی مین آن پہنچا وزیر
یہ سنکر اُسے ساتھ اپنے لیا
ہوئی دوڑ دہوپ آخر اسطور کی
بڑا رحم دل اور حاکم تھا وہ
بلاکر کہا رحم سے اے سوار
کیا عرض اے شاہ فرخندہ فال
رسائی سے سمجھو ذرا فہم کی
یہ لونڈی ہے میری مگر بیوفا
حقیقت مین یہ بات ہے اےحضور
کہین دیکھکر اِس کا حسن وجمال
ہین لاچار کیا بس مرا چل سکے
مگر لطف سے رات جب ڈہل گئی
مناسب سمجھہ کر یہ کی کاہلی
ہنسی کی جگہہ لب پہ نالے ہوئے
کہا حضرت دل بہلتے نہین
یہی شور و فریاد تھی بار بار
غرض دیکھکر اسنے یون بیقرار
کہ اتنے ہی مین آن پہنچا وزیر
یہ سنکر بڑا شاہ تشویش مین
اسیواسطے اس پہ احسان کیا
انھین سات رکھا حوالات مین
کہا سچ بتا اے ستودہ صفات
کہا یہ تو قصہ ہی کچھہ اور ہے

مگر اسکا عاشق بہر طور تھا
رہا جبکہ پیچھے چلا کچھہ نہ بس
کیا اوسکو یہ بات سنکر اسیر
پھر آگے چلا اوس کا پیچھا کیا
کہ سرحد مین پہنچے کسی اور کی
حقیقت مین شاہی کے قابل تھا وہ
بتا کیون ہے تو اسقدر بیقرار
مری خاص وجہ ہے یہ خوش جمال
نہین ہے کہین بھی ذرا وہم کی
چلی آئے ہے گھر سے ہوکر خفا
کہ زوجہ ہے فدوی کی یہ رشک حور
ہوا حضرت عشق کا پائمال
بہلا مور سے مار کب پل سکے
تو میری بھی ایک گھات تھی چلگئی
اوسیدم ترے ملک کی راہ لی
نزاکت سے پاؤن مین چھالے ہوئے
کسی ڈہب سے اب پاؤن چلتے نہین
کہ اتنے مین آیا یہ اشتر سوار
کیا رحم سے اپنے پیچھے سوار
مجھے کر لیا دیکھتے ہی اسیر
تامل ہوا اوسکو تفتیش مین
کہ محلون مین جلدی سی پہنچا دیا
فقط ہتکڑی ڈال کے ہاتھہ مین
حقیقت مین کیونکر ہے یہ واردات
حقیقت مین تجھہ پر بڑا جور ہے

بٹھا اونٹ گوہر کو کرکے سوار
تو چھاتی کو کہنے لگا کوٹ کے
کہا کھہ کہان ہے وہ اب گلعذار
مگر اونکے کب ہاتھ آتی تھی وہ
قضارا وہانکا جو تھا شہریار
انہین دیکھکر اس بُرے حال مین
کہان سے یہ لایا ہے زہرہ جبین
ہوا آپ کو اور شاید گمان
وزیر آکے اتنے مین رونے لگا
یہ سنتے ہی بولا جوان اسیر
یہ بیدین ظالم ستمگر شریر
سمجھہ سوچکر کچھہ نہ کچھہ دلین کید
جو صدمہ ہوا دل پہ جھیلا کیا
اُتارا بلندی سے اس ماہ کو
مگر یہ گل اندام رشک چمن
تھکی جب تو جنگل مین رونے لگی
یہانسے قدم پھر اگر جاؤنگی
بمنت سماجت بلایا اُسے
مگر یہ چلا جیسے باد سحر
تو عادل ہے منصف تیری ذات ہے
ولیکن یہ سوچا کہ یہ نازنین
رہے اور تینون جو وہ مدعی
گیا خود محل مین وہ جب شام کو
کیا عرض گوہر نے سب مو بمو
بدلواکے پھر اوسکو عمدہ لباس

چلا جیسے کوئی شتر بے مہار
دہائی مجھے لے چلا لوٹ کے
کہا لے گیا مجھسے اشتر سوار
ہوا سے بھی کچھہ تیز جاتی تھی وہ
اوسی جا کہین کھیلتا تھا شکار
یہ سوچا کہ کالا ہے کچھہ دال مین
کہ دیکھا نہین ہمنے ایسا کہین
بُرا وقت ہے ای ملک الامان
کہ اے شاہ کیا ظلم ہونے لگا
کہ جھوٹا ہے بکتا ہے ناحق وزیر
ہمارے وطن خاص کا ہے وزیر
کہا سچ یہین اسکو بلوا کے قید
پڑا جان پر اپنی کھیلا کیا
کیا سجدۂ شکر اللہ کو
بکھرنے لگی جسطرح یاسمن
صفائی سے گوہر پرونے لگی
تو بیشک اذیت سے مر جاؤنگی
جو حال زبون تھا دکھایا اسی
مین حیران سا ہوگیا دیکھکر
بس انصاف اب تیرے ہی ہاتھ ہے
کوئی ہو پرا مین کسیکی نہین
تہتک مین کی تھی جنہون نے سعی
تو بلوا کے پاس اُس گل اندام کو
جو کچھہ حال تھا شاہ کے روبرو
عنایت سے بٹھا لیا اپنے پاس

اور ارشاد کرنے لگا پھر کے آہ
بس اب شور کر ریخ ای رشک ماہ
یہ کہکر خواصین گئی ماہرو
کھڑی کین بلا کر وہین روبرو
جب آئے تو کہنے لگا شہریار
کہ رکھتے ہین ہم تم پہ سارا مدار
یہ سنتے ہی سب کو تامل ہوا
چراغ خرد اس جگہہ گل ہوا
کہا شہ نے دینا بھی ہے جان کو
نگلتے ہو کیون اپنے ایمان کو
فریبی ہو جھوٹے ہو مکار ہو
غرض تم سزا کے سزاوار ہو
وزیر ستمگر جو باقی رہا
اسے قید مین ڈالکر یون کہا
وہ آیا تو تقصیر ہو گی معاف
کرونگا نہین تجھپہ تلوار صاف
حسن اور گوہر گلے سے لگے
شگفتہ ہوئے جسطرح گل کھلے

ہوا جو کہ ہونا تھا تقدیر سے
کہ حاصل نہین رنج و دلگیر سے
دیا حکم یون بعد اسکے کہ من
چلے آئین تینون وہ قیدی یہان
نگران مین گوہر کو پہچان کے
جو سمجھے ہو لیجاؤ تم آن کے
خواصون مین جو جسکو آئی پسند
کہا یہ ہی ہے میرا بالا بلند
بھلا کسطرح ہمکو آوے یقین
انھون نے تو کوئی بھی گوہر نہین
پھر اونمین سے دو کو تو حاصل کلام
نکلوا دیا کرکے تشہیر عام
بلاوے حسن کو تو اے نابکار
جو منظور ہو مخلصی لاکھ بار
غرض جبکہ لالے پڑے جانکے
حسن کو بلایا بہ تنگ آن کے
بہت کچھ زر نقد شہ نے دیا
پھر آخر خوشی ہو کے رخصت کیا

بڑی دقتون سے رہائی ہوئی
بلا ٹل گئی سر سے آئی ہوئی
کدھر ہے کدھر ہے تو اے ساقیا
ندے جام صورت ہی آکر دکھا
اٹھایا ہے مین نے بہت درد سر
سناتا ہون اب قصہ مختصر

وہان سے عاشق مبتلا رہا ہو گے دوسری جگہہ گرفتار ہوا زندگی سے بیزار ہوا مگر گوہر کی دانائی کام آئی جس کے باعث دوبارہ رہائی پائی

کرون کیا گلہ مین کہ پھر فلک
نہین چھوڑتا ہے لب گور تک
حسن لیکے اپنے دلارام کو
قضا کار ٹھیرا کہین شام کو
قضارا وہان ایک دکان پر
اچکا ہمیشہ کوئی آن کر
غرض انکی شامت جو آوے کہین
تو یہ تیل لینے کو پہنچے وہین
پکڑ ہاتھ ایک اوسکو جھٹکا دیا
کہین بچھ گیا اس مین اٹکا دیا
دہائی ہے اے صاحبو شور ہی
اچکا ہے قزاق ہے چور ہی
ہوئے جمع مشکو نہین جکڑا اسی
او چکے کے دھوکے مین پکڑا اسی
مگر غم سے گوہر کے رویا کیا
وہ آنکھون سے موتی پرویا کیا
تو اٹھ کر چلی آہ کرتی ہوئی
دم سرد سینے سے بھرتی ہوئی
غرض ڈھونڈھ کے اپنے دلدار کو
گئی کوتوالی مین اظہار کو
مجھے وصل سے اپنے کر شاد کام
تو پھر ناخریدہ ہون تیرا غلام
کہا سنکے گوہر نے اسبات کو
چلے آئیے میرے گھر رات کو
یہ کہکر گئی پھر وہ قاضی کے پاس
ادب سے کیا حال دل التماس

وہ آئے تھے دونون ابھی چھوٹ کے
کہ پھر آسمان گر پڑا ٹوٹ کے
ہوا جب اندھیرا تو بازار مین
گیا تیل لینے شب تار مین
چراتا تھا گلہ وہ کر شمع گل
نیا روز دیتا تھا بنئے کو جل
وہ بنیا جو ڈنڈی لگا مارنے
تو جلدی مین اس عاشق زار نے
اسیوقت بنیا او سے تاڑ کے
لگا چیخنے یون گلا پھاڑ کے
یہ سنتے ہی بس مین بھی چل تو بھی چل
دو کانون سے سب آ پہنچے نکل
سلاسل پڑی پاؤن اور ہاتھ مین
گیا پھر دوبارہ حوالات مین
ادھر کھینچتے کھینچتے انتظار
ہوئی جب کہ گوہر بہت بیقرار
تفحص مین اپنے دل و جان کے
گیا ایک کوچہ گلی جہان کے
مگر دیکھتے ہی وہ حسن و جمال
لگا کہنے یون بے حیا کوتوال
جو کہوگی لاؤن گا دل سے بجا
کرونگا حسن کو اسیدم رہا
یہی دل مین ہے تو یہی کیجیے
حسن کو ولیکن چھوڑا دیجے
پھر اسنے بھی تقوی کو دلسے نکال
گیا پھوڑ کے منہ سوال وصال

اسے بھی دیا اسنے وہی جواب   کہ منظور ہے خیر اچھا جناب

مگر دل مین کہتی تھی دیکھو بچا   مین چھوڑونگی تمکو بنا کر چچا

غرض شام کو اوسکے گھر کوتوال   گیا دل مین کر کے امید وصال

بتعظیم گوہر نے لا کر اسے   بگاڑا بہت سا بنا کر اوسے

ابھی ہوش آئے نہ تھے جانکے   کہ قاضی نے آواز دی آنکے

اوسیوقت کہنے لگا کوتوال   چھپا مجھکو لِلّٰہ اے خوش خصال

یہ سنتے ہی خم مین بٹھایا اسے   گدہا تھا فلاطون بنایا اسے

کہا پھر کہ قاضی جی آجایئے   کرم کیجیے شکل دکھلایئے

گئے پھر تو وہ کھلکھلاتے ہوے   مقطع وہ داڑھی ہلاتے ہوے

پکڑ ہاتھ گوہر نے بیٹھا لیا   یہانتک بنا مسخرہ پن کیا

کہا پھر یکایک کہ غضب ہوگیا   وزیر آن پہنچا ستم ہوگیا

قضا ہی گئی اور قضا آگئی   یہ قاضی کے سر پر بلا آگئی

وہ بولے کہ لعنت ہو شیطان پر   بنی مفت اب آن کر جان پر

خدارا ہمین ایسا چھپا کہین   نہین دو گھڑی بعد بھی ہم نہین

یہ سنکر ہنسی دل مین وہ ہوشمند   کیا اون کو کوٹھی مین غلہ کی بند

بس اتنے ہی مین ماہ شب زندہ دار   چھپا جاکے سحر مین زار و نزار

ہوا شاہ خاور کا ہر جا عمل   سحر ہوگئی مہر آیا نکل

اوسیوقت گوہر جگر پاش پاش   کرایہ کو ایک اونٹ کرکے تلاش

لے آئی اور اوسپہ وہ خم و جوال   کہ تھے جنمین وہ قاضی و کوتوال

خوشی و فراغت سے کرواکے بار   گئی لیکے پیش شہ نامدار

نکلوا کے اُن کو کھڑا کر کے پاس   کیا حال سب مو بمو التماس

یہ سنتے ہی شہ نے سزا دی انہین   محبت کی لذت چکھادی انہین

کہا پھر یہ گوہر سے صد آفرین   نہ ہوگا کوئی تجھسا عاقل کہین

تو عصمت مین عفت مین ایک ہی ہے   بہت پارسا اور بہت نیک ہے

غرض خوب اوسپر تلطف کیا   حسن کو بلا کر رہا کر دیا

دعا دیکے گوہر کو لیکر حسن   چلا اور خوشی ہو کے پہنچا وطن

کٹی عمر بھر عیش و آرام سے   نہ واقف ہوا رنج کے نام سے

یہ آپس مین جیسے دوبارا ملے   دعا ہے کہ دلبر ہمارا ملے

کدھر ہے تو اے ساقی ماہرو   لگا دے مرے منھ سے ایک سبو

سنبھالا اگر دل سنبھلتا نہین   مرا کام ساغر سے چلتا نہین

اگر تو اڑا دے نشے سے مجھے   تو مین ایک قصہ سناؤن تجھے

یہ اگلے زمانے کا مذکور ہے   کہ ملک ختن جو کہ مشہور ہے

وہانکا کوئی شاہزادہ حسین   کہ تھا خاتم مملکت کا نگین

یہ داستان شاہزادہ ختن کی ہے جو ایک گوہر دریا کے محبوبی کو دیکھکر بحر تحیر مین غرق ہوا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا دم سرد سینۂ سوزان کی رگڑ سے شعلۂ برق ہوا آخرش خون دل و لخت جگر آب و دانہ ہوا معہ چند احباب یک سمت کو تلاش محبوب مین روانہ ہوا

حسینون کو رکھتا تھا ازبس عزیز   کہ تھی حسن کی اوسکو شاید تمیز

کسی روز دریا پہ وہ گلعذار   لگن سے کھڑا کھیلتا تھا شکار

کہ ناگاہ کشتی اک آئی نظر   نہ تھا اوسپہ ملاح کوئی مگر

فقط ایک بیٹی تھی زہرہ جبین   جسے حور کہئے تو کچھ شک نہین

حسین ایسی نہین حسن مین غرق تھی   صنم تھی ز سر تا قدم برق تھی

نگہ شست تھی عاشقون کے لئے   کہ ممکن نہین کوئی پھنسکر جئے

یہان چھیڑ پہلو مین ہونے لگی   محبت ستم سے ڈبونے لگی

لگا جاتے ہی زخم کاری کہین   تڑپنے لگا شاہزادہ وہین

غرض کچھ بھی سوجھا نہ چارا اسے   ستمگر نے آنکھون سے مارا اسے

وہانسے وہ دل لیکے چلتی ہوئی   رہی جان اوسکی نکلتی ہوئی

غم عشق آخر جگر کھا گیا   سنبھلتے سنبھلتے ہی غش آگیا

ہوئے دوڑ کر جمع سب جان نثار   کہ ہے ہے یہ کیا ہوگیا کردگار

اوسیوقت بہر بہر کے چہرے کا گلاب
ابھی کہیلتے تہے مزلیسے شکار
کسینے کہا جن کا سایہ ہوا
جو حالت تہی آج اوسکی وہ کل نہتی
پہنسایا ہے جسنے چہڑا دی اُسے
بتاؤ تو مین ڈہونڈہ لاؤن ابہی
لڑکپن سے رہتے تہے وہ ساتہ ساتہ
کہا پہر کے اب چہوڑ کے تخت و تاج
کہا اوسنے واللہ کیا بات ہی
محبت نے گہر سے نکالا ہمین
کیا آتے ہی جہک کے انکو سلام
کہا ایک نے مین تو ملاح ہون
علاوہ ازین اے شہ خوش خصال
یہ سنکر کہا شاہزادے نے ہان
تامل سے اُسسے کہا بالیقین
کہا شاہزادے نے ہنسکر کہ ٹہیک
اگر ذات پوچہو تو نجار ہون
علاوہ ازین شاہ فرخندہ بخت
جدہر چاہیئے اوسکو لے جایئے
مین چلتا ہی ہون آپ دکہلاونگا
ملے گا یقیناً ہمارا صنم
وہ ملاح رستہ بتاتا چلا
مصیبت نئی روز بہرتے تہے
اُٹہا کر موئی گائے کی ہڈیان
اُٹہی گاے لیکر بہر پری وہین

مگر اور بڑہتا گیا اضطراب
کہ یکبارگی ہو گئے بیقرار
کسینے کہا دل ہے آیا ہوا
غرض یے صنم ایکدم کل نہتی
وہ آوے تو ہان چین آوے اُسے
اوسے لا کے تمکو دکہاؤن ابہی
چہپاتے نہ تہے کوئی بہی دل کی بات
مرے دل مین ہی دل کا کیجے علاج
چلو جان نثار آپ کے ساتہ ہی
مصیبت مین اے عشق ڈالا ہمین
کہا پہر کہ حاضر ہین یہ بہی غلام
جہان آپ جاینگے ہمراہ ہون
مجہے یاد ہے ایک ایسا کمال
مین لیتا ہون اچہا ترا امتحان
اودہر سے گئی ہے کوئی مہ جبین
نہ تہا اُسکا واقع مین کوئی شریک
تمہارا قدیمی نمک خوار ہون
بناتا ہون مین ایک لکڑی کا تخت
مزے سے سلیمان بنجایئے
جو موقع پڑیگا تو کام آونگا
شگون نیک آیا ہے اپنی قسم
ہنر اپنا سب کو دکہاتا چلا
مگر کوچ پر کوچ کرتے رہے
جو مدت سے شاید پڑی تہین وہان
کہا سبنے یہ خضر ہے بالیقین

نہ سنبہلا تو لیکر گئے شاہ پاس
سنبہالا نہ سنبہلے تو لائے بیابان
بہر طور ہونے لگی دوڑ دہوپ
سنا پور دستور نے جب یہ حال
کہا جا کے اُس سے کہ اے گلعذار
نہین دیکہو رک رک کے مر جاؤ گے
بلا کر اُسے پاس بیٹہا لیا
ملا یار تو لوٹ کر آئین گے
غرض لیکے تہوڑا سا کچہ زاد راہ
یہ پہنچے نہونگے ابہی کوس بہر
کہا شاہزادے نے تم کون ہو
تمہین سے پلا تہا مین اے جان جان
کہ رستہ ہی رستہ فقط دیکہکر
بتا کر کے دریا کی جانب نظر
اکیلی ہی بیٹہی تہی وہ ناؤ پر
کہا دوسرے شخص نے بعد ازان
یہانتک ہی اس فن مین مجکو کمال
کہ وہ آپ اڑتا ہے بے بال و پر
یہ بے پر کی صاحب اُڑاتے ہین
کہا شاہزادے نے کیا بات ہے
چلے پہر وہ چارون بیابان کو
گئے بہول چارون زمانیکا ہوش
ملا ایک دن ایک دیرینہ سال
فقط ایک پانی کا چہینٹا دیا
تعجب ہوا ہمکو اس بات کا

کیا رو کے اس طور سے التماس
ہم اب کیا کرین ہائے جاوین کہان
پر اُسکا بدلنے لگا رنگ و روپ
تو کہنے لگا ہے یہ الفت کا جال
کیا کون سے گل سے دل خار خار
یہ الفت ہے اسمین ضرر پاؤ گے
جو گذرا تہا سب مو بمو کہہ دیا
نہین اوسکے کوچہ مین ہم جائینگے
چلے دونو کہتے ہوے واہ واہ
کہ دو شخص انجان آئے نظر
کہان جاؤ گے اپنا مطلب کہو
چلے آپ ہی جب تو پہر مین کہان
بتادون فلانا گیا ہے کدہر
بتا شخص کوئی گیا ہے ادہر
نہ تہا اُسپہ ملاح کا بہی گذر
کہ ہمراہ مین بہی ہون اے جان جان
دکہاتا ہون تیشہ سے نقش خیال
کبہی فرش پر اور کبہی عرش پر
سمجہنا نہ للہ جہوٹا کہین
حقیقت مین یہ تو کرامات ہے
فدا کر کے اپنے دل و جان کو
نہ پینے سے مطلب نہ کہانیکا ہوش
کہ اوسی سے جسکا یہ دیکہا کمال
کہ چہینٹے ہی سے اوسکو زندہ کیا
یہ بڈہا ہے بیشک کرامات کا

گیا دوڑ کر شاہزادہ قریب
کہا رو کے اے درد دل کے طبیب

ہماری بھی اب تو دوا کیجیے
مسیحا ہو صاحب خبر لیجیے

کہا اوسنے مین تو مسیحا نہین
یہ کلمہ مرے حق مین اچھا نہین

مین درویش ہون بجز عصیان غرق
گناہون کی شامت سے خود ہی غرق

بھلا مین کہان اور مسیحا کہان
نہ کیجیے خدا کے لیئے یہ گمان

اگر تمکو حیرت ہے اس بات کی
کہ گائے کی نسبت کرامات کی

سو اوسکا بھی سن لیجیے آپ حال
نہین اس مین میرا ذرا بھی کمال

یہان پاس رہتی ہے ایک پیرزن
حقیقت مین ہے عاشق ذو المنن

فقط ایک لڑکی ہے اُسکی حسین
بجز اوسکے یان اُسکا کوئی نہین

سو لڑکی بھی ہے عاشق کردگار
عبادت مین رہتی ہے لیل و نہار

اسی گائے پر تھی انہونکی گذر
یہی مال تھا اون کا اور یہی زر

کہین ایکدن شیر نے آن کر
اُسے مار ڈالا غذا جان کر

مصیبت پڑی جب انہین شیر کی
تو پھر گھاس کھانے کی تدبیر کی

خدا کو پسند آئی اُنکی یہ بات
عنایت کیا مجکو آب حیات

اُسی سے مری جان جلایا اُسے
تعجب اب آویگا کہیے کسے

ولی مین نہین کچھ مسیحا نہین
گنہگار ہون یا کہ گوشہ نشین

وہ پانی جو چاہو تو پی لیجیے
خدارا زیادہ نہ دق کیجیے

کہا شاہزادے نے اے دستگیر
تمہین خوب روشن ہے مافی الضمیر

مصیبت مین ہون عشق کی آجکل
مری جان اسمین نہ جای نکل

ہزارون اُٹھائے ہین اب تک ستم
چلو ساتھ تم بھی ذرا راہ کرم

چلو گے تو کچھ دل سنبھل جائیگا
یہ کانٹا جگر سے نکل جائیگا

نہین ہم تو واللہ مر جائینگے
بھلا بے بتائے کدھر جائینگے

کہا اوس نے اتنا نہ مایوس ہو
مین چلتا ہون خاطر سے لو چلو

اُٹھا اوٹھ کے وہ پیر والا صفات
عصا لیکے خود ہو لیا ساتھ ساتھ

حقیقت مین سچ ہے نہین کچھ گمان
جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان

کدھر ہے تو اے ساقی تیز ہوش
ہوا دل مین پیر وہ ہی جوش و خروش

پلادے کوئی بادۂ تیز و تند
نیا آج مجکو مچاتا ہے دُند

محبت مین ہر دم نیا درد ہے
جو اسکو سہے وہ بڑا مرد ہے

رفتہ رفتہ ان سب کا دیو گھل کے مسکن پر گذر ہوا شاہزادہ کو اپنی اپنی جان کا ڈر ہوا مگر وزیرزادہ نے ایک تدبیر سے ہلاک کیا۔ قصہ پاک کیا پریزاد جو وہان قید تھی اُسے ساتھ لیا آگے چلنے کا ارادہ کیا

چلا کشتۂ تیغ ابروے یار
لیئے ساتھ اپنے کئی غمگسار

ہوا ایک دن ایک بن مین گذر
کہ لاریب عنقا تھا جس جا بشر

کلیجے رفیقون کے شق ہوگئے
جو چہرون کو دیکھو تو فق ہوگئے

ہوئی شاہزادہ کو جینے سے یاس
اُسے پیر سے روکے کی التماس

یہان سے بچا ہمکو اے خضر دم
نہین دم کہ آگے اوٹھاوین قدم

یہ میدان محشر ہے جنگل نہین
ذرا آج دل کو مرے کل نہین

کہا اوس نے دیکھا مزا میت کا
یہ مسکن ہے ایجان عفریت کا

حقیقت مین زہر ہلاہل ہے وہ
سُنا نام کا اپنے گھل ہی وہ

سبق یاد ہے اوسکو بیداد کا
عدو دل سے ہے آدمی زاد کا

بڑی دور تک ہے اوسکا عمل
عجب کیا کہ جینے مین ڈالے خلل

یہان شیر نر سیر کرتے نہین
پرندے یہان طیر کرتے نہین

یہان مین تو مین گر مرا پیر ہو
تو اس سے بھی ہرگز نہ تدبیر ہو

مگر ہان جو مر جائے وہ مدعی
تو بیشک ہو اس غم سے کچھ مخلصی

کہا پھر کوئی راہ بتلایئے
کہ راہ عدم اوسکو دکھلایئے

یہ سچ ہے کہ ہم لوگ رستم نہین
مگر اُٹھ کے مر جائین تو غم نہین

کہا اوسنے بچے ہو بیٹھے رہو
یہ کلمہ نہ اپنی زبان سے کہو

اُسے جا کے گھیرین تو طاقت نہین
کہ مارے کوئی شخص جا کر یہین

ولیکن جو سوتے مین کچھ بس چلے
تو ہان یہ بلا اپنے سر سے ٹلے

اور اتنا بھی سن لے تو اے سیمبر
کہ سوتا ہے وہ آجکل بے خبر

ہوا مستعد سنکے پور وزیر
کہا مین چلا اے شہ بے نظیر

اگر مر گیا اے شہ نامدار
سمجھنا فدا ہو گیا جان نثار

ملی ایک ایسی عمارت بلند
نظر بھی نہ پہنچے جہان بے کمند

بہت ہولے ہولے اٹھائے قدم
کہ دم مین نہتا مارے ڈر کے دم

پڑے تھے مکانات سب چور چور
چلا یہ جھجکتا ہوا دور دور

کھڑی تھی وہ اوس ناز سے سیمبر
کہ یہ لوٹ ہی ہو گیا دیکھکر

یہان ایسی عورت کا کیا کام ہے
یہ تزویر ہے کچھ نہ کچھ دام ہے

پری ہے تو اڑ کر چلی جائیگی
اگر دیونی ہے تو کہا جائیگی

یہ کہتے ہی جسوقت آگے بڑھا
وہ مہ پارا بولی کہ اس جا نہ آ

اگر اور آگے چلا آئے گا
تو کچا تجھے دیو کہا جائے گا

کہا اوسنے چپکے سے ٹھیرو جناب
خدا کے لئے کیون ہے یہ اضطراب

خدا تمکو رکھے سدا شادکام
کہ باقی رہے حسن و خوبی کا نام

کہا ہائے او مہرو شیرین کلام
مین ہون شاہزادی پریزاد نام

مگر قہر حق ملک پر آگیا
یہی دیو ظالم اسے کہا گیا

بس اب آپ کہئے کہ کیون آئے ہو
کوئی کام ہے یون جو گھبرائے ہو

کہا اوسنے ہنسکر اجی خیر ہے
تمہین جان سے اپنی کچھ بیر ہے

مری جان تو آدمی زاد ہے
وہ ہے دیو کیا تیری بنیاد ہے

پری دیو جن سب ہین اسکے غلام
فرشتے بھی کرتے ہین جھککر سلام

کہا گر ترے دل مین ارمان ہے
تو ہان ایک صورت سے آسان ہے

اسے شہد مین کر کے لتہ بعد ازان
وہ سوتا ہے جس جا چلا جا وہان

ولیکن جو وہ جاگ اٹھا کہین
تو بس جان لینا کہ پھر تم نہین

دعا سے اگر ہو تو کرنا مدد
مین جاتا ہون اے ماہرو سرو قد

جو دیکھا تو ٹیلے کا ٹیلا تھا وہ
فقط موت آنے کا حیلہ تھا وہ

مگر دل کو اچھی طرح تھام کر
پکڑ چھوڑ دی ناک مین ایک بر

جو تجویز کرنا ہے اب کیجیے
نہین گھر کا بس راستہ لیجیے

جو جیتا ہون زندہ پہ چھوڑونگا مین
سر اوس تیرہ باطن کا پھوڑونگا مین

غرض کر کے اچھی طرح دل کڑا
اکیلا وہان سے وہ آگے بڑھا

یہ پہلے تو یکبارگی ڈر گیا
مگر پھر دبے پاؤن اندر گیا

کلیجہ اچھلتا تھا تھامے ہون پڑا
کہانتک بھلا جی کو کرتا کڑا

ملی ناگہان ایک آئینہ رو
ستمگر قیامت بلا تند خو

کہا دل مین اپنے کہ یہ نازنین
ارے باولے دیکھ جن تو نہین

مگر دیر تک سوچ مین وہ کھڑا
پھر آخر کہا دل کو کر کے کڑا

وگر آدمی زاد ہے یہ پری
تو جنگل مین یارونکی پھر بن پڑی

ارے او گرفتار دام بلا
یہان سے ابھی بھاگ جا بھاگ جا

یہان تجھکو لائی ہے شاید اجل
ارے بھاگ جلدی یہان سے نکل

اگر مین موا تو بلا سے موا
سمجھنا کہ ہم پر تصدق ہوا

بھلا آپ تنہا اکیلی یہان
کہو کس طرح آئین ای جان جان

سنو چہر تھا جو یہان بادشاہ
اسی سے بیاہی تھی مین شکل ماہ

مجھے لا کے رکھا ہے اسنے یہان
پھنسا یا مقدر لے جاؤن کہان

کہا ہان مین مارونگا اس دیو کو
اکھاڑونگا بدبین کی نیو کو

ذرا منہ تو دھو آؤ تالاب مین
اسے جا کے مارو گے کیا خواب مین

کہا اوسنے جانی تعجب نکر
بری چیز ہے کالے سر کا بشر

نہ ہمت خدا کے لئے ہاریے
یہ فرمایئے کس طرح ماریے

ملے ایک بھی بر کہین سے اگر
تو لا جسطرح سے بنے ڈھونڈھکر

وہ جب سانس لے چھوڑ دی ناک مین
ملا دے وہین کا وہین خاک مین

کہا خیر صاحب جو مر جائینگے
تو کچھ غم نہین نام کر جائینگے

گیا دل مین پر اپنے کھویا ہوا
وہ کافر تھا جس جا پہ سویا ہوا

بدن دیکھکر تھرتھرانے لگا
وہین غش پہ غش ڈر سے آنے لگا

چھپا دور اس جا سے پھر بھاگ کر
کہ ظالم نہ مارے کہین جاگ کر

وہ اٹھا تو گویا کہ طوفاں اٹھا
قیامت میں غول بیاباں اٹھا

یہ معلوم ہوتا تھا بس دور سے
کہ آواز آتی ہے یہ صور سے

گیا دوڑ کر دوستوں میں وزیر
کہ لو بار آیا بحکم قدیر

بغل میں لیا پر دستور کو
کہ اچھا کیا زیر مغرور کو

تڑپنے لگا تلملانے لگا
بہت شور سے غل مچانے لگا

تڑپ کر غرض خود بخود مرگیا
جہاں سے وہ ملعون سفر کرگیا

گئے سب نے دیکھا تعجب ہوا
کہ یہ دیو تھا کس طرح سے ہوا

کیا شکر پھر سب نے اللہ کا
کہ کھٹکا تو جاتا رہا راہ کا

پریزاد کو بھی لگایا گلے
اسے لیکے پھر اور آگے چلے

بتا ساقیا تجھکو کیا ہوگیا
یہاں میرا دم ہی فنا ہوگیا

جو بادہ چھڑک کر جلا دی مجھے
تو والدین خضر سمجھوں تجھے

کوچ در کوچ یہ قافلہ شہر بنود باش میں پہنچا پریزاد نے منوچہر کی لاش دیکھکر شور و غل مچایا۔ مگر پھر خضر دم نے آب حیات چھڑک کر جلا دیا مسیحائی کو کام فرمایا

بلا سے محبت بھی کچھ کم نہیں
مصیبت کا اس میں ذرا غم نہیں

کوئی شہر ناگاہ آیا نظر
ہوئے اور بھی خوش اسے دیکھکر

وہاں جاکے دیکھا تو سنسان ہے
نہ حیوان ہے اور نہ انسان ہے

پریزاد بولی یہ ہے تخت گاہ
یہیں بیٹھتا تھا مرا بادشاہ

یہاں ایک مدت اڑائی ہیں چین
یہ کہکر مچانے لگی شور و شین

سمجھتی ہو عاقل ہو وردی کہو کون
مردوں کے لئے جان کھوتی ہے کون

یہ کہہ سن کے اور آپ سے جان کے
گئے خاص محلوں میں سلطان کے

وہیں تخت پر لاش آئی نظر
پریزاد رونے لگی دیکھکر

اٹھو جان آؤ ذرا ہوش میں
میں بیٹھی ہوں لو مجکو آغوش میں

غریق محبت سفر کرگیا
مری ناؤ کا ناخدا مرگیا

مری ناؤ ڈوبی کوئی لیجیو
خدا کے لئے کچھ مدد کیجیو

بدن تو بدن دل بھی تھرا گیا
حکایت سے غم کی یہ رحم آگیا

کہا شاہزادے نے ای خضر دم
یہ دیکھو تو کیا ہو رہا ہے ستم

کہاں ہاں کسیکا بھلا ہو اگر
تو اچھا ہے بہتر ہے ای سیمبر

وہ انگڑائی لیکر کھڑا ہوگیا
گھڑی بھر کو گویا کہ تھا سو گیا

اجی دیکھیئے تو ذرا غور سے
مرے تھے جیے ہو تم اسطور سے

کہا شاہزادے سے پھر اس صنم
کیا تم نے مجھپر نہایت کرم

مسیحا ہو تم اسمیں کچھ شک نہیں
نہیں تو مرے بھی جیے ہیں کہیں

دہاں سے وہ خوش ہوکے پھر چلدیے
تڑپتا ہوا دل بغل میں لیے

کہ اب چل کے آرام کیجے یہاں
یہ بے شبہ ہے کوئی عمدہ مکان

مکانات خالی پڑے ہیں تمام
بشر کا نہیں دیکھنے کو بھی نام

مگر تخت پر سے اتارا اسے
اسی دیو نے ہائے مارا اسے

مگر سب نے ملکر دلاسا دیا
کہ تم پر تو احسان خدا نے کیا

وہ معبود ہے لطف فرمائیگا
جو تم ہو تو پھر شہر بس جائیگا

عجب لطف و خوبی کے تھے وہ مکان
کروں وصف انکا یہ طاقت کہاں

کہا ہائے یہ ہی منوچہر ہے
نہیں بولتا کیسا بے مہر ہے

تمہیں کیا ہوا کیوں نہیں بولتے
میں قربان آنکھیں نہیں کھولتے

میں بے دست و پا اور یہ منجھدار
مجھے کون ہے ہے اوتاریگا پار

یہ سنتے ہی ساتھی بھی رونے لگے
جگر شق ہوا جان کھونے لگے

اونہیں پیر و مرشد سے جو ساتھ تھے
کہ بالکل مجسم کرامات تھے

وہ قطرے چھڑک کر جلا دے اسے
کرامات اپنی دکھا دے اسے

اوسیوقت دو تین قطرے نکال
دیے منہ میں اسکے عنایت سے ڈال

پریزاد بولی خدا کے لئے
نہ گھبرائیے جان من ٹھہریے

یہ سن سجدۂ شکر اوسنے کیا
پریزاد کو پھر بغل میں لیا

تمہارے ہی باعث دوبارہ جیا
مجھے تو حقیقت میں سجدہ کیا

کہا شاہزادے نے بس بس جناب
یہ ذرہ کہاں اور کہاں آفتاب

گنہ گار کرتے ہو خود جان کر
چلا جاؤن مجہسے خفا ہو اگر

کہا خوب تم بہی چلے راہ سے
یہی چاہتے تہے تم اللہ سے

مگر ہم تو رکہیں گے تمکو یہان
سنو سچ یہی ہے جاؤگے پر کہان

اگر آج کل ملک بس جائیگا
تو کچہہ زندگی کا مزہ آئیگا

پریزاد بہی بول اُٹہی کہ ہان
کہان جاؤ گے رہ بہی جاؤ یہان

غرض ان کی خاطر بشکل تمام
کیا شاہزادے نے اُسجا مقام

منادی ہوئی لوگ آنے لگے
دوبارہ ولایت بسانے لگے

یونہین رفتہ رفتہ بہت سہل حل
رعیت بر بہی ہو گئی چہل پہل

کہا شاہزادے نے اب جائینگے
جو جیتے بچین گے تو پہر آئینگے

پریزاد بولی کہ کیا کام ہے
تمہین رات دن یون جو آلام ہے

کہا کیا کہین جان مرتے ہین ہم
فدا ایک پر جان کرتے ہین ہم

مفصل بیان پہر سنایا اُسے
یہ سنکر تعجب سا آیا اُسے

کہا شاہزادے نے تمہین خیر ہے
بہلا جان دینے مین کیا سیر ہے

نہین تمکو معلوم اوس کا نشان
جو ڈہونڈہا بہی تو ڈہونڈہئے گا کہان

ذرا ہوش مین آؤ توبہ کرو
یہ الفت ہے اے جان اس سے ڈرو

مگر ہان نہ سمجہو گے سمجہائے سے
بُرا حال ہوتا ہے دل آئے سے

جو دل ہی تمہارا ٹہرتا نہین
تو ٹہیرو کہ مین اسکو ڈہونڈہون کہین

یہ کہہ ایک کٹنی بڑہی ہوشیار
بلائی اور اُس سے کیا یون قرار

کہ دلبر کا گر تو پتا لائے گی
تو جو کچہہ کہے گی وہ ہی پائیگی

کترتی تہی وہ کان شیطان کے
لگاتی تہی چونہ وہ انسان کے

کہا ہنسکے قربان جاتی ہون مین
خدا نے بہی چاہا تو لاتی ہون مین

یہ کہہ اوسنے دریا کا رستہ لیا
کنارے کنارے تجسس کیا

کنارے پہ جو شہر آیا نظر
وہین جا کے ڈہونڈہا ادہر اور اُدہر

کہلاڑن چلی کہیلتی مالتی
چمن در چمن دیکہتی بہالتی

شب و روز شام و سحر پیرزن
اٹہاتی رہی گل کی خاطر محن

رہی مثل بلبل وہ فریاد مین
گئی ایک دن حسن آباد مین

جسے دیکھتے ہی پریزاد ہے
حسینون سے وہ شہر آباد ہے

کہا گر یہان بہی نہ پایا اُسے
تو ڈہونڈہون کہان مین خدایا اُسے

اگر ہے تو ہے وہ ستمگر یہین
نہین تو جہان مین کہین بہی نہین

پہری ڈہونڈہتی کو بکو دربدر
تو آخر یہ پائی کسی سے خبر

یہان مہربانو جو ہے دخت شاہ
حسین مہ جبین غیرت مہر و ماہ

وہ چہوٹی سی کشتی مین ہو کر سوار
سدا کہیلتی ہے اکیلی شکار

یہ سنتے ہی کٹنی ہوئی دلمین شاد
کہا دل سے اے دل برآئی مراد

خدا اونکی صورت بہی دکہلائیگا
کوئی ہمسے بچکر کہان جائیگا

کرایہ کو دوکان لیکر وہان
لگی بیچنے پہول کی بدہیان

رہی جب کہ صحبت ہی دن رات کی
تو سب ماہرون سے ملاقات کی

اُنہون مین جو جاتی تہی اس کے محبوب پاس
بنا کر بہن اس سے کی التماس

محل کیسے ہوتے ہین نواب کے
ذرا ہمکو چلکر دکہا لائیے

تمہارے وسیلہ سے دیکھ آئینگے
دعا دیکے تمپر فدا جائینگے

کہا اوسنے چل یہ گہڑی ہو گئی
غرض اوسکے محل کو گئی

ملی مہربانو سے چومے قدم
کیا باتون باتون مین ایسا ستم

کہ وہ بت ہوا رام آرام سے
یہ نکلا عجب کام ناکام سے

دئے ہار پہولون کے وہ بہی لئے
بہت وصف اپنی زبان سے کئے

کہا تم یہان روز آیا کرو
یہین ایک دو دم ہنسا یا کرو

غرض ایک مدت رہی یہ وہان
کیا خوب دریافت نام و نشان

گئی بعدہ شاہزادہ کے پاس
جو دیکہا تہا سب کردیا التماس

قضا کار محبوب کی خلخال شکار کہیلتے مین شاہزادے کے ہاتہہ آئی بہت خوش ہوکر آنکہون سے لگائی اُسکے

پتا ہے دلبر کا مجہکو ملا
چل اے ساقیا ساغر مل پلا

عجب کیا نشے سے اڑادی مجہے
صنم کے قدم بہی دکہادی مجہے

وسیلہ سے فضل ذوالجلال ہوا یعنی شہر دلدار تک پہنچا اگر وصال ہوا

عجیب چیز ہے واہ وصل حبیب / جسے وصل ہو وہ بڑا خوش نصیب

کہا آکے کٹنی نے ایلو بیان / مجھے مل گیا اس صنم کا نشان
کہا واہ شاباش جیتی رہو / مزہ آگیا پھر کہو پھر کہو
منوچہر بولا جو ہو بے قرار / چلو آج مچھلی کا کھیلین شکار
کہا دل تو کیا خاک بہلاؤنگا / مگر خیر خاطر سے رہ جاؤنگا
گئے اور کھیلے اوسی جال مین / پھنسی ایک مچھلی کہین جال مین
کیا پیٹ جسوقت مچھلی کا چاک / کہ تا کیجئے اسکو اندر سے پاک
یہ خلخال جس کی ہے وہ مہ لقا / عجب کیا کہ کرتا ہو محشر بپا
اسے لیتے ہی دل اچھلنے لگا / کلیجہ کو کوئی ملنے لگا
ذرا صبر دل مین نہ باقی رہا / اوسی پیرزن کو بلا کر کہا
یہ کس کی ہے کیا شے ہے کیا چیز ہے / یہان اور ہی اور تجویز ہے
شگون نیک اور وصل کی فال ہے / کہ یہ مہر بانو کی خلخال ہے
وہان سے یہ سنتے ہی وہ چل دیا / نہ پھر ایکدم بھی تامل کیا
غرض جا کے نزدیک اس شہر کے / کنارے وہ ٹھیرے کسی نہر کے
وہ کٹنی گئی اپنی ہمشیر پاس / مگر اوسکو پایا نہایت اداس
اگر دل پہ کچھ غم ہے بہلائیے / ہمین بھی نہ للہ رلوائیے
ہماری جو مالک ہین وہ غم مین ہین / بھلا ہم کہو کس طرح خوش رہین
کہا اوسنے پھر وہ حسین مہ جبین / نہانے کو دریا گئی تھی کہین
تو اٹھ کھیلیون سے نہانے لگین / خوشی ہو کے دہومین مچانے لگین
اسی غم مین رہتی ہین لیل و نہار / جو سمجھاؤ آتا نہین ہے قرار
کہا شاہزادے مبارک شود / ملا آج ہی کل ہین وہ سرو قد
اسے رات دن ہی ابھی کا الم / تمہارے ہی قدمون کی مجکو قسم
یہان سے الگ چل کے ٹھیرو کہین / کہ تمکو کوئی شخص دیکھے نہین
چلا جائے فوراً شہنشاہ پاس / نہ لاوے ذرا اپنے دل مین ہراس
تجھے اے شہنشاہ عالی مقام / دیا ہے یہ میری زبانی پیام

سنی جب کہ یہ پیرزن سے خبر / ہوا گل سا وہ گلبدن پھول کر
اوسیوقت اٹھا کہ چل دیجئے / زیادہ نہ اب کاہلی کیجئے
ذرا دل کو جنگل مین بہلائیو / جو ایسا ہی ہے کل چلے جائیو
مین خود شکل ماہی کے بیتاب ہون / تصور مین ایک مہ کے بیتاب ہون
کہا جلد اِس کے لگاؤ کباب / اڑائین مزے آج پیکر شراب
تو پازیب نکلی بہت بے بہا / اسے دیکھتے ہی سبھون نے کہا
کہا شاہزادے نے مجکو تو دو / کہین مہر بانو ہی کی یہ نہو
اوسیوقت مستی مین آ جھوم کے / وہین کا وہین رہ گیا چوم کے
بڑی بی اسے دیکھکر غور سے / بتاؤ تو ہمکو کسی طور سے
کہا اوسنے ہنسکر کہ اے جان من / خوشی ہو کہ جاتا رہا سب محن
یہان اب توقف مناسب نہین / بنا کھیل دیکھو نہ بگڑے کہین
وہ بڑھیا بھی رہبر چلی سات سات / گئے کوچ در کوچ دن اور رات
وہان باغ بھی تھا کوئی پر فضا / اسی مین دیئے سب نے بستر لگا
کہا خیر ہے تم جو غمگین ہو / اٹھو مہر بانو سے ملنے چلو
کہا شکر خالق ہے ہر حال مین / پھنسی ہون عجب ایک جنجال مین
کہا اوسنے ہین ہین اجی کیا ہوا / ہمین بھی تو بتلائیے گا ذرا
لڑکپن مین ہوتے ہین سب چلبلے / وہان ہاتھ پاؤن جو سب کے کھلے
وہین کھیلتے ہین کہین پازیب / جو جاتی رہی ہو گئین ناشکیب
یہ سنتے ہی کٹنی ہوئی شادمان / اوسیوقت پھر لوٹ آئی یہان
مین پہلے ہی کہتی تھی سرکار سے / یہ پازیب ملوائیگی یار سے
مگر ایک تجویز اب اور ہے / کہ اوس مین تو وصل کا کچھ طور ہے
دعا لینے بھی پیر روشن ضمیر / جو ہمراہ ہے اے شہ بے نظیر
کہے اوس سے جاتے ہی یکدعا / مین آیا ہون بھیجا ہوا خضر کا
کہ کر شکر جلدی سے اے بے زبان / ہوا مہر بانو پہ حق مہربان

کیا عقد اس ماہ کا عرش پر
مگر زیب تن ہے فقیری لباس
اسے خضر نے دی ہے وہ ڈہونڈ کر
وہ قطرے بہی پانی کے دی بعد ازان
کسی کی حقیقت سمجھتی نہین
غرض شاہزادہ نے وہ سنکے حال
سنی جب شہنشاہ نے یہ خبر
قضا کار مچھلی کوئی سوکھ کر
کہا سب نے ہنسکر خدا کی قسم
مگر آپ سے وہ نہ بیٹھے وہان
بمشکل وہان سے روانہ ہوئے
ہوا غل کہ جاتے ہین مخدوم لو
کہا خضر بہی بن کے ہم مر چلے
وہ پہر شاہزادے کو سب گفتگو
غرض پانچ چھہ روز پہر ٹہر کے
روانہ کیا پور دستور کو
کہا اے شہنشاہ عالی وقار
یہان آن پہنچا ہے بیر یچ کے
ہوا خواب مین حکم پروردگار
نگر حسن آباد لیجا اوسے
جو چیرا تو خلخال نکلی عجیب
مگر ایسے صدمے اٹھائے کہ بس
نہین آپ ہی چل کے لائے
کہا شاہ نے آئیے آئیے
عبث فضل خالق کا ہوتا نہین

جوان ایک خود مہ لقا دیکھکر
اسے دیکھکر شہ ہوئے دادرس
کہ جاتا رہے شک ہو شہ کو اگر
کہ باقی نہ ہو کسیکو گمان
حسین ہے حسین ہے حسین ہے حسین
بجھایا اوسیطور سے ایک جا
تو چپکا ہی منہ رہ گیا دیکھکر
پڑی رہ گئی تہی وہین حوض پر
بہی خضر ہین انکے چومو قدم
کہا جا ہین اے خسرو خسروان
شہنشاہ نے اٹھ کے پاون چہوئے
چلو بڑھ گئے ان کے قدم چوم لو
یہ سجدے تو ہم پر اثر کر چلے
سنائی جو آئی تہی وہان موبمو
قریب آ گیا آپ سے شہر کے
کہ پیغام دے شاہ مغرور کو
ترا ملک رہوے سدا برقرار
صعوبت سفر کی بہت کہینچ کے
کہ اٹھ کہیل دریا پہ جا کر شکار
شہنشاہ کو آپ دے آ اسے
بہت خوش ہوا دیکھکر خوش نصیب
نہین زندگی کی بہی باقی ہوس
دیا سونپ دے جسکو فرمائیے
کرم کیجیے بیٹھ تو جائیے
نہ سمجھو کہ ناحق ہے آنا نہین

خدا فضل اپنا جو فرمائے گا
یقینی وہ لائیگا خلخال بہی
وہ آوے تو آنکھون ہی پر بیٹھیو
اسی چال سے ہاتھ آئیگی وہ
دوم باپ بہی اوسکا مغرور ہے
فرستادہ خضر پہنچے وہان
کہا دل مین یہ بات سچ تو کہان
منگا اوس نے چیڑ کا جو آجیات
لپٹ کر کہا بیٹھئے بیٹھئے
ہمارا امیرون مین کیا کام تہا
یہ کہکر جو نکلے تو چارون طرف
گرے سب سر آن کر سر کے بل
بمشکل وہان سے رہائی ہوئی
کیا سجدۂ شکر اوس نے ادا
کیا ایک گلشن مین جا کر قیام
گیا بزم شہ مین وہ فرخ لقا
ختن کے شہنشاہ کا نور عین
سبب اسکا یہ ہے شہ خسروان
جو ہم تہہ آئے اوسکا شکم چاک کر
وہ دریا پہ پہنچا اوی حال مین
اسے لیکے ناچار آیا یہان
اگر حکم ہووے تو لاؤن اسے
ارادہ ہے پہر جائے جلدی وطن
کہو شاہزادے سے بعد سلام
ابہی آئے تھے ایک حضرت یہان

تو وہ آج کل مین یہان آئیگا
کہ ہو جائے ایک شاہد حال بہی
لیا وعدہ عقد کر دیجیو
نہین ناز دکھو دکھائیگی وہ
وہ نزدیک اپنے بہت دور ہے
کیا عرض جو کچھ سنا تہا یہان
مگر خیر کر لیجیے امتحان
تو اوچہلی وہ دل کیطرح ایکساتھ
ہم آنکھین بچھائین تمہارے لیے
مگر خیر مرشد کا پیغام تہا
خلائق کہڑی تہی مگر صف بہ صف
ہوئی خیر جاتا نہین دم نکل
بلا ٹل گئی سر سے آئی ہوئی
کہ حق نے یہ احسان مجھ پر کیا
کہا اسنے اب شہ کو بہیجو پیام
اور آداب شاہانہ لایا بجا
کہ بیشک ہے وہ ماہرو دل کا چین
چمن مین وہ سوتا تہا شروان
جو اس مین سے نکلے اسے لاکر
قضا کار مچھلی پہنسی جال مین
مگر تہا یہہ حکم شہ دو جہان
شہنشاہ کو خود دکہاؤن اسے
کہ یہ دور ہو دل سے درد و محن
کہ کیون ایسی جلدی ہے ای خوش خرام
وہ سب کر گئے ہین تمہارا بیان

مجھے حکم آیا ہے اللہ کا
کہ کر عقد دختر سے اس ماہ کا

چلو شکر خالق کہ تم آگئے
مگر تم تو آتے ہی گھبرا گئے

کہا اوسنے سنکر کہ اے شہریار
وہ اس سے تو واقف نہین زینہار

مگر ہان جو ہے حکم پروردگار
تو گردن نہ پھیرے گا وہ زینہار

وہان جاکے عاشق کو مژدہ دیا
کہ تو فضل خالق نے اپنا کیا

سنی مہربانو نے جب یہ خبر
کہ ہوگا مرا عقد اس طور پر

جوان کونسا ہے وہ اے کبریا
کہ تو نے ہے خود منعقد کر دیا

بس اتنے مین کٹنی بھی پہنچی وہان
اوداسی کے چہرہ پہ پائی نشان

مین قربان منھ سے تو بولو ذرا
سنا ہوگا تمنے نیا ماجرا

نشے مین جوانی کے سرشار ہے
حسین ہے جوان ہے طرحدار ہے

دل ہی دل مین لگی بلائین لینے
منھ ہی منھ مین لگی دعائین بھی دین

وہان لوگ کہتے تھے یہ گلعذار
ختن کا ہے شہزادہ نامدار

ہوا خنجر عشق سینے کے پار
باین پارسائی ہوئی بیقرار

یہ فرمان خالق مین کیا دیر ہے
غضب ہے ستم ہے کہ اندھیر ہے

یہ سنکر شہنشاہ شادان ہوا
اوسیوقت شادی کا سامان ہوا

مغنی و ساقی بلائے حسین
کہ بے ان کے کچھ لطف محفل نہین

پھر عاشق کو بلوا کے خود چاہ سے
کیا عقد اُس مہر کا ماہ سے

شب وصل مین اور ہی طور تھا
صنم بر مین تھا جام کا دور تھا

دیا پیرزن کو بہت مال و زر
کہ تیرے ہی باعث ملا سیمبر

یونہین ایک مدت جو گذری وہان
تو گھر یاد آیا اونہین ناگہان

بہت دن ہوئے گھر سے آئے ہوئے
کلیجہ پہ ہین چوٹ کھائے ہوئے

جہیز اور لشکر بہت سا دیا
باعزاز و اکرام رخصت کیا

مین اب خوش ہوا اُسکے اسباب سے
کوئی اور ہوتا تو ہوتا غضب

ابھی ٹھیرئیے تا کہ حکم خدا
بجا لاؤن آنکھون سے ای مہ لقا

علاوہ ازین جانئے کس طرح سے
تنفر بھی ہے اوسکو عورات سے

یہ کہہ سنکے اُٹھا وہان سے شتاب
کہ دو دن شاہزادے کو چلکر جواب

ہوا وصل دلبر نہ گھبرائیے
فقط ایک دو دن ٹھہر جائیے

تو کہنے لگی اے خداوند من
ہوا اور تازہ یہ مجکو محن

وہ صورت مین کیسا ہی کیسا نہین
یونہین جھونک دینا نہ مجکو کہین

دیئے پھول پھر یون کیا التماس
کہ صدقے گئی کیون ہوا اتنی اداس

گئی آج لونڈی جو گلزار کو
تو دیکھا عجب ایک دلدار کو

مین بڑھیا ہون اُسپہ یہ حالت ہوئی
کہ مر ہی گئی دیکھکر مین موئی

کبھی آج تک مین نے ایسا حسین
اوسی کی قسم ہے کہ دیکھا نہین

سنا مہربانو نے جب یہ کلام
تو دل مین نہایت ہوئی شادکام

شہنشاہ کو آپ بھیجا پیام
کہ اے شاہ ذیجاہ عالیمقام

جو کرنا ہے جلدی سے کر دیجیے
تغافل نہ اس کام مین کیجیے

وہ جلسے ہوئے ایک دھوم کے
کہ پیر فلک گر پڑا جھوم کے

جہان راگ اور رنگ سے بھر دیا
شہنشاہ تھا انھون مین سب کر دیا

مبارک سلامت کا غل ہو گیا
نہ دیکھا کہ غم پھر کدھر کو گیا

طبیعت کو غم کا اثر ٹل گیا
بر یار سے غنچہ سان کھل گیا

انہین ہاتھ آئے قدم یار کے
بنی کوڑیالی وہ زر مار کے

کہا شاہ سے اب کرم کیجیے
اجازت وطن کی ہمین دیجیے

کہا خیر اچھا نہ گھبرائیے
مبارک ہے تشریف لیجائیے

ستارہ جو چمکا وہ رشک قمر
چلا گھر کو لیکر بت سیمبر

ہنسی دل لگی روز کے قہقہے
سجاتے چلے رات دن چہچہے

ہوئی پھر مجھے ساقیا بے کلی
پلا مے نہین جان میری چلی

قضارا ہوشنگ جو اُس پری کا عاشق زار تھا ایک فریب سے بھگا لے گیا شہزادہ ختن کے کلیجہ پر داغ دیگیا

قضا دیکھ آخر کو آئی گئی
وہ محنت ہی سب کی کرائی گئی

یہ چرخ ستمگر تو اے کردگار
کبھی چین دیتا نہین زینہار

خصوصاً اسیران زلفِ صنم
نہین اُس سے بچتے کہین ایکدم

کہین کا کوئی شاہ عالی مقام
بدل بندۂ عشق ہوشنگ نام

یہانتک کہ گھر چھوڑ کر وہ امیر
اسی درد سے ہو گیا تھا فقیر

سنا جب کہ شادی ہوئی اور سے
تو بس رو دیا چرخ کے جور سے

یہ محنت ہماری اکارت گئی
اسی فکر مین عمر غارت گئی

یہ کہہ شہر کی ایک کُٹنی تلاش
زمانہ کی پَجّی بڑی بدمعاش

غرض یہہ کہ رستے مین بیجا اوسے
کہ جیسے بنے جا کے تو لا اوسے

کہا مہربانو سے اے جان مین
شگفتہ رہے یہ تمہارا چمن

جو کہانیکو ٹکڑا ملا بھی کہین
تو افسوس بہر تن پہ لتّا نہین

کہا مہربانو نے اے مہربان
بآرام اب تو رہا کر یہان

کہا شاہزادے نے ای جان من
یہ نانی ہے شیطان کی پیرزن

نہ آئے وہ گھر مین کہ طوفان ہے یہ
حقیقت مین کُٹنی ہے شیطان ہے یہ

کسی کو یہ بہکائے مقدور ہے
بڑہاپے سے وہ آپ معذور ہے

کہا خیر رکھو جو منظور ہے
مگر گوسون ہی عقل سے دور ہے

قضا کار چلنے ہی چلنے کہین
ملی ایک جا رشک خلد برین

دیا حکم خیمے لگاؤ یہین
کہ ہے یہ زمین رشک خلد برین

وہ قحبہ بڑی بی تئے خاک مین
شب و روز رہتی تھی اس تاک مین

بآہستگی کھینچ لون دام کو
اڑا دون بخچوڑون کہین نام کو

گئی اور ہوشنگ کو دی خبر
کہ چل مفت آتا ہے وہ سیمبر

اسی دن کو کرتا تہا وہ شور و شین
اسی دن نے اسکا مٹایا تہا چین

اور ایک اور شبدیز زرین لجام
سبک خیز صرصر قدم تیز گام

ادہر جا کے خیمے مین وہ پیرزن
لگی کہنے گھبرا کے اے جانمن

بلاتا ہے باہر کھڑا آپ کو
بس اب جان چلنا پڑا آپ کو

کہان عشق مین عقل و ہوش و خرد
نہین سوجھتا ہائے کچھ نیک و بد

ہوا مفت عاشق کو وصل صنم
صبا کی طرح سے اوٹھائے قدم

کھلا اور تازہ شگوفہ یہان
سنو اب مین کرتا ہون وہ ہی بیان

سہت مہربانو سے رکھتا تہا میل
بہاتا تہا آنکھون سے اشکونکا نیل

پڑا تہا اسی شہر مین آن کے
حرم کوچۂ یار کو جان کے

کہا واہ چرخ لعین بدنہاد
یونہین ہائے ہم رہگئے نامراد

مرے ہم مرے اور نے یون کئے
بھلا کسطرح کوئی غم سے جئے

بڑہاپے سے گو رنگ بے رنگ تہا
مگر اُس سے پیر فلک دنگ تہا

یہ سنتے ہی لاٹھی پکڑ ہاتہ مین
وہ پہنچی وہان بات کی بات مین

یہ بڑہیا لنگوڑی ستم کش غریب
کہے کس سے جا کر کہ ہے بدنصیب

اسی غم سے مرتی ہون مین روز و شب
بہلا جائے کیونکر یہ رنج و تعب

جو جی چاہے کہاپی نکہا درد و غم
جو ہونا تہا بس ہو چکا وہ ستم

نہین اس سے لازم تمہین اختلاط
ڈرو ملکہ اس سے کرو احتیاط

کہا واہ جی یہ بچاری غریب
کہ خود جسکے پہوٹے ہوئے ہین نصیب

یہانتک ہی پیری سے تن مین خلل
کہے کچھ تو کچھ اور جائے نکل

اُسے بہی غرض ساتھ لیکر چلے
بلا جو کہ آنی ہو کیونکر ٹلے

فضا اور نزہت جو آئی نظر
شگفتہ ہوئے سب کے سب دیکھکر

ہوا شاہزادہ اکیلا سوار
کہ کھیلین گے جنگل مین ہم ہر شکار

ذرا یہ اکیلی ہو دم بہر کہین
تو سر پر اوٹھا لون مین ساری زمین

وہ ہی وقت آیا تو وہ نابکار
ہوئی مثل ناگن کے چپٹ ہوشیار

یہ سنتے ہی وہ عاشق جان نثار
ہوا مژدۂ وصل سے بیقرار

گیا ایک گلگون پہ ہو کر سوار
لیا دور خیمون سے جا کر قرار

دیا آدمی کو کہ لے چل اسے
در یار تک یونہین کو تھم ہے

کرون جان و دل آپ پر سے نثار
چلو شاہزادے نے مارا شکار

یہ سنتے ہی پیدا ہوا اضطراب
اوٹھی ڈالکر منہ پہ اپنے نقاب

چلی ساتھ ہوشنگ کے بیقرار
شراب محبت کا سر مین اُتار

ملا ایک دریا عجب موج زن
جہان وہم کا بھی گذرنا کٹھن

وہ دریا بھی ہوشنگ کر گئے عبور
کہا شاہزادے سے خدا کے لیۓ
یہ کہنے لگے ہین کہ سب جاپل گئی
ادہر مہربانو کو پھر شک ہوا
جو دیکھا تو ہے ہے کوئی غیر ہی
کہا رو کے تو کون ہے ای جوان
کہا مین تو اے جان ہوشنگ ہون
وہ ہی ہون کہ سودے مین بیچ کے
وہ ہی ہون کہ کہتا تھا درد والم
وہ ہی ہون کہ مرمر کے جیتا تھا مین
وہ ہی اب بھی ہون ناخریدہ غلام
مگر ایک حیلہ وہان سوچ کے
مین تیری تو مدت سے مشتاق تھی
مگر کیا کرون ہاے مجبور تھی
مگر حق بہ حقدار آخر رسید
مگر مجکو دہشت ہے اسبات کی
دعا مین نے کی تھی کہ اے ذوالجلال
غریبون کو کھانے کہلاؤن عجب
اگر عہد ٹوٹا تو اچھا نہین
جو فرماؤ گی مین بجا لاؤن گا
وہان حسب وعدہ جدا ایک مکان
حفاظت کو پھر سیمتن کیلیۓ
وہ غمگین مناجات کرتی رہی
مدد تو ہی کر ساقی بے خبر
سنبھل کشتی سے جو تیار ہو

اڑلے گیا اوسکو خیمون سے دور
ذرا ہولے چلیۓ نہین ٹھیریۓ
سوا اسکے کل کل مری جل گئی
کہ یہ اور ہی ہو نہ کوئی موا
کہا خاتمہ آج بالخیر ہے
مجھے لے چلا ہے بھگا کر کہان
نہین جانتی تم مجھے دنگ ہون
لیا درد الفت ستم کھینچ کے
وہ ہی ہون کہ کرتی تھین جس پر ستم
وہ ہی ہون جو کھاتا نہ پیتا تھا مین
ادہر دیکھ او رشک ماہ تمام
کہا مہربانو نے منھ نوچ کے
مجھے تیری دوری بہت شاق تھی
کہ اپنے طلبگار سے دور تھی
ہوئی آج ایجان پوچھو تو عید
کہ جلدی نہووے ملاقات کی
میسر ہو مجکو جو اوسکا وصال
کھلے آج قسمت سے میرے نصیب
کہ خالق کی خفگی نہو پھر کہین
نہ گھبرا گیا ہون نہ گھبراؤن گا
سجا کر کہا لو رہو جان جان
بہت سے محافظ مقرر کیے

وہ نازک بدن تھک گئی آخرش
بھگا لے تے بھگاتے یہ حالت ہوئی
مگر کچھ نہ بولا وہ خود جان کے
وہ ہوتا تو کیونکر ندیتا جواب
ہر اک سو سے گوشے کھلے وہم کے
مرا دل یہ اسوقت قابو نہین
وہی ہون کہ سب تج کے گھربار کو
وہ ہی ہون کہ تم بات کرتی نہ تھین
وہ ہی ہون کہ صورت دکھاتی نہ تھین
وہ ہی ہون تڑپتا جو تھا باربار
یہ سنتے ہی سن ہو گئی اور بھی
ارے سچ بتا تو ہی ہوشنگ ہے
ترا حال سن سن کے روتی تھی مین
مرا زور چلتا نہ تھا باپ سے
ملایا خدا نے مجھے یار سے
مجھے ایک کرنی ہے منت ضرور
تو مین تین چلّے عبادت کرون
رہون آپ روزہ سے لیل ونہار
کہا اوسنے جانی جو چاہو کرو
غرض دے کے تسکین گھر لیگیا
مزے سے فقیرون کو کھلوائیے
ہوا آپ مشغول سیر وشکار

شاہزادہ اس سانحہ قیامت خیز سے بلبلانے لگا۔ آنکھون سے لہو بہانے لگا مگر دوستون کی امداد سے کام آسان ہوا محبوب کو غم قید سے چھوڑا کر وطن پہونچا۔

نزاکت سے آنے لگے غش پہ غش
مری ران جاتی نہین ہے چھوٹی
کہ یہ فعل لاوے گی پہچان کے
اوسیوقت چہرہ سے اُلٹا نقاب
کمان کی طرح خم ہوئی سہم کے
کہین دیو یا بھوت تو تو نہین
سمجھتا تھا کعبہ درِ یار کو
جگر پر کبھی ہاتھ دھرتی نہ تھین
کبھی میری بالین تک آتی تھین
وہ ہی ہون کہ تھا تم پہ دل سے نثار
بگڑنے لگا دل کا کچھ طور بھی
عجب شکل وصورت عجب نکسا ہے
محبت سے بے چین ہوتی تھی مین
اُٹھاتی تھی بار الم آپ سے
چھڑا کر عجب دیو خونخوار سے
خلل اس مین ڈالین نہ ہرگز حضور
گھر سے فقیرون کے دامن بھرون
کرون سجدۂ شکر پروردگار
مین بندہ ہون مجھسے نہ ہرگز ڈرو
عجب واقعی کام کر لے گیا
ہو مین اب تو خوش مجھسے فرمایۓ
رہا روز لیکن دلون کا شمار
غم ہجر دلبر مین مرتی رہی
کہ شق ہو گیا درد و غم سے جگر
کہ بیڑا کسی ڈھب سے پار ہو

محبت نہو کاشش مخلوق کو
نہ چھوڑے یہ عاشق نہ معشوق کو

عیش و عشرت کا ساماں ہوا

ادھر غم سے الفت کا یہ رنگ تھا
کہ چھاتی پہ پتھر تھا دل تنگ تھا

ادھر جب کہ اٹھا وہ برگشتہ بخت
تو سنتے ہی دل ہو گیا لخت لخت

کوئی بوالہوس آن کر لے گیا
بنا کیمیا سب کو جل دے گیا

کہا ہائے یہ کیا غضب ہو گیا
کہ برباد عیش و طرب ہو گیا

خزاں کر گئی آکے زار و نزار
مگر عشق کی خوب دیکھی بہار

بھلا کیوں نہ اب ریسے یاس ہو
ارے ہائے ظالم ترا ناس ہو

کبھی نقش پا اوس کا لیتا تھا چوم
کبھی دل پکڑ کر مچاتا تھا دھوم

کہ عاشق تمہارا چلا جان سے
اسی درد و دوری کے طغیان سے

یہ حالت جو دیکھی تو سب ڈر گئے
کہ لو یہ تو بالکل سفر کر گئے

یہ عادت میں ہے چرخ دوار کی
فقط دل لگی ہے ستمگار کی

مگر نالہ و آہ کم کیجئے
ذرا ٹھہریئے اور دم لیجئے

کہا اب اسی دوست ملاح سے
کہ آگاہ کر دے ہمیں راہ سے

وہاں جاکے خود ہم نکالیں گے راہ
یونہیں حال کیجے نہ اپنا تباہ

کیا کوچ پھر باہزاراں الم
کہ کیوں کر ملے دیکھئے اب صنم

چلا دل کو ہاتھوں سے تھامے ہوئے
محبت نے اوس کو جھکائے ہوئے

نہ ملتا کبھی اوس پری کا سراغ
یہ رہتا قیامت تلک دل پہ داغ

کہا اب کہو ول کدھر جائیے
یہیں ڈوب کر آج مر جائیے

وہ بیڑا اتارا بامن و امان
ہوا لیکے پھر سب کو آگے رواں

کہا اب نشان اور چلتا نہیں
یقیناً یہیں ہے وہ زہرہ جبیں

کہا حسب دستور اے صاحبو
یہاں آؤ بیٹھو ذرا سانس لو

محبت سے شربت پلایا انہیں
وہیں لاکے کھانا کھلایا انہیں

کہا پھر وہیں جاکے خدام سے
رہے ہم نہایت ہی آرام سے

کہ یہ جس کا لوگوں پہ احسان ہے
جسے دیکھکر عقل حیران ہے

بہت سیر ہے بھی کی ہے یہاں
جو پوچھو تو جیتا ہے سارا جہاں

ادھر شاہزادہ بیاباں میں
رہا دیر تک صید کے دھیان میں

ہوئی شاہزادے کو یہ خبر
کہ لو خاک میں مل گیا سیمبر

وہیں گشتۂ ناز سیماب سا
تڑپنے لگا ہو کے بیتاب سا

ہوئے خار افسوس جسکے لئے
او سینے پہ گل آخرش کو دیئے

وہ گل ہائے گلچیں اڑا لے گیا
مجھے خار و درد و الم دے گیا

غرض شاہزادے کو اٹھا جنون
تفکر میں بیٹھا مگر سرنگون

صبا سے وہ کہتا تھا باد صبا
یہ پیغام پہنچا نہ بتلا ہوا

خبر لو نہیں دم میں پھر دم نہیں
یہ صدمہ کچھ اوس کیلئے کم نہیں

کہا پور دستور نے ای جناب
مناسب نہیں اسقدر اضطراب

یونہیں شعبدے اپنے دکھلائیگا
مصیبت سے پھر یار ملجائیگا

وہ تدبیر کیجے کہ ہووے وصال
یہ رونا بڑھا دیگا درد و ملال

بتادے جہاں وہ پری زاد ہے
کہ اس کام میں وہ ہی استاد ہے

غرض شاہزادے نے بالا زر
اٹھایا وہیں یار کے نام پر

یہ مشکل ملا تھا سو پھر کھو گیا
مرا دل فسردہ سا پھر ہو گیا

ہوا خضر ملاح اوس راہ میں
گرا تھا نہیں جاہ سے چاہ میں

وہ دریا ملا جب کہ با صد خروش
تو سب ہو رہے دیکھتے ہی خموش

ولیکن کیا فضل اللہ نے
کہ لکڑی کے بیڑے پہ ملاح نے

یہانتک کمال اونسے آخر کیا
کہ لے جاکے در پر کھڑا کر دیا

وہاں جو مقرر تھے خدمت گزار
انہوں نے انہیں دیکھکر بیقرار

غرض لیگئے اون کو اکرام سے
بٹھایا بچھونے پہ آرام سے

کئے ہوش کہا پی کے سب درست
ہوئے ہاتھ اور پاؤں چالاک و چست

مگر یہ تو بتلاؤ ہمکو ابھی
یہاں کون رہتا ہے ایسا سخی

فقیروں کو کھانا کھلاتا ہے جو
سخی ہے سخی بلکہ داتا ہے وہ

نہ دیکھا مگر ایسا حاتم کہیں
بھلا دیکھنا کیا سنا بھی نہیں

یہ سنتے ہی اک وہین بولا جوان
سنا شاہزادے نے جب نام یار
حکیم اس جگہہ ہو تو ڈھونڈھینگے آکر
بھلا یہہ تو بتلاوے مہربان
اُنہون نے جو سچ سچ تہا سب کہدیا
ہمین تو نہ تھا اسقدر اعتبار
کہ آج آئے ہین اس طرح کے فقیر
کہا رنگ ڈہنگ اونکے پہچان کے
وہ پانچ آدمی ہین نہایت تباہ
مگر اُن مین سے ایک جوان حسین
بہ تعظیم کرتے ہین گفت و شنید
وہ یوسف لقا تاکہ آگاہ ہو
مگر اپنے برقع کا آنچل کتر
طبیعت ہوئی شاہزادی کی شاد
انگوٹھی اوسی نار مین باندھکر
ذرا نیک اور بد کی کرنا تمیز
کہا مہر بانو نے لے آ ادہر
اوسیوقت پرچہ پہ پوچھہ دلکا حال
وہ پرچہ نہ تھا نقش تسخیر تھا
وہی سر مین سودا وہی ہے جنون
بچایا ہے اب تک تو ناموس و ننگ
لکھا شاہزادے نے ایجان من
مگر غیرت سے چارا نہین
یہ لکھکر روانہ کیا یار کو
کہانتک کرون شکر اوس کا ادا

کہ ہے مہر بانو کا مسکن یہان
گرا ہو کے بے چین پڑ رہے خاک
جو ممکن ہوا کچھہ کرینگے علاج
کہ رہتی ہے کیون مہر بانو یہان
یہ سنتے ہی عاشق نے سجدہ کیا
مگر شکر احسان پروردگار
کسی دام مین ہین بظاہر اسیر
ابہی عرض کرمو موآن کے
زبان پر فغان دلمین خنجر لب آہ
کہ چشم فلک نے بہی دیکھا نہیں
وہ چارون ہین گویا اسیکے مرید
ملاقات کی پھر کوئی راہ ہو
نشان کے لئے رکھدیا خوان پر
کہا اب نجاوین گے ہم نامراد
الگ ڈالدی ہاتھ سے خوان کو
تبرک ہے رکھنا نہایت عزیز
تبرک ہے رکھدے الگ ہاتھ سے
جو گذرا تھا اندوہ رنج و ملال
جو کھولا تو یہہ اوس مین تحریر تھا
وہی دلمین شورش ہے آنکھون مین خون
مگر اب مقابل ہے شیشہ کے سنگ
اوٹھایا ہے خود تمنے رنج و محن
قصور اس مین بیشک تمہارا نہین
بولایا ادہر دوست غمخوار کو
مری جان تم دوستون پر فدا

سخاوت مین وہ آج مشہور ہے
مگر یور دستور نے یون کہا
اسیطور سے الغرض ٹال کے
اگر وہ حسین ہے دلارام ہے
کہا خیر جو کچھہ ہوا سو ہوا
ادہر حسب معمول خدام نے
یہ سنتے ہی لونڈی کو بھیجا وہان
وہ آئی تو دیکھا اونہون کو اداس
فقیرون کی صورت بنائے ہوئے
بظاہر وہ اُن سب کا سردار ہے
وہ سمجھی کہ ہان آن پہنچا عزیز
کسی خوان مین بھر کے کچھہ میوہ جات
وہ پہنچا تو جان آگئی جان مین
پڑا تھا وہین ایک پھولونکا ہار
کہا یہ ہی تحفہ ہے درویش کا
وہ لونڈی نے لیجا کے تحفہ دیا
جو سینے سے لیکر لگایا اُسے
لکھا اور مخفی روانہ کیا
کہلا بھیجا اب تک نہ جاسوس ہے
وہی مین وہی اشک وہی شراب
گرا جاہتا ہے خبر لیجئے
وہ بڑھیا نہ آتی جو اے رشک ماہ
مین تدبیر مین ہون نہ گھبرائیے
کہا دوستون کی عنایات ہے
بس اتنی مدد اور بہی کیجئے

علاوہ ازین غیرت حور ہے
کہ یہ شخص مرگی مین ہے مبتلا
کہا اور باتون مین یون ٹال کے
تو اوسکو ریاضت سے کیا کام ہے
مگر گنج عصمت ہے ابتک بچا
کہا جا کے محبوب کے سامنے
وہ بیتاب ٹھیرے ہوئے تھے جہان
کیا جاکے بانو سے یون التماس
کوئی دلپہ صدمہ اوٹھائے ہوئے
کہ چہرہ سے شوکت نمودار ہے
نشانی کی اب بھیجئے کوئی چیز
روانہ کئے ایک لونڈی کے ہات
لیا چوم دلدار نے ہیان مین
کہا ہے یہی قابل گلعذار
یہ لیجاؤ ہوگا سبب عیش کا
جو سنکر گئی تھی گذارش کیا
تو تھوڑا سا کچھہ چین آیا اُسے
وہ قاصد نے عاشق کو لا کر دیا
تری مہر ہے گنج ناموس پر
وہی سر مین سودا وہی ہے کباب
جو تدبیر کرنی ہے وہ کیجئے
تو کیون اس طرح سے مین گھبراتا
دعا آپ سے ہو تو فرمائیے
ہوا فائدہ مجکو ہر بات سے
کہ تخت سلیمان بنا دیجئے

دعا دیکے اوسنے کہا واہ وا
سلامت رہین آپ اے رشک ماہ

گیا اور آخر بنا کر اوسے
دیا شاہزادے کو لاکر اسے

وہان جشن شادی کا ساماں ہے
خبر لے ارے دل کدھر دیکھتا ہے

وہی روز تھا عین اقرار کا
عجب شور تھا وصل دلدار کا

کوئی سیمتن کوئی غنچہ دہن
بناتی تھین اُس گل کو گل پیرہن

یہ اترے تو وہ سب کی سب ڈر گئین
اُڑے ہوش یعنے کہ غش کر گئین

وہین پور دستور نے یہ کیا
کہ اُس پیرزن کو بھی بٹھا لیا

کہ بیٹھا ہے کرسی پہ ہوشنگ شاہ
بڑا جشن محفل مین ہی خواہ مخواہ

سمجھتا ہے آج وصل صنم
نہ کچھ فکر دل مین نہ رنج والم

رہا دھڑ سو محفل مین ڈالا اُسے
کیا خوب ہی زیر و بالا اُسے

کہا یا الٰہی یہ کیا بات ہے
ترا قہر ہے یا طلسمات ہے

ہمین پنجتن کی قسم اے حضور
کیا پانچ شخصون نے دل چور چور

اُڑا لے گئے رشک ماہ منیر
ہمین کر گئے دام غم مین اسیر

دیا حکم ہان ہے کوئی گل چلا
گراوے نہین غیرت گل چلا

بلا بھی مگر اوسکی گرتی نتھی
وہ تقدیر تھی یعنے پھرتی نتھی

رفیقون کو اپنے وثیقے دیے
اُڑانے لگا خود مزے زیست کے

یہ کہنا نہ کلمہ زبان سے کبھی
مین جاتا ہون لایا بنا کر ابھی

وہ میعاد بھی ہو چکی تھی تمام
کہا اب نہین کاہلی کا مقام

رفیقون کو بٹھا کے اُس تخت پر
اُٹھا اور محلون مین آیا اوتر

وہ بانو بھی بیٹھی ہوئی تھی وہان
کھڑی تھین اوسے کئی لونڈیان

وہ کٹنی بھی بانی رنج والم
کھڑی ناچتی تھی وہین دمبدم

مگر مہربانو تو پہچان کے
گئی بیٹھ اوس تخت پر آن کے

اُٹھے اور اُڑ کر گئے عرش پر
وہاں سے عجب لطف آیا نظر

نہ لینا نہ دینا مگر چین سے
قیامت ہے اک شور اور شین سے

اوسی وقت کٹنی کا سر کاٹ کر
دیا پھینک اوپر سے ہوشنگ پر

انھون نے جو اوپر اُٹھائی نظر
تو حیران ہوئے تخت کو دیکھکر

کہ اتنے مین دو چار خدام نے
کہا آکے ہوشنگ کے سامنے

فرشتے تھے برقع مین انسان کے
کہ یک بارگی چرخ سے آنکے

وہ دیکھو وہ دیکھو وہ جاتے ہین وہ
ہمین چنگیون پر اُڑاتے ہین وہ

ابھی توپ و بندوق کی فیر ہو
اگر گر پڑے تو عجب سیر ہو

یونہین رہ گئے یہ تو جھک مار کے
وہ گھر اپنے پہنچا مع یار کے

مزے دلربا کے اُڑاتا رہا
وہ غم ایک ہی دم مین جاتا رہا

یہی روز خالق دکھاوے ہمین
ہے وصل دلبر پلا دیجئے ہمین

کدھر ہے تو لے ساقی گلعذار
ہوا پھر نشے کا دوبارا اتار

پلا بادۂ ارغوانی مجھے
سناؤن نئی اک کہانی تجھے

سنی ہے یہ اک داستان کہن
کہ او جبین مین تھا کوئی خستہ زن

داستان خستہ زن کی جسنے مفلسی کے مارے گھر بار چھوڑا اہل و اقربا سے رشتہ الفت توڑا نگر مازندران پہنچکر ایک سوداگر بچی پر شیدا ہوا مفلسی مین جنون پیدا ہوا آخرش فضل ذوالجلال ہو گیا محبوب سے وصال ہو گیا

نہایت ہی قلاش مفلس غریب
نہ ہوتی تھی روٹی بھی جسکو نصیب

خفا ہو کے دنیا سے منہ موڑ کے
غرض ایک لڑکا گیا چھوڑ کے

مگر علم یا پیشہ یا کوئی فن
نہین جانتا تھا وہ رشک چمن

اُٹھایا زیادہ جو حد سے محن
تو سوچا کہ اب چھوڑ دیجے وطن

اجازت اگر آپ سے پاؤن مین
تو دل مین یہ سمجھے یہان سے نکل جاؤن مین

نہ گھر اور نہ باہر کچھ بھی نہ دھن
وہ کہتا تھا پی پی کے آنسو مِن

وہ تھا آدمی زاد رشک پری
حسین مہ جبین غیرت مشتری

اسی واسطے اپنا گھر جانکر
گلے پڑ گئی مفلسی آن کر

کہا ماں سے اے مادر مہربان
ہوا مارے فاقون کے مین نیم جان

کہا ماں نے رو کر کہ اے جان من
بھلا کس لئے چھوڑتا ہے وطن

ذرا سوچ تیرا کدہر دہیان ہے
فوائد بہی ہین گرچہ آہین کثیر
اگر کوئی جنگل ہو ہو خار خار
جدہر جائین جوبن چ کہاتے ہوئے
کرین اوس کی عزت صغیر و کبیر
جہان جائے ہو جائے ہر دل عزیز
سوا اِس کا بہروسہ نہین ہے یہ جان
بسین گے گلستان مین آ آکے بوم
یہ سن سن کے اُسنے دیا یون جواب
سفر ہے بلاشک ظفر کا سبب
ملا راستہ مین کوئی کاروان
کسی نے جو لعد اُس کو دیا
نہایت حسین اور صاحب جمال
نظر ملتے ہی ہو گئے لوٹ پوٹ
مگر وہ پریزاد رشک قمر
کہا ہائے ایدل ڈبایا مجہے
ارے او دِوانے ذرا دل سنبہال
مگر آہ دل نالہ ہائے جگر
ہوا اتفاقاً جو باہم نفاق
ارادہ ہوا عقد پہر کیجیے
شریعت کی رو سے یہ ٹہیری صلاح
اُسے بے غرض منعقد کر دیا
دکہایا اثر دل نے حاصل کلام
نہ تہا وصل اس طور کا دہیان نہین
کہا ہائے دلبر چلا جائے گا

کہ حب الوطن بہی تو ایمان ہے
مگر چند شخصون کو جیسے امیر
تو بن جائے گلشن وہ رشک بہار
چلین لوگ آنکہین بچہاتے ہوئے
بجا لائین خدمت امیر و فقیر
حقیقت مین ہی شاعری خوب چیز
دو ہی دن مین آتی ہی اُسپر خزان
طمانچے لگا دیوے گی باد سموم
بجا ہے جو فرما رہی ہین جناب
نہ ہو یگا اوس جا یہ رنج و تعب
گیا ساتھ اُسکے یہ مازندران
فقط اُس نے اُسپہ گذارا کیا
سپہر صباحت کا بدر کمال
جگر مین لگی تیر مژگان کی چوٹ
تکبر سے کب دیکہتی تہی ادہر
کہان جا کے تو نے پہنسایا مجہے
کہان مین کہان وہ کہان یہ وصال
دکہاتے ہی ہین آخرش کو اثر
میان نے خفا ہو کے دیدی طلاق
ہے وصل بار دگر پیجیے
کسی غیر سے پہلے کیجے نکاح
مگر قول و اقرار یہ کر لیا
ہوا وصل سے آپکے وہ شاد کام
خدا نے کیا آن کی آن مین
مجہے چین کس طرح سے آئے گا

کتابون مین لکہتے ہین سب یہ حکیم
کہ خدمت مین نوکر ہین چالاک و چست
دوم مہ جبینان غنچہ دہن
سوم جو کہ ہو علم سے بہرہ ور
چہارم جو شاعر ہو شیرین سخن
غرض تجہکو ان مین سے کوئی کمال
نکل آئین گے خار جب جا ہین گل
پہروگے اُڑاتے ہوئے خاک دہول
مگر سر مین میرے ہوا یہ خلل
غرض ہو کے رخصت بمشکل تمام
محلہ مین سوداگرون کے کہین
کہین اکیدن ایک رشک قمر
اُسے دیکہتے ہی میان خشت زن
بلائین اشارون مین لینے لگے
نکی حال پر اوس کے کچہ التفات
بنے وصل یان یہ بناؤ نہین
غرض جان اور دل پہ کہیلا کیا
قضارا وہ غارتگر عقل و دین
مگر بعد چندے یہ صورت ہوئی
مگر حسب فرمان عز و جل
ہوئی اونکو جب اجنبی کی تلاش
کرا سے بہرہ ور مبتلائے فراق
بہجن بت سے ملتے ہی گانے لگا
غرض نور کا جب کہ تڑکا ہوا
مناسب نہین اب اسے چہوڑنا

جہانین ہے غربت بلائے عظیم
جہان جائین جو چاہین کرلین درست
جو صحرا مین بیٹہین تو کردین چمن
اُسے ایک سا ہے سفر او حضر
اُسے ہی ہے غربت مین لطف وطن
نہین ہے مگر ایک حسن و جمال
نہ ہووے گا بلبل کا یہ شور و غل
میسر نہونگے یکائین کے پہول
کہ سیروا فی الارض پر کر عمل
چلا گہر سے وہ گہر کو کر کے سلام
تہا ایک مسجد مین گوشہ گزین
ہوئی اپنے کوٹہے پہ آ جلوہ گر
گئے بہول سب اپنا رنج و محن
دل و جان و دین نذر دینے لگے
گئی اور یہ رہ گیا مل کے ہات
لگا دل جہان کچہ لگاؤ نہین
خوشی سے غم ہجر جہیلا کیا
بیاہی ہوئی تہی کسی سے کہین
کہ کم رفتہ رفتہ کدورت ہوئی
فانِ کلفتہا یہ کر کے عمل
تو نکلا وہی مرد دل پاش پاش
سحر اوٹہ کے دینی پڑیگی طلاق
یہ بولا کہ بغلین بجانے لگا
عجب دل کو عاشق کے دہڑکا ہوا
بنے جس طرح گہر مین رکہ چہوڑنا

لگایا اگر اپنی قسمت نے زور
نہ یونگے اسکو مچاوینگے شور

کبہی ٹہان کے دل مین وہ خستہ تن
لگا کہنے محبوب سے جان من

ملے یک بیک آکے تجسا حبیب
بہلا کس کے ہووینگے الٹے نصیب

قسم کہا کے کہتا ہون ایمان سے
مین قربان تجہپہ سو جان سے

وہ بہلا جو شوہر ہے شوہر نہین
وفا کا ذرا اوس مین جوہر نہین

بہلا دیکہہ ناحق کو ہو کر خفا
کیا کسقدر تجہپہ جور و جفا

سحر چھوڑنے کا نہ مذکور ہو
مری عرض اللہ منظور ہو

کہا اوس نے اب اہین ہونگی جدا
تو مجہپہ فدا ہے مین تجہپر فدا

یہی ذکر کرتی تہی وہ خوش نصیب
کہ اتنے ہی مین آن پہنچے رقیب

کہا سائین صاحب ادہر آئیے
وفا اپنے وعدہ کو فرمائیے

یہ سنتے ہی بولا وہ للکار کے
پڑا ہون ابہی بر مین دلدار کے

مجہے ایکمدت سے تہا اشتیاق
بہلا کس طرح اس کو دیدون طلاق

چڑہے ہو بمشکل مرے داون پر
بس اب سر کو رگڑا کرو پاون پر

کمینے ہو تم سب کے سب اصل مین
خلل آکے ڈالا مرے وصل مین

چلے جاؤ بس اپنے گہر خیر سے
تمہین کیا ملے گا مرے بیر سے

وہ بولے یہ سنکر عجب سیر ہے
ارے جان کی تو ذرا خیر ہے

کہین سر پہ کہیلی قضا آن کے
بناتا ہے باتین جو یون جان کے

کہا بس زیادہ نہ بک بک کرو
فقیرون کے غصے سے باباڈرو

کیا وصل دلدار نے باغ باغ
کرون بات تجسے نہین یہ دماغ

چلے جاؤ دیکہو ستاؤ نہین
جلوگے جلون کو جلاؤ نہین

یہ سب سنتے ہی اپنے ملبس پہنے
کرلو خوب آکر بلا مین پہنسے

رذالا یہ بہکا کہ سب بہول کے
دیا خار یون وصل سے پہول کے

کہا ماتھہ پھر اس طرح جوڑکے
جو جا ہو سو۔ لیلو اسے چہوڑکے

گئے سے ہم اپنے پشیمان ہوئے
بہت دق ہوئے خوب حیران ہوئے

دیا خشت زن نے یہ سنکر جواب
کہ کیون کر رہے ہو کلیجہ کباب

یہ بہتر ہے دولت سے اکسیر سے
مرے ہاتہ آئی ہے تقدیر سے

بہلا اسکو مین کسطرح چہوڑدون
مین خود اپنی قسمت کیون پہوڑدون

ووہم مجکو تم جانتے ہو فقیر
ولیکن مین ہون اپنے گہر کا امیر

مرا باپ تاجر ہے شیراز کا
مین بندہ نہین حرص و آز کا

خفا ہو کے آیا ہون گہر سے یہان
کیا تمنے کچہہ اور مجہپر گمان

جو اسباب تہا راہ مین لٹ گیا
وطن یون گیا باپ یون چہٹ گیا

انہون نے کہا سنکے اس بات کو
کہ ہم چاہتے ہین فقط ذات کو

جو ہے تو حقیقت مین تاجر پسر
تو ہان قول کی اپنے تصدیق کر

نہ جہگڑا ادہر آدیکا کچہہ درمیان
وہ جورو بنے گی تو ہوگا میان

کہا اوسنے تصدیق کر لیجئے
مہینے کی مہلت مگر دیجئے

انہون نے کہا یہ بہی منظور ہے
مہینا بہلا کونسا دور ہے

اسی پر غرض ہو گیا انفصال
میسر ہوا اور چندے وصال

لگا سوچنے دل مین پہر خستہ تن
کہ ایدل یہان تو نہ دولت نہ دین

کہ اگر بہی مین ایسا ویسا نہین
اگر دیکہئے گہر مین پیسا نہین

وطن ہی مین رہتا اگر چین سے
تو کیون بہاگ آتا مین اجین سے

موا باپ ماہے سو بالکل تباہ
قرابت جو دیکہو تو بس واہ واہ

غرض اینٹ پتہر کہ روڑا ہوا
انہین سے ہے رشتہ بہی جوڑا ہوا

مہینا جو پورا گذر جائے گا
تو پہر دیکہئے کیا غضب آئیگا

کرو عیش پر اور چندے عمل
پہر آخر تو آنی ہے اپنی اجل

رہے جبکہ وعدہ مین دو تین روز
لگا کہینچنے نالۂ سینہ سوز

ادہر غم کہ دلبر چلا ہات سے
ادہر یہ کہ عزت گئی بات سے

طپش سے کبہی دل کی سوتا نہ تہا
وہ شب کونسی تہی جو روتا نہ تہا

کبہی شعر پڑہتا تو اس درد کے
کہ آنسو نکلتے تہے ہر فرد کے

ہوا ایک شب اور زیادہ جنون
ٹپکنے لگا چشم گریان سے خون

زمین سے جو نالہ گیا عرش پر
فلک گرپڑا کانپ کے فرش پر

اُسی شب اُسی شہر کا شہریار
ہوا اس طرف بہی جو اُسکا گذر
کہا کون ہے در پہ اے مہربان
غم عشق کہا مئے مین ہم مردہین
کہا شاہ نے چہیڑ کر اے جوان
سمجہتے ہو نغمہ مری آہ کو
کہا شاہ نے خیر کیجے معاف
کہا پہر تو سب ماجرائے فلک
یہ سُن گن کے رخصت ہوا بادشاہ
زر و مال کچہہ اور کچہہ تحفہ جات
کہ مرزا بدیع الزمان کا مکان
یہ سنکر کہا سبنے ہان ہان جی ہان
اوسیکا غرض کرکے نوکر قیاس
وہ تحفے دیئے اور کہا کحضور
بُرا حال ہے آپ کے درد سے
ہوا سنتے ہی خشت زن بیقرار
جو بالفرض جیتا بہی ہوتا وہ آج
غرض کچہہ نہ کچہہ اسمین اسرار ہی
نصیبون ہی سے آگیا ہون یہان
خسر نے کہا قرۃ العین ہو
ہوئے سبکے سب پہر تو اسکے مطیع
ملی بیٹھے ہی بیٹھے گہر مین مراد
چلو مرزا صاحب تمہین شہریار
یہ سنتے ہی موچہین کہڑی ہوگئین
غرض پہنچ کے شہ کو پہچان کے

قضارا مع ایک خدمت گزار
گیا نالہ دل لئے دلین اثر
مجہے درد سے اپنے فرصت کہان
غرض کوئی ہون تیرے ہمدرد ہین
سنا دو کوئی نغمۂ جان ستان
ڈرو دیکھو بہولو نہ اللہ کو
سنا دو ہمین حال دل صاف صاف
جو گذرا تہا اول سے آخر تلک
نکی ظاہرا کچہہ بہی اوسنے نگاہ
گئے مصلحت جان کے ساتہ ساتہ
کدہر ہے وہ رہتے ہین صاحب کہان
وہ مدت سے آئے ہوئے ہین یہان
اُسے لیگئے مل کے سب اُسکے پاس
تمہارے لئے مین پہرا دور دور
ہوئے ہین بہت سو کہکر زر دسے
کہ یہ بات ہی کیا ہے ای کردگار
تو یہ بہیجتا ہفت کشور کا باج
سڑی ہو جو لینے مین تکرار ہے
نہین تم کہان اور بندہ کہان
مرے جی کے سکہہ جان کے چین ہو
بنے خشت زن سے وہ مرزا بدیع
کیا دوسرے روز پہر شہ نے یاد
بلاتا ہے اور ہے بہت بیقرار
غلامون کی باتین بُری ہوگئین
گرا دوڑکر پاؤن پر آن کے

چلا دیکھنے کو رعیت کا حال
پکارا شہنشاہ اوسے جگر
کہا ہم ہین درویش عاشق مزاج
وہ سنکر گیا اور لایا اوسے
کہا قبلہ بندہ نہین تانسین
زبان کیجئے بند اس طعن سے
یہ کیا شور ہے کیسی فریاد ہے
غریبی مین یعنے یہ صدمے سہے
دم صبح پہر شاہ عالی مقام
غرض وہ ہی قاصد وہین آن کے
سنا ہے کہ وہ اس جگہہ باپ سے
چلو ہم گہر اُنکا بتائین تمہین
گیا سامنے اوس کے جبدم غلام
سعادت اسی مین ہے آپکی
کہا ہے اگر دیر مین آؤ گے
مرا باپ مدت ہوئی مرگیا
پڑا ہوتا ہوگا کہنڈر مین کہین
کہا پہر خسر سے کہ حضرت سلام
خدا ہی نے رکہا مجہے خیر سے
مجہے تو یقین تہا کہ سچے ہو تم
چہٹے غم سے اور دل کو آیا قرار
سہبت زرق برق ایک آیا سوار
کہا ہے ابہی جا کے لاؤ انہین
اوٹہا اور اوٹہکر اکڑتا چلا
کہا شکر ہو کس زبان سے ادا

کہ خوش کون ہے کون ہے پائمال
کرم ہو جو ہو مہربانی ادہر
جنہون سے ہے دنیا مین غم کا رواج
بہ تعظیم گہر مین بٹہایا اوسے
سنا دون اگر حکم ہو شور و شین
نہ دو جان کو رنج اس لعن سے
سبب کیا طبیعت جو ناشاد ہے
مصیبت مین چہٹپن سے اب تک رہے
اُٹہا اور گہر اوسکے بہیجا غلام
لگا پوچہنے سب سے خود جا کے
چلے آئے ہین روٹہ کر آپ سے
چلو چل کے اوسنے ملائین تمہین
جہکا اور کیا خوب جہک کر سلام
کہ چلکر خبر لیجئے باپ کی
تو مردون سے بدتر مجہے پاؤگے
دہن گور کا خاک سے بہر گیا
جو روٹہی بہی جہڑتی تو کپڑا نہین
بہلا جہوٹ کہتا تہا تمسے غلام
نہین تمنے مارا ہی تہا بیر سے
ذرا ہوش مین آؤ بچے ہو تم
خوشی سے کیا شکر پروردگار
محلے مین ہر سو مچائی پکار
کسی ڈہب سے ہمکو دکہاؤ انہین
زمین پر دہرے پاؤن کسکی بلا
مری جان اے شاہ تجہ پر فدا

بڑی آفتون سے بچایا مجھے
یہ دن آپ ہی نے دکھایا مجھے

کیا شاہ نے اوبھی سرفراز
ملا خوب قسمت سے بندہ نواز

زر و مال سے اُس کا گھر بھر دیا
ہزارون سے بہتر غرض کر دیا

جو پہرے تھے نکبت مین آئے ہو
وہ دولت مین خود انکے سائے ہو

داستان فرخ فال کی جو بڑی آرزو سے پیدا ہوا جب جوان ہوا تو یگانہ جہان کی تصویر دیکھکر شیدا ہوا۔ دو دو آہ سے سینے مین دل جل گیا معہ جعفر وزیر زادہ کے گھر سے نکل گیا

گئی عمر باقی کی پھر عیش سے
ہوئے شاہ آخر کو درویش سے

سہلا ساقیا خاک آرام ہو
زمین پر جو اوندھا پڑا جام ہو

یہ توفیق اب تو خدا دے تجھے
کہ تو اسکو بھر کر پلا دے مجھے

نشے سے مین جب گر پڑون جھوم کے
تجھے یون سناؤن قدم چوم کے

کہین تھا کوئی صاحب تخت و تاج
نہایت رحیم اور منصف مزاج

ولایت کا اپنے نگہبان تھا
رعایا کا دل بلکہ جی جان تھا

ہمیشہ رعیت کو رکھتا تھا شاد
سدا دل سے کرتا تھا وہ عدل و داد

مگر تھا یہی تقدیر کا پھیر تھا
کہ لڑکا نہ رکھتا تھا اندھیر تھا

شب و روز رہتا تھا از حد ملول
دعا بھی نہ ہوتی تھی اوسکی قبول

رگڑتا تھا ماتھے کو دن رات وہ
سدا ہاتھ ملتا تھا ہیہات وہ

فقیرون سے کہتا دعا کیجئے
ہمین ایک لڑکا دلا دیجئے

تم عاشق ہو اللہ کے یا جناب
دعا کیون نہو آپ کی مستجاب

الم سے مین روتا ہون شام و سحر
مگر آہ کرتی نہین کچھ اثر

جو ایسے ہی ہوتے تو پھر کیا تھا
پڑے خاک کیون یہان تکتے نجا

بڑھا جب کہ حد سے زیادہ یہ درد
کہین سے کوئی مل گیا نیک مرد

شہنشاہ کو دیکھکر ناشکیب
عنایت کیا خود بخود ایک سیب

کہا اپنے محلون مین جا ہی جسے
ابھی جا کے با با کھلا دے اسے

خدا نے بھی چاہا ملے گی مراد
بشرطیکہ ہو دل مین کچھ اعتقاد

کیا شہ نے جاتے ہی ایسا عمل
رہا شان حق سے اوسی دن حمل

ہوا بعد نہ ماہ کے رشک ماہ
بہت شاد و خرم ہوا بادشاہ

او سیدم نجومی بلا کر کہا
ستارون کی گردش تو دیکھو ذرا

گیا غرض لڑکا جوان بخت ہے
ہمایون ہے اور صاحب تخت ہے

مگر سولھوین سال تقدیر سے
اُسے عشق ہو ویگا تصویر سے

ذرا کچھ بیابان کی سیر ہے
مگر جان کی سب طرح خیر ہے

غرض شاہ نے ان کو رخصت کیا
بہت کچھ زر او سپر تصدق کیا

مبارک ہمایون سمجھ کر یہ نام
لگے کہنے فرخ اسے خاص و عام

مگر جو کہ ہونا ہو تقدیر سے
وہ رکتا نہین لاکھ تدبیر سے

کسی معتبر سے سنا ہے کہین
نوشتہ مٹائے سے مٹتا نہین

سنبھالا جو فرخ نے کچھ کچھ شعور
کیا حضرت عشق نے آ ظہور

ہوا ٹھیک سولہ برس کا جو سن
گیا اپنے محلون مین وہ ایکدن

وہان ایک صندوقچہ دیکھکر
لگا سب سے کہنے وہ عالی گہر

بھلا کیا ہے اس مین بتاؤ ہمین
ذرا قفل کھولو دکھاؤ ہمین

کہا سب نے اُس سے کہ اے نازنین
کوئی چیز اچھی تو اس مین نہین

نہ دیکھو اسے چھوڑ دو یہ خیال
کہین دشمنون کو نہ ہو وے ملال

کہا چاہیے جو درد دکھ ہو ہمین
مگر اب تو اسکو دکھا دو ہمین

بجد ہو کے دیکھا جو وہ کھول کر
تو تصویر آئی کسیکی نظر

مگر شوخ طناز جادو فگن
سمن رو گل اندام غنچہ دہن

جسے دیکھتے ہی گیا عقل و ہوش
کلیجہ پکڑ کر مچایا خروش

کہا ہائے جانی عجب شان ہی
فدا آپ پر دین و ایمان ہی

کسی نے یہ دی جا کے شہ کو خبر
لیا تھام سنتے ہی اُسنے جگر

کہا پھر یہ فرخ سے اے مہ جبین
محبت کے پالے نہ پڑنا کہین

گئی ہائے وہ عقل و دانش کہان
ارے باولے جان ہی تو جہان

کہا کیا کہون اب تو لاچار ہون
عجب کشمکش مین گرفتار ہون

مین پالے پڑا عشق ہیدین کے
وزیرون سے پوچھا جو شہ نے علاج
ہوا باپ لاچار تقدیر سے
سنا ہے اوسی جوش و رد ہیانین
رفاقت سے جعفر بھی پور وزیر
مگر وہ جو تہا اپنا آرام جان
نہ دیکھی تہی ایسی عمارت کہین
غرض اپنے اوس سیمتن کیلیے
مگر ہوگئے تہے بہت مضمحل
کہا اپنے ہمدم سوا یجان من
گیا پہر وہ عاشق کے فرمان سے
وہان بیٹھکر شمع کے روبرو
کبہی بت گلے سے لگاتا تہا وہ
اُسے بہی لگا لون گلے سو ابہی
کہا دل مین یہ کون آیا یہان
کہڑے ہوگئے کان پہولا بدن
کہ اتنے مین آئی وہان آٹھ چور
کہ رہتی ہے سونے مین ہردم لدی
یہی عہد و پیمان کر گئے
یہ رکہتے ہون ہرچند اپنا کمال
یہی کہہ رہا تہا کہ پہر آئے وہ
ہماری یہ طاقت نہ تہی اوصنم
جوانی مین سرشار خوبی مین چور
کوئی ایسی حکمت نئی کیجئے
ولیکن یہان سے چلے جاؤ

مرا دل کوئی لے گیا چہین کے
کہا یہ تو ہے سخت وحشی مزاج
کہا کچہہ نہ ہوگا تدبیر سے
اوسی وصل دلبر کے ارمان مین
ہوا ہمرہ رشک ماہ منیر
نہ پایا کہین اوس کا نام و نشان
بہت صاف اور مرد و عورت حسین
کئی روز تک خاک چہانا کئے
رہے رات کو شہر کے متصل
مجہے یاد آتا ہے غنچہ دہن
کہ جاتا ہی ہے اب تو یہ جان سے
لگا کرنے یاد بت شمع رو
کبہی سر قدم پر جہکاتا تہا وہ
نچہوڑون قیامت تلک پہر کبہی
بہلا آدمی نصف شب کو کہان
کہان سیمتن کیسا گل پیرہن
لگے کرنے یون بت کے آگے وہ شور
ارادہ ہی کیجے کچہہ اُس سے بدی
اوسیوقت پہر سب کے سب چلدیے
پہنچنا ہے اُس ماہ تک پر محال
معہ تخت اوسکو اٹہا لائے وہ
ابہی کاٹ کر سر چڑہاتے ہین ہم
مگر ساتھ ہی خواب شیرین مین چور
کہ مرنے سے اسکو بچا لیجئے
یہان بیٹہ کر نا نہین کچہہ ضرور

بیابان کو جاؤ نگا اب مین نکل
نہ مانیگا گہر سے نکل جائیگا
سپردم بتو مایۂ خویش را
گیا شاہزادہ بیابان کو
بہت دن رہا دل جگر خار خار
اسی جستجو اور اسی لہر مین
وہان پہنچتے ہی وہ خستہ جگر
نشان جب نہ پائی کہین یار کے
ہوا جب اندہیرا چہپا آفتاب
مری جان اُلکی ہے دلدار مین
ادہر جب کہ فرخ اکیلا رہا
دل آہون سے جب نرم ہونے لگا
کبہی رو کے کہتا خدا کی قسم
طبیعت جو تہی اور بیکل ہوئی
پو جاری جو آوین تو کچہہ نہین
گہرا اور ہی آکے گہیرے مین وہ
یہان شاہزادی جو ہے ماہرو
اگر ہاتہ آجائے وہ مال و زر
کہا سنکے فرخ نے یہ نابکار
محل مین سی لائین جو اسکو اوٹہا
وہین رکھ کے یکبار سب نے کہا
اُدہر شاہزادے نے یہ کی جب نگاہ
کہا دل مین فرخ نے اے کردگار
لگا کہنے یہ سوچکر وہ جوان
ہماری خوشی سے خوشی ہو اگر

نہین سر مین رگ رگ کے ہوگا خلل
بہ شکل یہ سر سے خلل جائیگا
تو دانی حساب کم و بیش را
ہتیلی پہ رکہکر غرض جان کو
پہرے دشت و صحرا مین مثل غبار
وہ پہنچے یکایک کسی شہر مین
لگے ڈہونڈہنے کو بکو دربدر
تو چلنے کی تجویز کی ہار کے
تو فرخ کو ہونے لگا اضطراب
ذرا جاکے پہر دیکھ بازار مین
تو اوٹھ ایک مندر کے اندر گیا
تو و شمع کی شکل رونے لگا
مزا ہے جو ملجائے اپنا صنم
کہ اتنے مین پاؤن کی چہل ہوئی
مگر ہان سنو وے کوئی جن کہین
چہپا بت کے پیچہے اندہیرے مین وہ
سنی ہے یہ اوسکی خبر کو بکو
تو سر تجہپہ صدقے کرین کا مگر
عجب طور کا کر گئے ہین قرار
تو آنکہون کا سرمہ چرانا ہوا
نہایت ہوئی ہمپہ اسدم دیا
تو آیا نظر ایک تابندہ ماہ
یہان آکے یون جان کیے جاتی یہ
ہوئی نذر مقبول یہ بیگمان
تو تم بیچ ہی تاکوئی آن کر

ہمین نذر دے ہم کرینگے قبول
لگائی لگاتے ہی دو کر دیا
کہین مال و زیور پہ مارے نہ ہاتھ
یونہین اون مین ایک ایک جاتا رہا
وہ آٹھون کے آٹھون ہی حاصل کلام
کیا شاہزادے نے زیر و زبر
اٹھو آنکھ کھولو بہت سو چکے
ہوا خوف سے رنگ چہرے کا زرد
تمہارے محل تک مین پہنچاؤنگا
کلیجہ ہوا دہک سے اُس ماہ کا
اگر آج کو تو نہوتا یہان
ہوئی جب کہ مضطرو وہ شیرین دہن
وہان رکھ کے دستار سے باندھ کے
وہان لینے وہ پھر غیرت مہر و ماہ
کہا شاہزادی نے لو واہ واہ
بتاؤ ہمین اپنا نام و نشان
کہا پھر اجازت بھلا اب تو دو
لپٹ کر اُسی فرش پر سو گئے
گیا قید اوس نے اسے آن کے
حقیقت مین یہ ہی تھا اُسکا صلا
کہا ان اسے قید کیون کر لیا
ذرا شرم آتی نہین الامان
حیا ہے کسیکی نہ کچھ شرم ہے
بہت شورمت کر دُہائی نہ دے
کہا قتل کر دوا سی دم اسے

نہین تو نہین اور ہونگے ملول
ز سر تا قدم خون سے بھر دیا
اُسے جا کے گھر دو بری ہے یہ بات
وہ ہاتھون کے جوہر دکھاتا رہا
ہوئے شاہزادے کے باعث تمام
دئے ایک سر کے عوض آٹھ سر
تصدق کئی آدمی ہو چکے
ہوئے دست و پا بلکہ سب سم سے تر
اگر زندگی ہے تو کام آؤنگا
کہا شکر و احسان اللہ کا
تو ہے ہے مین اوقت ہوتی کہان
اوٹھا پیچلا غیرت کو ہکن
گیا آپ دیوار پر پھاند کے
گئی شاد و خرم سوئے خوابگاہ
بڑے تیز نکلے خدا کی پناہ
یہ جلدی جو ہے جائیگا کہان
کہا بیٹھ جاؤ ذرا سانس لو
یہانتک کہ بیہوش سے ہو گئے
مگر اور ہی دل مین کچھ جان کے
بہت خوب نیکی کا بدلا ملا
مرا یہ تو محسن ہے یہ کیا کیا
یہ قینچی سی چلتی ہے اب تک زبان
مزے سے ہمیشہ بغل گرم ہے
جو کچھ حال ہے یار کا دیکھ لے
ٹلے یعنے فرصت بہت کم اسے

جب آیا اکیلا کوئی بے خطر
اُسے ہو گیا جب کہ عرصہ وہان
گیا دو سرا جب کہ اس تاک پر
فسون اُسکا سب پر اثر کر گیا
وہ آئے سہے کیون اور کیا ہو گیا
پھر اُس سیمتن سے کہا اے صنم
وہ اوٹھی تو اوٹھتے ہی گھبرا گئی
کہا شاہزادے نے اے نازنین
کہا پھر جو گذرا تھا سب مو بمو
بڑی آفتون سے بچایا مجھے
ذرا اور اتنا کرم کیجئے
کلی کی طرح سے اُٹھایا اُسے
لیا پھر بتدریج اوسکو اُٹھا
کہا شاہزادے نے صاحب سلام
اجازت تمہین اور اوسپر ابھی
جب اصرار اوسنے بہت سا کیا
کہ لیتے مین دونو کو نیند آگئی
سحر لونڈیون نے یہ ہم دیکھکر
ہوا رنگ رو شاہزادی کا فق
بس اتنے تماہی مچی بھی آواز سے
محلدار سنکر یہ بولا وہین
خدا کی طرف سے تجھے مار ہے
زبان روک بس اور زیادہ نہ بک
یہ کہہ لیگیا کھینچتا شاہ پاس
مگر شاہزادی نے جب یہ سنا

تو فرخ نے تیغ قضا کھینچ کر
تو چورونکو خدشہ یہ گذرا یہان
اُسے بھی سولایا اُسی خاک پر
وہاد لیو بھی خون سے بھر گیا
بُرا چیتنے سے بُرا ہو گیا
کیا تیرے سونے نے یہ کچھ ستم
کہ مین ہائے قسمت کہان آگئی
مین انسان ہون آپ ڈرئیے نہین
دکھائین وہ لاشین جو تھین پُر وبال
حقیقت مین تو نے جلایا مجھے
ہمین گھر ہمارا دکھا دیجئے
محل تک اسی ڈھب سے لایا اُسے
کہ وہ کاہ تھی اور یہ کہربا
اجازت ہے جاتا ہے یعنے غلام
ابھی ہم تو جانے نہ دینگے کبھی
تو تھوڑا سا کچھ حال بتلا دیا
یکایک ہی غفلت سی کچھ چھا گئی
محلدار کو جا کے دیدی خبر
کہا دل مین اپنے کہ یہ شان حق
اوٹھی آنکھ ملتی ہوئی ناز سے
کہ پھٹے سے مُنھ اور تو کچھ نہین
جتاتی ہے ہمکو کہ یہ یار ہے
صفائی یہ دیدے کی اور اب تلک
جو دیکھا تھا سب کر دیا التماس
بہت روئی اور سر کو اپنے دُھنا

گئی چینچتی باپ کے روبرو
نہین عدل کا ایکدن ہی ضرور
یہ سنتے ہی لرزہ سا کچھہ آگیا
کہ یہ ماجرا کیا ہے اور کیا نہین
ہوا دیکھکر منفعل بادشاہ
غرض قید غم سے چھڑایا اوسے
تمہارا مرے سر یہ احسان ہی
دیا شاہزادہ نے اسکا جواب
رہا دوسرا جو کہ فرمان ہی
محبت کا ہے میرے سینے مین جوش
اب اتنی عنایت ذرا کیجئے
یہ سنتے ہی شہ نے اشارا کیا
کہا تھوڑے دن ٹہیر جاؤ یہان
یہ سنکر گیا اور چندے قیام
چلے آخرش پہر وہی ہار کے
یہانتک کہ پاؤن مین چہالے پڑے
بہت آج تک تمنے صدمے سہے
یہ حسرت رہیگی قیامت تلک
اگر ایک جا خوب سستائینگے
کہا عشق مین بیٹھنا عار ہے
غرض جا کے ٹہیرے وہ جسمین
بلا ساقیا جلد جام شراب
اگر جام دینے مین کچھہ دیر ہے
عجب عشق والفت کا ہے ماجرا
شکایت رہی یہ ہی شام و سحر

گذارش کیا حال سب مو بمو
پشیمان ہو گئے خدا کے حضور
شہنشاہ کو خوف سا چھا گیا
ستم بہی نہووے کسی پر کہین
کہا فی الحقیقت ہے وہ بیگناہ
بلا پاس اپنے بٹہایا اوسے
اب اُسکے عوض مین ہیں ارمان
کہ اے واہ تقصیر کیسی جناب
سر و چشم پر اُسکا احسان ہی
نہ دل کی خبر ہے نہ کچھہ تن کا ہوش
کہ جعفر کو میرے بلا دیجئے
اوسیوقت جعفر کو بلوا دیا
کہ ڈہونڈہین تمہارے صنم کا نشان
کہ تہا کام ہی یہ فقط اُسکو کام
گرفتار عشق ستمگار کے
تپ غم سے جینے کے لالے پڑے
کہین یہ نہو جان جاتی رہے
کہ دیکھا نہ دلبر کا قامت تلک
تو پہر ہم سفر سے نہ گہبرائینگے
ہمین موت بہی وصل دلدار ہے

کہا خون ناحق سے باز آئیے
ستم سے جو یہ حکم دیتے ہو تم
کہا پہر اسی حالت غیر مین
اوسیوقت وہ سر لہو کے بہرے
ہین نادم ہوا اپنی تقصیر سے
کہا میری تقصیر کیجے معاف
کہ اوسکو کنیزی مین لے لیجئے
ہوا جو کہ ہونا تہا تقدیر سے
مگر کیا کرون دل عرائش ہے
فراغت جب اس سے کبہی پاؤنگا
وہ ہوگا یہین شہر مین آس پاس
کہا شاہزادے نے ای شہریار
جو قسمت سے ملجای شاید کہین
گئے اور قاصد پہر آئے یونہین
جہانتک بنا چہان مارا جہان
کہا رو کے جعفر نے اے جانمن
اگر جی سے اپنے گذر جاؤگے
ٹہر جاؤ تہوڑے دنون اب کہین
پر اوسکا بہی کرتے رہین گے تلاش
کہین یہ نہ کہوے کوئی خیرخواہ

بہت دن بعد ایک فقیر سے یگانہ جہان کا پتہ پایا خوشی سے پیرہن مین پہولا نہ سمایا آخر کا سیمرغ کے وسیلہ سے شہر دلدار تک پہونچا دولت وصل کے مزے اُڑائے غم والم کے عوض دلارام کے ناز اُٹھائے

کہ ہونے لگا اب تو درد جگر
یہ جعفر نے دیکہا جو حال زبون

ذرا سوچکر حکم فرمائیے
تو دوزخ کو خود مول لیتے ہو تم
کوئی جا کے دیکہو تو اس دیر مین
کسی شخص نے روبرو لا دہرے
چھڑا دو اوسے جلد زنجیر سے
ہوا مجھسے یہ عقل کے برخلاف
عنایت مرے حال پر کیجئے
عبث عذر ہے ایسی تقصیر سے
عجب مرحلہ مجکو درپیش ہے
تو ہمرن آدمیت مین آجاؤنگا
ولیکن غم ہجر سے بدحواس
اجازت ہو جاتا ہے اب خاکسار
تو اے شاہزادے تعجب نہین
پتہ کچھہ نپایا کسی نے کہین
ولیکن نہ پایا کہین بہی نشان
محبت کی منزل ہے از بس کٹھن
تو پہر زندگانی کہان پاؤگے
نہین جان لو تم کہ پہر تم نہین
وہ بیٹھے ہی ٹہلائے ملجائی کاش
مگر خیر جو تیری تجویز ہو
کہ دل کچھہ تو آجائے گا چین مین
تپ ہجر سے ہو گیا دل کباب
تو جینے سے اپنا ہی جی سیر ہے
وہ ٹہیرا اگر دل نہ ٹہیرا ذرا
تو کہنے لگا ہو نہ جاوے جنون

ہوا تنگ جب نالہ و شور سے / تو تدبیر کی عقل کے زور سے
اور اُس ماہ پیکر کی تصویر کو / مٹاتی تھی جو نقش تقدیر کو
کچھہ اسباب بھی قیمتی رکھ لیا / غرض سوچکر طور اچھا کیا
جو معلوم ہووے بتا دو ہمین / ز راہ عنایت جلا دو ہمین
مگر ایک سیاح نے آن کر / بتائی تو اچھی بتائی خبر
جہان مین یگانہ جہان نام ہی / اُسے عیش و عشرت ہی سی کام ہی
قوی رائے و روشن دل سرفراز / عدالت مین شاہ رعیت نواز
جدا ہے اگرچہ زمانے سے وہ / مگر خوش ہے گانے بجانے سے وہ
اگر تیغ کین دست نازک مین لین / جو رستم بھی آئے تو منھ پھیر دین
پہنچنا وہان کا ہے امر محال / کہ ہے راستہ مین مصیبت کمال
پتا ملگیا مجکو اس ماہ کا / بس اب کیجئے کم گلہ آہ کا
کہا شاہزادے نے ہان کیون نہو / بس اب دیر کیا ہے چلو اُٹھ چلو
اُسے شوق ہے ناچ اور رنگ سے / وہان پہنچے اور ہی ڈھنگ سے
بدل لینگے اُس جا زنانہ لباس / کہ رہوے کسیکا نہ بالکل ہراس
اُٹھا آب و دانہ تو پھر چلدیئے / مگر ساتھ ڈھولک تنبورا لیئے
مقابل ہوئے لاکھ آفات سے / مگر منھ نہ موڑا کسی بات سے
تو جاتا رہا دل سے صبر و قرار / بڑے ڈھونڈھکر ایک شجر سایہ دار
اوسیوقت تیغہ میان سے نکال / کیا ایک ہی وار مین انفصال
قضا کار سیمرغ نے آشیان / بنایا تھا رکھے تھے بچے وہان
غرض جبکہ سیمرغ آیا وہان / تو سوتے ہوئے دیکھکر دو جوان
گر اُس کے بچون نے رو کر کہا / کہ اُلٹا انہین چاہیئے خون بہا
سنتے ہی جا کر جگایا انہین / گلے سے اُٹھا کر لگایا انہین
مری جان ہو درد لکے آرام ہو / کہو میرے لائق جو کچھہ کام ہو
یگانہ جہان ہے جو زہرہ جبین / بغیر اس کے دم بھر مجھے کل نہین
کہا جان دینے کی تجویز ہے / مری جان محبت بری چیز ہے

نیا ڈھنگ اور نیا نکلا وہان / کہ بازار مین ایک کھولی دکان
لگایا وہین ایک دیوار سے / کہ پوچھین پتہ اسکا دو چار سے
مسافر جو آتا کوئی دور سے / تو کہتا کہ واقف ہوا اس حور سے
یونہین ایک مدت گذاری وہان / بتایا کسی نے نہ نام و نشان
کہا ایک عورت ہے ازبس حسین / کہ ثانی نہووے گا اوسکا کہین
سراندیپ تمنے سنا ہے کہین / اوسیجا کی حاکم ہے وہ نازنین
اکیلی وہ رہتی ہے آرام سی / جھجکتی ہے کچھہ مرد کے نام سے
وزیر و امیر و رعیت سپاہ / یہ سب عورتین ہین ہر ایک شکل ماہ
قضارا کوئی مرد جاوے اگر / تو فوراً ہی سر پھینکدین کاٹکر
یہ سنتے ہی جعفر ہوا شادمان / کہا جاکے فرخ سے اے جانجان
یقین ہے کہ معبود کے فضل سے / ہوئے آجکل شادمان وصل سے
کہا ٹھیرئے ایک تجویز ہے / وسیلہ سنا ہے عجب چیز ہے
چلے ساتھ اسباب رامشگری / کہ خوش ہووے ہم سے وہ شکرگری
اُسے گا بجا کر رجھا وینگے ہم / پھر اپنا بھی کچھہ راگ لاوینگے ہم
مہینون مصیبت اٹھاتے رہے / غذا کی عوض رنج کھاتے رہے
کسی دن ہوئی ٹھیک جب دوپہر / اور آثار محشر کے آئے نظر
اُٹھائی جو ناگاہ اوپر نگاہ / تو آیا نظر ایک مار سیاہ
بآرام پھر چادرہ تان کر / جو سوئے تو بھولے جہان کی خبر
گیا تھا ولیکن کسی کام کو / پھر اوس جگہہ سے کہین شام کو
سمجھہ کر اونہین اپنے دلمین عدو / یہ جانا کہ انکا بہا دون لہو
انہین کے سبب سے بچے آج ہم / نہین مر چکے تھے خدا کی قسم
کہا اون سے اب دل مین خورسند ہو / کہ تم آج سے میرے فرزند ہو
کہا شاہزادے نے پھر باپ ہو / کہو ہان مجکو کچھہ کام ہے آپ سے
اگر باپ ہو رحم فرمایئے / سراندیپ تک ہمکو پہنچایئے
مگر خیر مرضی تمہاری چلو / پر ون پہ سنبھل کر مرے بیٹھ لو

یہ بیٹھے تو پھر وہ زمین سے اُٹھا
ہوا کی طرح آسمان کو چلا
غرض دوسرے روز پہنچا وہان
جہان تھی ستمگر یگانہ جہان

وہ سیمرغ کا ہیکو تھا ریل تھا
سراندیپ جانا اوسے کھیل تھا
اُتارا اونہین اور دیا ایک پر
کہ تکلیف کچھ تم کو ہووے اگر

تو اسکو جلانا مین آجاؤن گا
تمہین قید غم سے چھڑا جاؤنگا
یہ گھ آشیانے کو پھر مُڑ گیا
ہوا تھا ہوا کی طرح اُڑ گیا

انہون نے بھی پوشاک تبدیل کر
ارادہ کیا شہر کا بن سنور
ابھی چونکہ خط کا نہ تھا کچھ ظہور
وہ دونون کے دونون تھے رشک حور

کمر تک جو لٹکا دیئے سر کے بال
ہوئی زندگی عاشقون کو وبال
چلے اور قسمت سے پہنچے کہان
بہت سے حسین مجتمع تھے جہان

گلستان مین دھومین مچاتی تھین وہ
خوشی ہو کے گاتی بجاتی تھین وہ
گئے اُنکے نزدیک حاصل کلام
کیا دور سے سب کو جھک کے سلام

اُنہون نے مسافر جو پایا اونہین
تو نزدیک اپنے بلایا اونہین
کہا مہربانی سے پیارے بُوا
کہو کس ولایت سے آنا ہوا

کہا بڑھ کے فرخ نے اسطور سے
مین قربان جاؤن سنو غور سے
مجھے لوگ کہتے ہین جادو نوا
سلامت خدا تمکو رکھے سدا

یہ ناہید ہے میری چھوٹی بہن
یہ گائے تو ہل جائے چرخ کہن
بُلاؤن مین ہون ڈومنی ذات کی
یہان آکے ٹھیری ہون کل رات کی

سلامت رہین بی یگانہ جہان
کہ لے آئی جنکی محبت یہان
سنا ہے یہی شور وغل دور دور
کہ منصف ہین عادل ہین اب حضور

مین آئی ہون بی جان پر کھیل کے
بہت راہ کی آفتین جھیل کے
وہ دن کون سے دیکھنے آئینگے
کہ ہم اون کے قدمون تلک جائینگے

مین صدقے اگر حکم فرمایئے
یہ جی چاہتا ہے کہ کچھ گایئے
کہا سنکے ہان ہان سناؤ اجی
جو دل چاہے تھوڑا سا گاؤ اجی

یہ سنتے ہی وہ آپ گانے لگی
بہن اوس کی طبلہ بجانے لگی
یہ گائی کہ غش سب کو آنے لگے
شجر اور حجر تھرتھرانے لگے

ہوا شور اے واہ صل علےٰ
عجب گنگری ہے عجب ہے گلا
غرض ہر طرح دل رجھاتی رہین
یونہین دن چھپے تک وہ گاتی رہین

لگے ڈھیر بیلون کے ہر چار سو
گئی شام کو اپنے گھر ماہرو
یہ دونون تصور مین دلدار کے
پڑے ایک کونے مین گلزار کے

صنوبر جو فطرت مین مشہور تھی
یگانہ جہان کی وہ دستور تھی
سنا جب کہ گانے کا انکے بیان
بلایا اونہین صبح اپنے یہان

گئین دونون ناہید جادو نوا
دکھاتی ہوئی ناز وغمزہ ادا
کہا دور ہی سے غریب النواز
کرے عمر خالق تمہاری دراز

ہمارا دل وجان تم پر فدا
بجین شادیانے خوشی کے سدا
رہین رہتی دنیا تلک آپ شاد
کیا ہمسے نالائقون کو جو یاد

مقدر کو اب آزماتے ہین ہم
جو کچھ جانتے ہین سناتے ہین ہم
یہ کہکر جو گانا سنایا اوسے
رہا یا کہ بے خود بنایا اوسے

صنوبر یہانتک ہوئی شادمان
کہ تعریف مین اوسکی کھولی زبان
کہا ڈومنی سے تو اوستاد ہے
یہ کسبی نہین کچھ خداداد ہے

چلو تمکو ملکہ تلک لے چلون
یہ گانے کا سب حال اُس سے کہون
یہ بیٹھے تھے کہا سے اوسی پر گوہا
کہا ہان سلامت رکھے کردگار

دل وجان اونپر تو قربان ہی
یہی ایک مدت سے ارمان ہی
اگر جائین ہووین فدا سات بار
کرے بال بیکا نہ پروردگار

یہ فقرہ جو دونون نے اُسکو دیا
صنوبر نے لیجا کے حاضر کیا
ہوا جا کے معشوق سے جب دو چار
تو جاتے رہے عقل و ہوش و قرار

اوسیوقت فرخ کو سکتا ہوا
غرض رہگیا منہ کو تکتا ہوا
رہے جسکی مدت تلک آرزو
وہ ہو جائے یون یک بیک روبرو

تو کیونکر نہ آجائے عاشق کو غش
کرے کیون نہ ہوش وخرد پیشکش
یگانہ جہان نے کہا کیا ہوا
سبب کیا ہے غش کا یہ کیون آگیا

کہا شاہزادے نے دل کو سنبھال
ہزارون شہنشاہ دیکھے مگر
یہ نقشہ جو آنکھون مین اب جم گیا
اسیواسطے ہوش جاتے رہے
یہ چارونطرف فرش کمخواب کا
کہا خیر اب کچھہ سناؤ ہمین
ہمین پیار جب تم پہ آنے لگا
شفا کی ہے امید کس کو بھلا
درِ یار پر مر کے دل نے کہا
بس اب چارہ گر ذکر الفت نکر
یگانہ جہان نے کہا واہ واہ
غرض خوش ہوئی وہ بت سیمبر
کہا پھر صنوبر سے اے جانمن
کسی ڈھب سے کچھہ پیش چلتی نتھی
یہ بالو جو مردون سے بیزار ہے
یہ سنتے ہی بولی وہ زہرہ جبین
اگر وقت فرصت کبھی پاؤنگی
مین کچھہ عرض کرتی ہون الجانجان
کہا ہان کہو ہمنے بخشا گناہ
کیا مرد و عورت کو خالق نے زوج
تمھین پھر جو نفرت ہے یہ کیا سبب
ہوئی ہے اسے ایک ملت دراز
پرندون مین تھا پہلے میرا جنم
مین کہتی ہون تجھسے زروی حلف
بنا کر کسی پیڑ پر آشیان

کہ قربان اے ملکۂ خوشخصال
نہ دیکھا کسی مین بھی یہ کرّ و فر
تو کچھہ آپ ہی آپ دل تھم گیا
موئی عقل سو اب کوئی کیا کہے
قسم مجکو عالم ہے سب خواب کا
ہنر اپنا دو نو دکھاؤ ہمین
تو دل اک قیامت مچانے لگا
الٰہی مرا دل ٹھکانے لگا
یہ مشتِ غبار اب ٹھکانے لگا
یہ قصہ مرا دل دکھانے لگا
عجب تجھکو اس فن مین ہے دستگاہ
بہت سا عنایت کیا مال و زر
انہین رکھ کہ ہین یہ غریب الوطن
کسیطور سے دال گلتی نہ تھی
خدا جانے کیا اس مین اسرار ہے
مین خود آج تک اس سے واقف نہین
تو ہان تیری خاطر سے پوچھ آؤنگی
مگر ہان جو مل جائے جان کی امان
لیا اپنے سایہ مین اور دی پناہ
پھرے اوسکے فرمان سے کوئی نوج
مجھے اس کا رہتا ہے ہر دم عجب
کہ پوشیدہ ہے میرے لب پر راز
مجھے اپنے ہی جوڑے کی قسم
سدا آڑتی پھرتی تھی چارونطرف
لگے رہنے دونو کے دونو وہان

یہ سامان پر کہون نے میرے کبھی
مبارک جلال و جمال آپکو
محل کا ہیکو ہین طلسمات ہے
یہ فانوس یہ جھاڑ یہ لال ٹین
غرض ایسی باتین جو کین ایک دو
یہ سنتے ہی فرخ نے زانو بدل
نہین کچھہ ٹھکانا مری زیست کا
وہ دستِ حنائی جو یاد آگئے
کیا مینے جب نالۂ جانستان
برا حال اصغر کا ہے آجکل
کیا اوسنے سنتے ہی جھک کر سلام
کہا آٹھوین روز آیا کرو
رہے ایک مدت یگر بے حصول
ہوا جب کہ مضطر بہت یار زن
مین واری مجھے تو بتا دو ذرا
شہنشاہ ہین جو کہ چاہین کرین
غرض لگ گیا ایک موقع جو ہات
مجھے ایکمدت سے خلجان ہے
کیا پھر صنوبر نے یون التماس
وہ اسکے لئے اور یہ اُسکے لئے
کہا اے صنوبر غضب کر دیا
مین اب تجھہ سے کہتی ہون پر دیکھ تو
یہ قدرت ہے اوسکی تعجب نکر
نصیبا جو اوندہا نگوڑا ہوا
غرض بعد مدت کے انڈے دیئے

نہ دیکھے تھے دیکھے جو مینے ابھی
دیئے حق نے دونون کمال آپکو
بھلا ان مکانون کی کیا بات ہے
کہ گویا ہے خلد برین عین مین
وہ سب دغدغہ ہو گیا گو مگو
سُرون کو ملا کر یہ گائی غزل
مسیحا ہی اپنا ستانے لگا
لہو دیدۂ تر بہانے لگا
تو چرخ برین تھر تھرانے لگا
اُسے غش پہ غش اب تو آنے لگا
کہا تمکو رکھے خدا شادکام
ہمین اپنا گانا سنایا کرو
دعا بھی نہ ہوتی تھی اُسجا قبول
تو پوچھا صنوبر سے یون ایکدن
کہ ہے فی الحقیقت یہ کیا ماجرا
رعیت نہین جو کسی سے ڈرین
تو باتون ہی باتون مین چھیڑی یہ بات
فقط پوچھ لینے کا ارمان ہے
کہ فرمان آیا ہے ہُنّ لباس
خداوند نے آپ پیدا کئے
لہو سے کلیجہ مرا بھر دیا
نہ کبھو کسی شخص کے روبرو
بنایا ہے مٹی سے اوسنے بشر
تو میرا کسی نر سے جوڑا ہوا
اونہین باری باری سے سیا کئے

نہ غافل ہوئے جبکہ ہم ایک پل
ہوا جب کہ اس طور کا تنگ حال
اکیلی ہین اب آگ مین کیا کرون
غرض ساتھہ بچون کے مین جل گئی
اسیواسطے پھر جو پیدا کیا
مگر نر کی وہ بے وفائی ہنوز
غرض دیر تک یہی چرچا رہا
کئی دن کا بالا بتا کر اوسے
صنوبر یہ بولی کہان جائیگی
انہون نے بیابان مین آن کر
مناسب سی کوئی جگہہ دیکھکر
فراہم کئے کچھہ بچھیلے جوان
وہین جا کے سیمرغ نے رات کو
کہا کوئی آوے فلاطون خان
تو معمول سے مالنین ایک دو
دیا ایک نے ایک کو تھام کر
گئین دوڑتی شاہزادے کے پاس
گئے صبحکو ہم جو دستور سے
نہ پاگئین تو ہمکو وہ کب چھوڑتے
صنوبر ابھی فوج لیجا وہان
کیا عرض اوسنے کہ ای جانجان
کہان سے یہ آئے ہین کیون آئے ہین
علاوہ ازین راستہ ہے خراب
اوسیوقت قاصد روانہ کیا
کہا یہ شہنشاہ گردون رکاب

تو بچے بھی اوئین سو آئے نکل
تو مین نے کہا رہے بچے نکال
فقط یہ کہ سا تو آپ ہی جل مرون
گئی اور دل و جان کے بل گئی
تو انسان کا مجکو جامہ دیا
مرے دل مین ہے شعلہ سینہ سوز
صنوبر نے جادو لوا سے کہا
سُنایا یہ فرخ نے جا کر اُسے
ارے جوتیان جا کے چٹخائیگی
رکھا پر وہ سیمرغ کا آگ پر
زمین پر وہ آہستہ آیا اوتر
ہوئے پھر سراندیب ہی کو روان
اتارا بتدریج بارات کو
بغیر اذن آنے نہ پاوے یہان
گئین پھول چننے اوسی باغ کو
وہ تیغہ کہ سر گر پڑا پاؤن پر
کلیجہ پکڑ کر کیا التماس
تو دوڑے ہمین دیکھکر دور سے
پکڑ کر ہمارے بھی سر پھوڑتے
وہ مردود اوترے ہین آکر جہان
ابھی فوج لیکر چلی ہین وہان
یہ ہین کون پیغام کیا لائے ہین
کہ در اصل جبکا نہین کچھہ جواب
مناسب پیام زبانی دیا
سدا منھہ پہ رکھتا ہے اپنے نقاب

قضارا جہان تھا مرا آشیان
مگر آگ سے اوسکا منھہ موڑ گیا
گیا چھوڑ وہ تو نگوڑا مجھے
مری منھہ نہ پھیرا اگر سات سے
ولایت کا حاکم بنایا مجھے
سُناری صنوبر اسی درد سے
وہ سنتے ہی پہلے تو قربان ہوئی
کہ لو اب مین جاتی ہون ای جان من
نہ مانی تو آخر کو رخصت کیا
وہ آتے ہی فرخ کے فرمان سے
وہان ایک تجویز کر غور سے
یگانہ جہان کا جہان باغ تھا
ہر اک سمت حفظ جہان کے لیئے
ہوا جبکہ خورشید خاور طلوع
ولیکن وہان تھا نیا انتظام
جو باقی رہی تھین وہ چھو ہو گئین
غضب ہو گیا باغ مین مردوی
پکڑا ایک مالن کو از راہ بیر
یگانہ جہان نے یہ سنکر کہا
نشان بھی نہ باقی رہے نام کو
مگر یہ تو دریافت کیجے ذرا
مقر ہے سرحد یہ فوج اسقدر
کہو پھر یہ آئے کہان سے یہان
جو اون نے جاتے ہی لوکا اودم
سبب یہ کہ عورت نہ آوے نظر

لگی یک بیک آگ اگر وہان
ہوا پھر سے وہ سنتے ہی اڑ گیا
مگر ماہتا نے بچھوڑا مجھے
خدا خوش ہوا مجھسے اسبات سے
یہ سامان عشرت دکھایا مجھے
مین بیزار ہون اب تلک مجھسے
کہا پھر کہ ممنون احسان ہوئی
مجھے یاد آتا ہے اپنا وطن
لیاقت سے کچھہ بڑھکے خلعت دیا
اڑا لے گیا اوس بیابان سے
چلے چال وہ اور ہی طور سے
کہ رضوان کو جس باغ کا داغ تھا
جوانون کے پھیرے کھڑے کر دیئے
ہوئے دین و دنیا کے جھگڑے شروع
جوانون کا چارون طرف اہتمام
اُٹھا پاؤن سر پر رفو ہو گئین
خدا جانے آئے کہان سے موئے
دیا ایک ہی ہاتھہ دستم بخیر
کہان سے یہ آئے غضب ہو گیا
مقدم سمجھہ تو اسی کام کو
کہ ہے یہ حقیقت مین کیا ماجرا
کہ مشکل ہے باد صبا کا گذر
مجھے اور ہی کچھہ ہے اپنے گمان
اشارے سے جعفر کے روکا اوسے
تنفر ہے اس قوم سے اسقدر

قضا را جو آوے کوئی روبرو   اوسیوقت اسکا بہاوے لہو
اسیواسطے آن پہنچا یہان   بس اب سلطنت کا ٹھکانا کہان
کوئی فتح سیمرغ سے پائے گا   اکیلا وہ لشکر کو کہا جائے گا
یگانہ جہان نے یہ سنکر کہا   چہ خوش اور سُنئے اجی واہ وا
اگر عورتون سے تمہین عار ہے   تو بندی بہی مَردون سی بیزار ہے
اگر پوچھنا ہے تو خود آئیے   سبب مجھسے نفرت کا سن جائیے
یگانہ جہان سنکے عاشق کا دم   گئی اوس جگہہ لیکے جاہ و حشم
ہوئے جبکہ دونو بہم دو بدو   تو فرخ نے کی اور ہی گفتگو
وہی کرکے منسوب اپنی طرف   بیان کردیا سب بروے حلف
دیا ساتھ بچّون کا چھوڑا مجھے   سمجھتی ہے حالانکہ جوڑا مجھے
کہا چونچ رو کو سنبھالو زبان   مجھے آپ تم نے پہنسایا وہان
کہا شاہزادے نے لو واہ واہ   یہ بہتان لینا خدا کی پناہ
ہوئے جبکہ ایسے سوال و جواب   تو دونون نے اپنے اُٹھائی نقاب
طبیعت یکایک اودہر آگئی   دل و جان سے اسکی ادا بہاگئی
تمہین قابل تخت والد ہو   مین لونڈی ہون اور تم شہنشاہ ہو
نہ باتین بناؤ بہت آن سے   مین قربان ہون تم پہ سو جان سے
بڑی آفتون سے ہوا اول یار   کیا سجدہ شکر پروردگار
صنوبر کی جعفر سے شادی ہوئی   خوشی کی دلون مین منادی ہوئی

کسی سے سنا تھا کوئی رشک ماہ   یہان کے خریدے ہین ہی بادشاہ
فقط خون پینے کے ارمان ہے   کئی لاکھ سیمرغ فرمان ہے
یہ سنتے ہی قاصد پہرا بدحواس   کیا جا کے سب موبمو التماس
کوئی اونسے اتنا تو جا کر کہو   کہ عورت سے کیون آپ بیزار ہو
گیا پہر اوسیوقت قاصد شتاب   دیا شاہزادے نے سنکر جواب
نہین اسطرح سے تو ممکن نہین   کہ تم ہو کہین اور مین ہون کہین
مکان ایک خلوت کا خالی کیا   سبھونکو وہان سے نکلوا دیا
صنوبر سے جو سن گیا تہا بیان   کہ طائر تہی پہلے یگانہ جہان
کہا پہر کہ ہین عورتین بیوفا   نہ آئی مین کتنا پکارا کیا
یقین بس یگانہ جہان کو ہوا   کہ یہ وہ ہی نرہے نگوڑا ہوا
گئے تم تو یون صاف منہ موڑ کے   مین بچونکو جاتی کہان چھوڑ کے
مگر خیر صاحب مین کیا کہون   جو چاہو سو فرماؤ لاچار ہون
یگانہ جہان نے اُسے دیکھکر   لیا تہام ہاتھون سے اپنا جگر
دیا تاج فرخ نے اپنا اوتار   کہا لو مبارک کرے کردگار
کہا شاہزادے نے بس بس اجی   کہا نکی نکالی ہے یہ دل لگی
کیا عقد دونو کا پھر بیٹھ کر   ملے غیرت مہر و رشک قمر
اوڑائے مزے وصل کے روز و شب   نہ باقی رہا کچھ بہی رنج و تعب
غرض رات دن عیش تہا چین تہا   غم ہجر سب دال نے مین تہا

یہی دن ہمین بہی دکہادے خدا   کہانتک بھلا کوئی رہوے جدا
کدہر ہے تو اے ساقی خضر دم   تہکا ہون اُٹھاؤن مین کیونکر قدم
ارے دیکھ بعد مجکو سنبھال   پلادے کہین ہو تو آب زلال
ٹھکانے سے آجائین اپنے حواس   تو مین ایک قصہ کرون التماس

داستان تین رفیقونکی جنہون نے باہم سفر اختیار کیا

پیادہ پائی نے پاؤنین آبلے ڈالے چلنے سے لاچار کیا تہک کر بیٹھ گئے اور دو رفیقون نے اپنی اپنی قصے سنائے جس سے نہ سنایا گیا اُسکے کندہے پر چڑھ کر سرائے تک آئے اُسی شہر کی شہزادی نے یہ تماشا دیکھکر اونہین بلایا اپنی مصیبت کا قصہ سنایا

سُنا ہے یہ مینے کہین ایکبار   کہ گھر سے سفر کو چلے تہین یار
یہ گردون نے آفت دکھائی نہین   سواری میسر نہ آئی اونہین
مگر اونکو چلنے کی عادت نہ تہی   قدم بہی اوٹہانے کی طاقت نہ تہی
پیادہ چلے گھر سے تینون غریب   کمر باندھ لو گو تہین لے جریب
مگر خیر جون تون چلے شام تک   سفر کا سنا ہی نہ تہا نام تک

رہی دور تھوڑی سی جب دم سرائے
تو اکیلا رو وہ گر پڑے کر کے آہ

جو بیٹھے تو اٹھنا ہوا پھر محال
کہا رو کے اب کیا کرون ذوالجلال

ہمارے تو ہین اسقدر بھی چٹے
کہ لاشہ یہان سو اٹھے تو اٹھے

ذرا اور بھی بیٹھ جاؤ یہان
کرو اپنی اپنی کہانی بیان

کہ وہ کر کے کندھے پہ اپنے سوار
ہمین خاص منزل پہ دیوے اتار

کہا بیٹھ کر سانس لے لیجیے
تو پہر قصد آگے کا کچھ کیجے

کہانی سے وہ مرد خدا آئے گا
جو منزل تلک ہمکو پہنچائے گا

یہ تدبیر تینون نے بہر کی بہم
کہ آخر تو چلنا ہے ہمکو ستم

مگر جس سے قصہ نہووے ادا
مقرر ہوا اوسکے لئے یہ سزا

غرض جبکہ سب ہوگئے یک بان
تو ایک اوسنے کرنے لگا یون بیان

قصہ رفیق اول

سنو حال میرا اذرا غور سے
خبردار ہو چرخ کے جور سے

وطن سے کبھی میرے کوئی جہاز
تجارت کو جاتا تہا بندہ نواز

غرض تن بتقدیر ہو کر سوار
کچھ اسباب لیکر چلا خاکسار

نہ زندہ رہا کوئی طوفان سے
فقط ایک مین بچ رہا جان سے

اثر تہا جو کچھ آہ جانسوز مین
کنارے پہ پہنچا کئی روز مین

ہوا پہر وہان سے مین آگے روان
کہ شاید ملے کچھ کسیکا نشان

وہان کے جو لوگون کو دیکھا بغور
تو پایا عجب کچھ نرالا سا طور

کہا مین نے ڈر کر کہ اے رب امان
مجھے موت لائی ہے شاید یہان

مین دوڑا ادہر خوف سے بے قرار
اسی مین چھپا جا کے انجام کار

کہ دو تین سو عورتین سیمبر
بڑی دور سے مجکو آئین نظر

اگر وہ ہی پرواز طائر کا حال
کہ پوری نہو حسرت پائمال

کہ اتنے ہی مین ایک زہرہ جبین
جدا ہو کے اُن سب سے آئی وہین

اگرچہ مین ہم آتشی سب کے سب
نہ تہا تیرے ملنے کا کوئی سبب

کہ جا جو یہ کہو نے بجا لائیو
محبت سے گھر اپنے لیجائیو

اڑا عیش پیکر شراب وصال
میسر کہان خواب مین یہ خیال

ملاحت مین ایسا غنچہ دہن
بس اب رنج کیسا کہان کا محن

وہین صحن مین ایک چھوٹا سا باغ
معطر ہو خوشبو سے جسکے دماغ

جو پہر کشت کو دیکھو تو آرام آئے
اوسی وقت غفلت کا پیغام آئے

ضعیفی سے دل آخر غش کر گیا
پر اُس مرد کی صحبت سے جی بھر گیا

اگرچہ جدائی ہے تیری کٹھن
مگر یاد آتا ہے اب تو وطن

ہوا سر مین میرے جو پیدا خلل
کہا مین نے دل مین کہ چل تو بھی چل

قضا کارطے کر کے تھوڑی سی راہ
ہوا لطمۂ موج سے وہ تباہ

سوا ایسے کہ تختے پہ بہتا ہوا
چلا صدمۂ موج سہتا ہوا

کیا سجدۂ شکر پہلے ادا
کہ خالق نے زندہ دوبارا کیا

ولیکن نہ پہنچا تہا دو تین تیر
کہ شہر ایک آیا نظر بے نظیر

وہ گو حسن مین مہر سے تھی دو چند
مگر اوڑتے پہرتے تھے جیسے پرند

وہین ایک تہا برج تھوڑی سی دور
پرانا سا ٹوٹا ہوا چور چور

ابھی سانس میری سمائی نہ تھی
ذرا جان مین جان آئی نہ تھی

نکل اندام سیمین بدن سے نقا
وہ صورت کہ دل مفت مین دے فدا

کہا مین نے گو جان سے جایئے
مگر خوب سامان کو پایئے

کہا مجھسے او مرد خاکی نژاد
ادہر دیکھ گھر بیٹھے آئی مراد

ولیکن مسافر سمجھکر تجھے
دیا حکم بی بی نے میری مجھے

بس اب اوٹھ یہان سے مری ساتھ چل
کہ تجھپر ہوا فضل عز و جل

کہا مین نے دل مین کہاں کی خو
ندیکھا کہ ہے برہمن ایک قتاب

غرض جا کے دیکھا جو اُسکا مکان
تو صحن ملے جیسے باغ جنان

بڑی سنگ مرمر کی بارہ دری
بچھا جا بجا جس مین فرش زری

وہین مین رہا جا کے بارہ برس
نکالا کیا اپنے جی کی ہوس

ہوئی گھر کی یکبار گی آرزو
کہا اوس سے رو کر کہ اے ماہرو

کہا اوسنے اچھا سدہارو میان
نگہبان تہا باشۂ دو جہان

دیتی ہوں گھوڑا تمہیں پریزاد
مگر دیو بہا وہ تو گھوڑا نہ تہا
مگر اسنے ہی میں وہ ہوا ہو گیا
میاں بہائی گھوڑے یہاں تک کہا
میں گردن کو لپٹا پکڑ کر ایال
وہاں بہی اوسی طور سے جہوم جہوم
وہ بدذات گھوڑا مجسم قضا
شرر منہ سے نکلے گئے تا فلک
ملا راہ میں ایک دیرینہ سال
کرم کو سمجھتی تہی میری بلا
پہر اوپر سے اوس غار کو سنگدل
جو کچھ ہوش تہے وہ بہی جاتے رہے
طبیعت جو اسوقت تہی بیقرار
ارے اودترا اب کدہر دہیان ہے
کبہی بکریاں ایک دو تین چار
کہا اوس کا شاگرد نطفہ حرام
یہ سنکر میں خاموش بیٹھا مگر
یہی سوچ ہے ہے ہوئے اب تمام
ولیکن جو کچھ فضل حق ہو گیا
پڑے تہے قضارا وہاں سیخچے
وہ چاہے کہ پکڑے مجھے جاگ کے
پہر اوس غار تک میں چار سو
اور اوستاد صاحب بہی آنکھے کہیں
لگے بولتے جب غرض حال زور
مگر آپ ملعون بیٹھا وہاں

بجز ہو جاؤ رکھے خدا تمکو شاد
مرے مار دیے پر کہ توڑا نہ تہا
ابہی تو یہاں تہا ابہی وہ گیا
کہ آخر کو مرا گلا پڑ گیا
اگرچہ جی سے بیزار اور تنگ حال
چلا جیسے چلتی ہے باد سموم
اسے دیکھتے ہی بنا اژدہا
ہوئے خاک جل جل کے پتھر تلک
میں سمجھا اسے ہے یہ صاحب کمال
بغل میں اوٹھا کر مجھے لے چلا
گیا ڈہانک کر ایک بہاری سل
کہا میں نے اچھے وطن کو گئے
میں سمجھا کہ ہیں یہ مرے یار غار
وہ بڈہا تو غول بیابان ہے
نہوں ہم تو کرتا ہے وہ زہر مار
چراتا ہے جنگل میں تا وقت شام
پہر کہنے لگے دو نو دل اور جگر
کہ اتنے میں پہنچا وہ نطفہ حرام
وہ آتے ہی اوس غار میں سو گیا
وہی لیکے دو گرم میں لے گئے
میں فوراً الگ ہو گیا بہاگ کے
بہت اپنے دشمن کی کی جستجو
قضا کار اوس شب کو آئے نہیں
تو سمجھا کہ ہاں ہو گئی اب سحر
چرائی کو پہر ہانکتے بکریاں

وہاں سے غرض ہوکے میں بیقرار
ابہی میں سنبہلنے بہی پایا نہ تہا
اگرچہ حقیقت میں تہا میں سوار
نہ مانا چلا آسمان کی طرف
ذرا دیر میں پہر جو آئی اچنگ
سر راہ تقدیر سے ناگہان
چہریری جو لی میں گرا جیسے گون
اڑے ہوش ہوا میں طوفان گج
گیا دوڑ کر اور چومے قدم
پڑا خوب رہبر سے پالا مجھے
وہاں دیکھتا کیا ہوں میں نیچان
ذرا پہر جو دیکھا وہاں گہور کر
کہا میں نے اون سے کہ اب تم کہاں
یونہیں ایک دور لاتا ہے وہ
کہا میں نے اون سے کہ اے مہربان
یہ باقی کا دن جب کہ چہپ جائیگا
نہ آنکہوں میں آنسو نہ منہ میں زبان
بتدریج سب بکریاں ہانک کے
میں اوٹھا نہایت دبے پاؤں سے
دیئے پہر وہ آنکہوں میں سیخچے پہرو
گیا پہلے تو اوس نے غل بیقدر
مگر آنکھ ہو وے تو آوے نظر
اکیلا ہی وہ جان کہو یا کیا
لگا پاؤں اس سل کو سرکا دیا
سنا ہوگا یہ آپ نے بہی کہیں

چلا اپنے گھوڑے پہ ہوکر سوار
یہانتک کہ آسن جمایا نہ تہا
نہ تہا اوس پہ لیکن مرا اختیار
اٹھائے ہوئے کان اور منہ میں کف
تو اترا پہاڑوں پہ وہ ایک سنگ
ملا اژدہا ایک آتش فشان
تماشا وہاں دیکھتا پہر یہ کون
چلا ایک جانب بچا جان کو
کہا میں مسافر ہوں کیجے کرم
کہ ایک غار میں جاکے ڈالا مجھے
کہ پہیلی ہیں انسان کی ہڈیاں
تو کچھ اور بہی لوگ آئے نظر
کہا موت لائی ہماری یہاں
لگا کر کباب اون کے کہاتا ہے وہ
کہاں میں بتاؤ تو وہ بکریاں
تو وہ لیکے گلہ یہاں آئیگا
نہ رونا نہ نالہ نہ آہ و فغان
خود آیا مگر وہ ہی سل ڈہانک کے
کہ مارو اب اسکو کسی داؤں سے
فقط یہ سمجھکر کہ جو ہو سو ہو
کہ گویا گرا آسمان ٹوٹکر
بہلا اب جہان کی انہیں کیا خبر
لہو اپنی آنکہوں سے رویا کیا
نکلنے کو تہوڑا سا رستہ کیا
کہ اندہے میں ایمان بالکل نہیں

سو واقع میں بھیجے ہے اک مہرباں کیا میں نے اچھی طرح امتحاں
اسی واسطے ہاتھ سے دیکھکر نکالی ہوئی تھی ادھر سے اُدھر
گیا آپ ہی جھک جھکا کر جنگل نکل کر کیا شکر عز و جل
غرض ایک جانب روانہ ہوا میسر نہ پانی نہ دانا ہوا
میں غم اور غم مجکو کھایا کیا پڑی جو مصیبت اُٹھایا کیا
وہاں ڈور سوکھی ہوئی گھاس تک مجھے بیضہ مرغ آئے نظر
مگر بیٹھتے ہی بشان عز و جل یہ دیکھو کہ پر آئے میرے نکل
میں کیوں گھر سے نکلا تھا خانہ خراب کہ جو زندگی سے ملا یوں جواب
اوٹھو اور اللہ کا نام لو پروں سے اگر ہو سکے کام لو
نہ غم رہنما کا نہ ڈر راہ کا بھروسا فقط ایک اللہ کا
ہوا ایک دن میں یہاں تک بلند کہ جس جا نجاوے خیال پرند
وہاں سے جو بستی سی آئی نظر تو ہولے سے اُترا میں اک پیڑ پر
کسی نے کہا مار ڈالو اسے بلا ہے بلا یہاں سے ٹالو اسے
میں انسان ہوں مجھ سے ڈرتے ہو کیوں مرے قتل کرنے پہ مرتے ہو کیوں
کہا رو کے صاحب نیا جانور ابھی آکے بیٹھا ہے اُس پیڑ پر
وہ آیا تو اوسکے اُڑے اوہ ہوش کہا اُڑ نجاوے یہ طائر خموش
کہ اتنے میں میرا کوئی مہرباں وہاں مجکو آیا نظر ناگہاں
میں طائر نہیں بلکہ انساں ہوں عداوت سے ان کی میں حیراں ہوں
کیا پھر اُتر کر میں حاکم کے پاس کیا حال سب مو بمو التماس
کئی سال کے بعد کرکے گریز ہوا پھر میں انسان صاحب تمیز

اوسی وقت ہو جاوے نظروں سے غیر نکل جائے اس دم نکوئی اسیر
نگہ دیکھتا آپ میرا کمال کہ چپکے ہی سے اوڑھ کر اک کھال
کہا دل میں پھر اب ٹھیرو یہاں کہ سر پہ ہے اب تک وہی آسماں
کئی دن رہا بھوک سے بیقرار ولیکن نہ ٹھیرا کہ تھا انتشار
نہ باقی رہی جان جب جان میں تو پہنچا پہاڑوں سے میدان میں
ذرا دل کو تسکین ہوئی جگیا اُٹھا بھوک میں ایک دوپی گیا
کہا دل میں میں نے کہ اے کردگار بُری کیا یہ مجھ پر نصیبوں کی مار
ولیکن یہ پھر دل میں آیا خیال یہ نعمت ہے نعمت کا بھی کیا ملال
غرض میں اُٹھا جیسے باد سحر چلا جیسے تخت سلیمان پر
کھلا تھا مرے واسطے آسماں جہاں سے میں گرتا تھا پر جہاں
نرکھتا تھا ہرگز زمیں پر قدم ولیکن سنو اور تازہ ستم
مجھے دیکھکر لوگ ڈرنے لگے بہم ہو کے فریاد کرنے لگے
کہا میں نے ایسا نہ کرنا غضب اجی دشمنی کا مرے کیا سبب
یہ سنتے ہی سب ہو گئے بدحواس گیا کوئی مر کر کے حاکم کے پاس
تعجب نہیں ہے جو ہووے بلا ذرا آپ بھی چل کے دیکھیں ذرا
کسی ڈھب سے زندہ اتارو اسے نہ اترے تو پھر چیر مارو اسے
کہا سنتے ہی آکے او غمگسار ادھر آ ادھر آ میں تجھ پر نثار
بچا اس جگہ سے خدارا مجھے یہ سنتے ہی اوسنے اُتارا مجھے
بہت اوسنے سنکر تعجب کیا مکاں ایک رہنے کو میرے دیا
کیا شکر شاہنشہ بحر و بر کہ پھر جانور سے بنایا بشر
غرض آدمی بن کے پہنچا وطن گیا دور خالق نے رنج و محن

قصہ رفیق دوم

کہا دوسرے نے کہ اے مہرباں سنو اب ذرا آپ میرا بیاں
وہاں میں قضارا گیا ایکبار ہزاروں ہی دیکھے صنم گلعذار
غرض حضرت دل مچلنے لگے حسینوں کو دیکھا اوچھلنے لگے
نگہ ایک ہی اوسکی کافی ہوئی خرد کی طرف سے معافی ہوئی

مکاں ایک کاشی سنا ہوا گر جہاں لوگ آباد ہیں سیمبر
عجب صورتیں تھیں عجب رنگ تھا میں حیرت زدہ دیکھکر دنگ تھا
بڑھا اور آگے مگر دل میں جوش کہ آیا نظر ایک قہوہ فروش
لگی ایک شیریں دہن کی جو دھن ہوئی عشق کی سی اُدھیڑ اور بن

مین سوچا کہ ہو یہ دلارام رام
کہا اوسنے صاحب کرم کیجئے
چلے پر یہ قہوہ تو کیا پیجئے
مین بولون تو جاتی رہے آب بہی
یہ باتین سُنین دل مرا تھم گیا
قضارا کوئی ایک تاجر پسر
مژہ اوسکی سینہ مین گڑتی رہی
کہا مین نے اچھا چلو جان من
اُڑا کر جو گھوڑے اودہر کو گئے
پڑی دہوپ پہکنے لگا آفتاب
پھر اجانب شہر مین نیم جان
جو دیکھا تو باہر بہی کوئی نہین
بس اتنے مین لونڈی ایک آنی نکل
کہین تیری شامت تو آئی نہین
ذرا بولنے کی بہی طاقت نہین
بہت سرد پانی مجھے لادیا
کہا اوسنے گھبرا کے جاتے ہو تم
بلاتی ہین بی بی ہماری تمہین
کہا مینے ہنسکر کہ چلئے حضور
کیا قتل آنکھین دکھا کر مجھے
مزے سے مے ارغوانی چلی
اجی بی بی صاحب یہان آگئے
وہان ایک تربوز کھایا ہوا
قضا کار وہ آگے بیٹھا دہین
کہ اتنے ہی مین اُسنے سوچا کہین

دکان پر گیا جا کے کی رام رام
یہ قہوہ جو منظور ہو پیجئے
مگر بوسہ لب دلا دیجئے
چھٹے منہ یہ حضرت کے مہتاب سی
غرض خوب نقشہ وہان جم گیا
سدا بیٹھتا تہا وہین آن کر
محبت یہ آپس کی بڑہتی گئی
کہ نازان ہین آنکھو نپہ اپنے ہرن
تو ہم دونون باہم جدا ہو گئے
ہوا تشنگی سے مرا دل کباب
ملا راہ مین ایک عمدہ مکان
مگر ایک بندر بندہا تہا وہین
خفا ہو کے مجھسے کہا چل بے چل
ذرا اور کچھ تو سمائی نہین
کسی کی تمہین کچھ مروت نہین
نہایت خوشی ہو کے مینے پیا
اجی کیون بہلا اب جلاتے ہو تم
مین لیجاؤنگی گھر مین واری تمہین
یہ قربان واری بہلا کیا غرور
لیا ہاتھون ہی ہاتھ آکر مجھے
بڑی قسمتو نکے ہین ہم بہی ولی
یہ سنتے ہی ہم دونو گھبرا گئے
پڑا تہا قدح سا بنایا ہوا
بس اب خون کا تو تجھے ڈر نہین
سبب کیا کہ چھلکا یہ ہلتا نہین

بڑی دیر تک شکل تکتا رہا
کہا مین نے مارا تری چاہ نے
کہا واہ صاحب بڑے تیز ہو
مگر آگ کیا اب لگاؤن تمہین
لگا پھر تو دن رات رہنے وہین
حسینون سے دل کو نہ سیری ہوئی
کہا ایک دن اوسنے او غمگسار
گئے اور جسوقت پہنچے وہان
بہت مین نے ڈہونڈا ادہر اور اودہر
نکل کر زبان ہونٹھ پر آپڑی
کہڑے ہو گے چاہا کہ آواز دون
اُسے ایک کوڑا اچکھایا بزور
ترے سر پہ آئی ہے کوئی بلا
اشارے سے مین نے کہا جانجان
یہ جب حال اپنا دکھایا اوسے
ہوا جبکہ ٹھنڈا مرا تن بدن
بہت دہوپ پڑتی ہے جل جاؤگے
جوانی کے دن حسن مین حور ہین
جو دیکھا تو واقع مین تہی نازنین
غرض مین بہی مرشد تہا لپٹا لیا
بڑی رات تک یہ ہی جلسہ رہا
تردد ہوا پڑ گئے خوض مین
مرا دل جو کچھ کچھ کڑا ہو گیا
کہا رحم کر اے خداوند من
یہی خبط جس دم سمایا اوسے

جو کچھ منہ مین آیا سو بکتا رہا
بنائی غضب شکل اللہ نے
زبان کی طرف سے تو گل ریز ہو
پیو آؤ شربت پلاؤن تمہین
نہ جاتا تہا دوکان پر سے کہین
ملاقات اُس سے بہی ایسی ہوئی
چلو آج جنگل مین کھیلین شکار
تو آئے چکارے نظر ناگہان
مگر وہ نہ آیا کہین بہی نظر
پڑی ہاتھ اور پاؤنمین تھرتھری
مگر منہ سے نکلا نہ کچھ ہان نہ ہون
گیا اوسنے پٹتے ہی خوخاکا کر
اسے کس لئے تو نے مارا بھلا
پیاسا ہون دیکھو تو میری زبان
تو غصہ گیا رحم آیا اوسے
کہا مین نے ٹھنڈی ہو جانِ من
حسین نازنین ہو پگھل جاؤگے
خدا کی قسم غیرت حور ہین
مگر ہان کہلا رہنین کچھ شک نہین
جو ہوتا ہے یا جو کہ چاہا کیا
کہ ایکبار لونڈی نے آکر کہا
چھپا آخرش جاکے مین حوض مین
مین رکھا اوسکو سر پہ کھڑا ہو گیا
ہوئی جان بہی اب تو مجھکو کٹھن
تو کنکر اُٹھا کر لگایا اوسے

سمجھ کر اوسی وقت مین ہل گیا
مرا بخت جاگا تو وہ سو گیا
کہا دل مین لعنت ہی شیطان پہ
ملا دوسرے دن جو تاجر پسیر
ہیں بے حیا مین کہ جان بچگئی
یہ سنکر عرق سا اُسے آگیا
چلو آج ہم تم بہی جلسہ کرین
کہا مین نے چل ای مری جان چل
اُسی حوض پر جاکے بیٹھا دیا
اسی کی وہ عورت بہی ہمراہ و
چلا جان سے ہائے افسوس آج
کہا مین نے ہنسکر کہ اے نازنین
یہی حوض گویا تہا یہی مکان
مگر ہان یہ پہلے نہ سمجھے تہے ہم
ابہی چونکہ بچہ تہا سمجھا کہ ہان
ہوئی پہر تو دعوت بڑی ہو رہی ہے
بس اب آپ میدان مین آیئے
اگر حسب وعدہ اُٹھایا اونہین
محل پر تہی اپنے کسی جا کھڑی
اونہون نے وہ قصہ سنایا اُسے
ارے کوئی قصہ نہ آیا تجہے
ارے سن تو یہ ابلق کج خرام
مین باوصف وحشت شہنشاہ ہون
عجب تو مگر کوئی انسان ہے
مین واقف نہین ہقدر بہی اجی

اُسے امتحان مفت مین مل گیا
خلاصی بلی مین رہا ہو گیا
ابہی بن گئی تہی مری جان پہ
کہا کیون جی کل رہگئے تہے کدہر
شراب کہن پی مگر بچ گئی
خفا بہی ہوا اور شرما گیا
مئے عیش سے جام عشرت بہرینگے
چلو ان مین ترے ساتھ آنکھون کی ل
مرے قتل کا پہر ارادہ کیا
یہ بیٹھک پہ آگاہ اب لہو
اری عقل کچہہ تو ہی بتلا علاج
کبہی خواب بہی سچ ہوئے ہین کہین
مین کل خواب مین ہو گیا ہون یہان
کہ دعوت کرے گا ہماری صنم
بہلا جاگتے مین یہ آیا کہان
سلامت پہرے گھر کو مقسوم سے
جو کچہہ حال گذرا ہو فرمایئے
جہانتک کہ تہی شرط لایا اونہین
انہین دیکھکر یک بیک ہنس پڑی
دوبارہ سنا کر لٹایا اوسے
گدہا آخر تجہی کو بنایا تجہے
دکہاتا ہے سو شعبدے صبح و شام
حسینو نہین بہی غیرت ماہ ہون
کہ اب تک تو وہ ہی طفل نادان ہے
کہ یہ چرخ مولی ہے کس کہیت کی

بس اتنے ہی مین کچہہ جو آئی ترنگ
گیا گھر مین سو وہم کرتا ہوا
چھٹا اب تو ابلیس کے دام سے
کہا مین نے کل تو عجب گل کہلا
غرض حال سارا سنایا اُسے
کہا مجھسے بینس ہنس کہ اے غمگسار
غریبون کے گھر بہی کرم کیجئے
اوٹھا اور لیکر وہ پہنچا وہان
کہا دل مین بینے کہ اوکم نصیب
یہان تجھکو کمبخت رہنا نہ تہا
تردد جو یہ دل مین پہرے بڑہے
تعجب ہے پر مجھکو اس بات کا
دکان پر بہی یہی تو مذکور تہا
بس اب صاف تعبیر موجود ہی
غرض میری تدبیر یہ چل گئی
ہوئی جبکہ یہ بہی کہانی تمام
کہا اوسنے مین ایسے غم مین نہین
کہین شاہزادی اُسی شہر کی
بلا کر کہا صاحب خیر ہے
کہا شاہزادی نے لو اور لو
ذرا بولنے کی نہ تدبیر کی
تجہے ایک بہی کیا نہین یاد ہے
مگر وہ اُٹہائی ہے دل پر کڑی
کہا اوسنے گو مین بہی انسان ہون
مگر ہان تمہاری سنون داستان

اُٹہا اور اودھر گر بہا لا پلنگ
دم شرد شبہ سے بہرتا ہوا
بس اب میری توبہ ہے اس کام سے
ارے بہائی آفت مین تہا مبتلا
مکان کا بہی نقشہ بتایا اُسے
تو کل آپ نے خوب کہیلے شکار
اوسے رشک باغ ارم کیجئے
مصیبت اُٹہائی تہی شب کو جہان
سنبہل جا اجل آن پہنچی قریب
رہا تہا تو پہر اس سے کہنا وہ تہا
تو سوچا وہ مین ایک مضمون نیا
کہ وہ خواب سچ ہو گیا رات کا
تجہے پوچہنا صرف منظور تہا
حقیقت مین کیا شان محبوب ہے
قضا آن پہنچی تہی پر ٹل گئی
کہا تیسرے سے کہ ای خوش کلام
نہ اب یاد ہے جو ہوا ہو کہین
کہ ہنس مکہی تہی وہ واقعی قہر کی
یہ اچہا تماشا عجب سیر ہے
بڑے عقل کے تیز ہو کیون نہی
عجب تو بہی بہرتی ہی غوگیر کی
عجب تو کوئی مرد آزاد ہے
کہ پہلو مین نشتر سا ہے ہر گھڑی
مگر ہان حقیقت مین دہقان ہون
ذرا آپ ہی اپنی کہولین زبان

کہا اوسنے ہنسکر کہ اے بے شعور ۔ رنڈے مین شراب حماقت کی چور
سناتی ہون سن اپنی بپتی ہوئی ۔ مین اس غم مین بیٹھی ہون جیتی ہوئی

ابھی عمر بالی تھی چھوٹا سا سن ۔ کہ مین کھیلتے کھیلتے ایک دن

قصہ شاہزادی

محل پر جو اپنے چڑھی ناگہان ۔ تو آیا نظر ایک خوش رو جوان
عجب حسن تھا واہ واہ واہ واہ ۔ بجا ہے جو کہیے اوسے رشک ماہ
اگرچہ نہ تھی مجکو اتنی خبر ۔ کہ کیا چیز ہے عشق بیداد گر
مگر دیکھتے ہی اُسے لوٹ تھی ۔ ستم تھا کلیجہ پہ اک چوٹ تھی
تڑپ کر اوسی دم بلایا اوسے ۔ جھپٹ کر گلے سے لگایا اسے
نہ آتا تھا وہ بھی مجھے آگیا ۔ دل آیا تو سب کچھ دکھلا گیا
اسے لیکے بیٹھی بہت پھول کے ۔ غم ہجر کی کلفت سب بھول کے
مگر ہائے کیا چرخ کو سون تجھے ۔ جلے جیسا تو نے جلایا مجھے
اوسیدن شہنشاہ عالی گہر ۔ چلے آسے اوس جا کہین بے خبر
یہ دیکھا تو لرزہ سا آیا اوسے ۔ وہین مین نے اٹھکر چھپایا اسے
رہے پر وہان شام تک بادشاہ ۔ ارے واہ چرخ کہن واہ واہ
بہت دل مین آئے مرے ولولے ۔ ولیکن وہان میرا کیا بس چلے
غرض ٹل گئے جب کہ بالکل قریب ۔ تو اوٹھکر گئی مین جھم کے قریب
مگر ہائے دیکھون تو وہ مر گیا ۔ مری پشت غم سے دوتا کر گیا
کہا جانیے کیا کسی نے اسے ۔ دیا ایک دم بھر نہ جینے اُسے
مرا تن بدن کپکپانے لگا ۔ اوڑے ہوش غش غش پہ آنے لگا
کہا ہائے جانی یہ کیا کر گئے ۔ مجھے چھوڑکر آپ کیون مر گئے
ارے ہائے قسمت یہ کیا ہو گیا ۔ مرا بخت بیدار کیون سو گیا
مین قربان آنکھین تو کھولو ذرا ۔ مین بیٹھی ہون دیکھو تو بولو ذرا
خدایا مرے اب کدہر جاؤنین ۔ مناسب یہی ہے کہ مر جاؤنین
غرض رو چکی جب کہ مین نیمجان ۔ تو سوچی کہ اب اسکو رکھون کہان
کلیجے مین رکھون اگر ہو سکے ۔ سلاؤن مین دل مین اگر سو سکے
اسی لاش کو روز دیکھا کرون ۔ نہیں ڈر رہے ہو کہ مجکو جنون
یہ باتین تو سب جوش الفت کی تہین ۔ کسی نے بھی رکھا ہے مردہ کہین
اُٹھانے کی تجویز کرنے لگی ۔ مگر خوف افشا سے ڈرنے لگی
دیا ایک حبشی کے لونڈے کو دم ۔ کہ بھیا تجھے اس بہن کی قسم
چھپا کر ذرا لاش یہ پھینک آ ۔ مین داری بس اُٹھ بیٹھ جلد یہی جا
بہت سا میں دونگی تجھے مال و زر ۔ مگر ہان کسی کو نہووے خبر
یہ سنکر وہ کہنے لگا ہان بھلا ۔ اسے پھینکنے جائے میری بلا
مین کہتا ہون جاکر شہنشاہ سے ۔ نہ مانون گا اب مین کسی راہ سے
سمجھتی نہ تھی مین ذرا نیچ اونچ ۔ دو دم گر گئے تھے مرے ہوش کونچ
گری پاؤن پر عجز کرنے لگی ۔ غرض اپنی عزت سے ڈرنے لگی
کہا اوسنے گر مجسے ہو ہمکنار ۔ تو ہان پھینک آؤ نہیں اگلعذار
کیا خیر لاچار مین نے قبول ۔ کہ انکار کرنا تھا بالکل فضول
وہ لپٹا بلا کی طرح نابکار ۔ چھپا یاس تگرنے غنچہ مین خار
خزانہ پہ قبضہ کیا سانپ نے ۔ مرا جسم تھر تھر لگا کانپنے
غرض جان ہلکان میری ہوئی ۔ بشکل ہی ظالم کی سیری ہوئی
کلیجے مین ناسور سا پڑ گیا ۔ مرے جسم مین تیر سا گڑ گیا
ابھی لاش وہ بات جاتی رہی ۔ ولیکن مین صدمہ اُٹھاتی رہی
جب آتی تھی ظالم کی صورت نظر ۔ تڑپتی تھی بسمل ہی مین آگ پر
کسی روز پاکر اکیلا اوسے ۔ محل پر سے نیچے ڈھکیلا اُسے
ذرا اس سے کچھ دل مین ٹھنڈک پڑی ۔ گیا غم جو کھاتی تھی مین ہر گھڑی
مگر اور سنئے نئی واردات ۔ یہ پیر فلک ہے عجب نیک ذات
ہوئی میری شادی کسی شاہ سے ۔ بیاہا پدر نے بڑی چاہ سے
مین سوچی کہ سفتہ ہے گوہر ترا ۔ بس اب مار ڈالے گا شوہر ترا
مگر خیر جب وہ گھڑی آئیگی ۔ تو کچھ اور تدبیر کی جائیگی

غرض ایک لڑکی نہایت حسین
کہ تھی میری ہمشکل وہ مہ جبین

بمنت سماجت بلایا اوسے
غرض اپنے جا کر سولایا اُسے

وہان چونکہ مستی کا خود جوش تھا
تامل سے دیکھین کسے ہوش تھا

ہوئی جبکہ بوئی گل کی تلاش
کیا غنچہ یاسمن پاش پاش

فراغت ہوئی جبکہ اس کام سے
تو لیٹے لپٹ کر وہ آرام سے

حسد سے ولیکن مرا دل جلا
دلہن مین نے دی آگ گھر مین لگا

ہوئے جب کہ شعلے بلند آگ کے
تو خلوت سے دونو چلے بھاگ کے

مگر ان دنو مین تو مین پانچ تھی
ودم سوتیا ڈاہ کی آنچ تھی

پکر مسوت کو اُس مین ڈھکا دیا
جلایا غرض کام اپنا کیا

مرا جب کہ نوشہ تو مین سات تھی
بتانا کسی نے کہ کیا بات تھی

یہ عقدے کہلے عقل ہی سے تمام
کیا تھا نہین جان جانے کا کام

بس ایسی ہی سب کی مرادین ملین
جو غنچہ سے دل مین وہ گل سی کھلین

پلا مجکو ساقی مے لعل فام
کہ ہو جائے روشن مرا دل تمام

بس اب جی چرانا کچھ اچھا نہین
جو دنیا ہے ساغر تو دیچک کہین

داستان شاہزادہ کامگار کی گرفتاری چرخ کجرفتار کی کجی سے معہ چند احباب گھر سے نکل گیا راہ مین ایک دوست نے لعل چرائے بدقت تمام ایک عورت کی دانائی سے پھر ہاتھ آئے

سنا ہے کوئی ہند کا بادشاہ
کسیو قت مین تھا رعیت پناہ

دیا تھا اسے حق نے لڑکا جمیل
بہت خوبصورت نہایت شکیل

زمانہ مین جس کا لقب کامگار
ہنر علم و فن عقل مین ہوشیار

قضارا کہین اس جگہہ کا وزیر
کہ ابلیس تھا اصل مین وہ شریر

بہانے کو تیار اوس کا لہو
ہوا شاہزادہ کا جانی عدو

ولیکن بظاہر عداوت نہ بیر
فقط یہ کہ دیکھون شرارت سی سیر

کیا عرض جاکر شہنشاہ سے
غرض ایکدن بعض ابد سے

سنا اور کچھ اسے شہ نامدار
بغاوت کو تیار ہے کامگار

نہ سمجھے گا ہرگز وہ سمجھائے سے
وہ بہکا ہے لوگون کے بہکائے سے

خبر لو نہین بعد چندے ضرور
مچیگا عجب سلطنت مین فتور

کہ تھا دل مین اُسکے حکومت کا پاس
اڑے سنکے یہ بات شہ کے حواس

ادسیدم دیا حکم یون قہر سے
نکل جائے لڑکا ابھی شہر سے

ہوا شاہزادے کو عزت کا ڈر
سنا ہے کہ سنتے ہی حکم پدر

گرا کے گھر دیدہ تر سے وہ
اوٹھا اور اوٹھ کر چلا گھر سے وہ

کہ تھا دام الفت مین اُسکے اسیر
مگر لخت دل نور چشم وزیر

جسے لوگ کہتے تھے سب ہوشمند
محبت سے اوسکو نہ آیا پسند

چلا آپ بھی ساتھ ہو کر سوار
کہ تنہا نکلجائے یون کامگار

کوئی اس کا تاجر پسر تھا رفیق
اور اوسکا تھا زرگر کا لڑکا شفیق

ہوئے ساتھ وہ بھی یہ سنکر خبر
تقاضائے الفت سے باہم دگر

غرض چار ناچار یہ چار یار
چلے چھوڑ کر اپنا شہر و دیار

کہ منزل بڑی تھی مگر خرچ کم
ہوا شاہزادے کو اب اور غم

لگا غم سے گھٹنے وہ بدر کمال
کہ کہا ہین گے کیا اے مرفوع الجلال

نہ کہتا کسی سے سمجھ کر فضول
مگر آپ ہی آپ رہتا ملول

گبیدہ اسے دیکھکر ہوشمند
لگا کہنے اے ماہ چرخ بلند

تمہین رات دن کیون تشویش رنج ہے
یہ کیا فکر ہے اور کیا رنج ہے

اگر حکم ہووے فدا جائیے
خدا کے لئے کچھ تو فرمائیے

تو شنہ خاک خالق کو دکھائینگے
ہم اسوقت مین بھی نہ کام آئینگے

اگر مفلسی کا ہے رنج و الم
تو بے فائدہ ہے خدا کی قسم

مرے پاس موجود ہین جواہر لال
نہین چاہیے آپ کو یہ ملال

کسی جوہری کو دکھا کر کہین
او نہین بیچ ڈالین گے جاکر کہین

گیا دل سے سب درد رنج و ملال
یہ سنکر ہوا وہ ہمن پرنہال

اٹھائے خوشی سے پھر آگے قدم
کہ ہمین گے انکو نہ کھا دینگے غم

کہ رکھتے ہین یہ لعل عالی گہر
مگر سب کو یہ ہوگئی ہے خبر

بدی سے جہاؤن مین ہے زندگی خام
نہین ہاے دنیا کا کچھ اعتبار

ہوا سر مین زرگر کے پیدا خلل
کہ گر لیجئے ان کو فطرت سے تل

رہا یہ ہی دل مین جو اسکے خیال
لئے ایکدن پا کے موقع نکال

مگر رکھ دیے چار کنکر وہین
نہ معلوم ہوتا کسیکو کہین ؛

اسیواسطے کہہ گئے ہین حکیم
کہ اشراف ہو اور عاقل ندیم

ز جاہل گریزندہ چون تیر باش
نیامیختہ چون شکر شیر باش

غرض جب شہ پہنچے کہین خوشخصال
تو جاہا کہ لعلون کو دیجے نکال

مگر جیب دیکھی تو کچھ بھی نہین
کہا اڑ گئے پر لگا کر کہین

اڑے ہوش اور گر پڑا ہوشمند
کیا شدت غم سے نالہ بلند

کہا شاہزادے نے چپ ہو رہو
نہ اس بات کو تم کسی سے کہو

سمجھ لو کہ سر پر سے صدقے کئے
دیے تھے ہمین جس نے ہیرے لئے

مگر عرض کرنے لگا ہوشمند
تمہین حق نے رتبہ دیا ہے بلند

سمجھتے ہو ہر ایک شے کو حقیر
مگر ہو گئے ہم اسی مین فقیر

علاوہ ازین اے شہ خوشخصال
ہمین مین سے ہے یہ کسی کا کمال

مگر آپ کے دل کا یہ حال ہے
رہا مین سو میرا تو خود مال ہے

اگر لین نہ لین یہ ہی دونو فریق
سمجھتے ہین جنکو ہم اپنا شفیق

اوسیدن غرض وہ بجال تباہ
کچہری مین جا کر ہوا دادخواہ

مگر بے گواہ ہو گئے سامنے
دیا حکم خارج کا حکام نے

وہان سے جو یون صاف پایا جواب
زیادہ ہوا اور بھی اضطراب

بہت سر دھنا اور رونے لگا
غرض لعل سی جان کھونے لگا

یہ سنکر کسی نے کہا اے عزیز
نکمو مفت مین زندگانی سی چیز

یہان ایک عورت ہے سن غور سے
وہ ہم سب مین عاقل ہے ہر طور سے

زنے کار دانست و بسیار ہوش
فلک رانیرنگ ہیچیدہ گوش

ز قعر زمین بر کشد چاہ را
فرود آرد از آسمان ماہ را

کوئی کام کیسا ہی دشوار ہو
یہانتک کہ حاکم بھی لاچار ہو

وہ دم بھر مین عقدے کرلے سکے حل
کچھ آتا ہے اس ڈھب کا اوسکو عمل

اگر تو ہی جاے تو ہو جائے کام
ترے لعل ملجائین حاصل کلام

یہ سنکر وہ پہنچا وہان شادشاد
کہ شاید بر آوے اوسی جا مراد

کھڑے ہو کے تعظیم سے روبرو
گذارش کیا حال سب مو بمو

کہا رات کے وقت اے مرد نیک
مرے پاس آنا مگر ایک ایک

بحکم خدا لعل اوس چور سے
اُگلواؤن گی عقل کے زور سے

غرض سب سے پہلے گیا کامگار
بڑی شان و شوکت سے ہو کر سوار

اُس عورت نے اندر بلایا اُسے
بہ تعظیم اُٹھ کر بٹھایا اُسے

طلب کرکے خاصہ کہا کھائیے
مری جان مجھ سے نہ شرمائیے

مروت سے مہمان بنایا اوسے
محبت سے کھانا کھلایا اوسے

ادہر اور اُدھر کی رہی گفتگو
کہا پھر کیا ایک کہ اے نیک خو

حکایت

سنا ہے کسی سے کہ دو دوست تھے
مگر ایک مغز اور دو پوست تھے

محبت تھا اون کے یہانتک تھا حال
سمجھتے تھے دم بھر کی دوری محال

وہ رہتے تھے الفت سے شام و سحر
نہ دنیا سے مطلب نہ دین کی خبر

یہی دوستی بھی ہے کچھ کام کی
نہین آجکل کی کہ ہو نام کی

اگر مل گئے کہہ دیا آئیے
طبیعت کا کچھ حال فرمائیے

قضارا جو برسوں نپایا کہین
تو اس کی بھی کچھ ایسی پروا نہین

نہ لو اب کسی کی محبت کا نام
کرو دور سے جھک کے سو سو سلام

یہ قصے مین ناحق کا قصا ہوا
بھلا اس سے حاصل مجھے کیا ہوا

اب اُس شہر کا آپ سُنئے بیان
وہی دوست رہتے تھے دو نوجوان

کہ لو زور کو بر لب آب جو
وہان جمع ہوتے تھے سب ماہرو

نہا دھو کے جاتے تھے اشنان کو
اُڑاتے تھے چھینٹون مین انسان کو

اُترتا تھا نقشہ پرستان کا
ٹھکانا نہ رہتا تھا ایمان کا

غرض یہ جو جلسہ ہوا ایک بار
گئے وہ بھی دو نو کہ دیکھین بہار

وہان وہ جماد جمیلون کا تہا
کہین دل دیا اور ایمان کہین
جگر اور دل ہوگیا پاش پاش
ہوا ایک محمل نشین سے دوچار
خدائی کا جلوہ نظر آگیا
اُسے دیکھتے ہی کہڑیکا کھڑا
مگر فضل حق اوسپہ گویا ہوا
کہا اوسنے سینے کو یون کوٹ کے
کہا دوست نے دوست کچھہ غم نکر
یہ سنکر بیان اوسنے حلیہ کیا
اوسیوقت خاکا سا اک کھینچکر
کہا ہان یہی ہے یہی ہے اجی
غرض دیکے تصویر اُس ماہ کی
پہر آخر بدل جو گیا بہیس کو
کہا ہے وہ قوم بنی جان مین
کہا دل مین پہر سوچکر غور سے
نہ پایا کہین ماہ اوج شرف
قضا کار یہ عین شادی کے روز
ادہر اوسکی بی بی جگر سوختہ
ذرا ابتو صورت دکہا جاتیے
وہ بی بی ہی آخر بعد آرزو
یہ آواز سنکر جو دیکھا اُدہر
کہا تیری خاطر تو اے رشک حور
غم ہجر سے اب نکلتا ہے دم
مُوئی دوستی اس قدر جُڑ گئی

کہ ملتی نہی تل بہی کہنے کو جا
ہوا جان دینے کا سامان کہین
رہی ایک کو دوسرے کی تلاش
نہ باقی رہا دل مین صبر و قرار
بہت دور تک نور سا چھا گیا
جو غش آگیا خاک پر گر پڑا
کہ پہر آملا یار کہویا ہوا
مجہے لیگیا ایک بت لوٹ کے
ذرا سانس لے سرد آہین نہ بھر
مگر اسطرح جیسے دکہلا دیا
کہا جانِ من دیکہنا تو ادہر
قسم ہے اسی پر نکلتا ہے جی
وہان سے اُسی دوست نے راہ لی
چلا شہر سے اپنے پردیس کو
مگر کون پہنچے پرستان مین
اُسے مُنہ دکہاؤ نین کسطور سے
ہوئی مفت مین میری محنت تلف
کہ دیکھی نہ تہی شکل دلبر ہنوز
سدا اسکا رکہتی تہی آموختہ
خدا کے لئے یہان تلک آئیے
چلی آئی خاوند کے روبرو
تو شان خداوند آئی نظر
پہر ابین پریشان بہت دودو
وہان تک ذرا آپ کیجے کرم
کہ بالکل ہی دل سے حیا اوڑ گئی

اُسی بہیڑ کو چیرتے پہاڑتے
قضا کار آوے جو سر پر بلا
سنا ہے کہ اون مین سے ایک ماہرو
ہوا سے جو پردہ کہین اڑ گیا
نکلتے ہی اُس چاند کے ابر سے
وہ کافر تڑپتا ہوا چہوڑ کے
وہ حالت جو دیکھی ردی رود ہا
ذرا بہی مرے دم مین اب دم نہین
مجہے اوس کی صورت کا نقشہ بتا
وہ صورت گری مین بہی استاد تہا
وہ دلدار غارت گر عقل و دین
ذرا مجھکو دے مین بلائین تو لون
پہرا شہر مین ڈہونڈہتا کو بکو
گیا چہان کر ایک سا بحر و بر
پہرا گھر کو لیکن بہت شرمسار
غرض جا کے بیٹہک مین گہر کے قریب
وہ کاہیکو مانے گا اسبات کو
گیا تہا ادہر حسکم سے یار کے
وہ آیا تو لونڈی سے بہیجا پیام
مگر اوسکو تہا اور ہی پیچ و تاب
کہا آکے کیا بات ہے اے حضور
وہی یار کا یعنے مطلوب ہے
مرا دوست تجہپہ فدا ہی بجان
کہا اوسنے ہین ہین سنبہالو زبان
گرے شیشہ ننگ خود چور چور

پہر بہی ہر ایک کو تاڑے
تو یکبارگی ہو گئے وہ جدا
کہ پہرتا تہا روتا ہوا چارسو
خرد کا اوسی وقت منھہ مڑ گیا
یہ جاتا رہا عقل اور صبر سے
گئی اپنے عاشق سے مُنھہ موڑ کے
کہا ہائے اے دوست یہ کیا ہوا
خدا کے لئے اوسکو ڈہونڈہو کہین
کہ ڈہونڈہون کسی سے لگا کر پتا
اگر پوچہیے رشک بہزاد تہا
ستمگار کافر ہی تو ہے نہین
نہایت ہی اے دوست بے چین ہون
ندیکہا مگر وہ کہین خوبرو
مگر وہ پری رو نہ آئی نظر
کہ عاشق کو ہوگا مرا انتظار
وہ بیٹہا یہ کہہ کر کہ ہائے نصیب
نہ جاؤنگا اوسکی ملاقات کو
تجسس مین اُس ماہ رخسار کے
کہ فرقت ہی مین عمر گذری تمام
نہ منھہ سے نکالا کچھہ اسکا جواب
خفا ہو تو بتلایئے کچھہ قصور
حسین ہے پری ہے محبوب ہے
ترے واسطے چہان مارا جہان
اجی میرے دشمن بجا وین وہان
کوئی نوج ہو اسقدر بے شعور

یہ سنکر سبھونکو ہنسی آئیگی
میان نے کہا ہوگئے آخر بہ تنگ
بلا سے جو ناموس جاتا رہے
مگر چونکہ عاشق تہا صحرا نشین
کہا اوسنے رو کر کہ اے صاحبو
وہان سے مین جب لوٹکر آؤنگی
کیا اوس کی باتون نے دلپر اثر
غرض یہہ کہ اُن کو بھی وہ لوٹ گئے
اوٹھا اور اوٹھکر فدا ہو گیا
کیا اس نے پھر حال اپنا بیان
یہ سنتے ہی اُسنے کہا واہ وا
مین بھائی ہون اور تو ہے میری بہن
وہان سے ٹھگون پاس وہ ماہرو
اونہون نے کہا واہ صد آفرین
غرض گھر وہ پہنچی با من و امان
جوانمرد ایسون ہی کا نام ہے
ذرا دیر تک او رچرچا رہا
نہین تو یہ فرقہ وہ ملعون ہی
یہانتک جو پہنچی وہ پاکیزہ دم
تو بولا وہ بیدین مُنھ پھیر کے
سنا جب یہ عورت نے اُس سے کلام
دغا اور ایسے انیسون کے ساتھہ
چھپاؤنگی یہ عیب سارے ابھی
ہوا جبکہ خورشید روشن بلند
کہا اوس نے چہرہ بنا کر ملول

ابھی ناک کٹنے مین کٹ جائیگی
نہین چاہیئے مجکو ناموس ننگ
مگر بیوفا تو نہ کوئی کہے
گئی وہ بھی جنگل کو زہرہ جبین
ذرا رحم مجھ خستہ جان پر کرو
تو سب مال و اسباب پہنچاؤنگی
کہا سب نے اے شوخ جادو نظر
گئی اپنے عاشق تلک چھوٹ کے
کہا آج فضل خدا ہو گیا
کہ آئی ہو تم اس طرح سے یہان
بھلا دوست ایسا تو ہو باصفا
سدا شاد رکھے تجھے ذو المنن
گئی اور کی اس طرح گفتگو
نہین صادق القول تجھسا کہین
سدا خوش رہے دو نو جور و میان
جوانمردیون کے یہی کام ہے
پھر آخر وہی اوس نے قصہ کہا
کہ جس سے فلک کا بھی دل خون ہے
کہ چورون نے چھوڑا ز راہ کرم
بھلا کیون رہا کر دیا گھیر کے
کہا کھلکھلا کر کہ مرشد سلام
حقیقت مین ہو تم بڑے نیک ذات
خبر بھی نہوگی کسیکو کبھی
گیا پیٹ پکڑے ہوئے ہوشمند
کہ کرتا نہین وہ تو کوئی قبول

مُوا ایسا وہ دوست دور گور ہو
جو خاطر مری تجکو منظور ہو
غرض ہوگئے لاچار وہ گلعذار
بہت سا کہین دیکھہ کر مال و زر
سنو گوش دل سے مری التماس
غرض میری یہ ہی کہ وہ اکبار
بھلا خیر اچھا چلی جائیے
یکایک جو اوس سے نظر لڑ گئی
مین مرتا ہی تہا تیرے ارمان مین
تمہارے اوس دوست کی ہون کنیز
نہایت مرے سر پہ احسان کیا
بہت سا زر و مال اوسکو دیا
جو مطلب تہا پہلے وہ اب کیجئے
دیا بہت کچھہ اور کہا جائیے
کیا جب یہ عورت نے قصہ تمام
اٹھا باندھ کر پھر وہان سے کمر
کیا عرض اوسنے کہ اے خوشخصال
پھر اتنے مین زرگر کی باری ہوئی
کہا اپنے عاشق تلک جائیے
کہان ہاتھہ آتا ہے ایسا شکار
شرارت یہ ساری ہی بس آپکی
بس اب آپ اتنا کرم کیجئے
غرض اسقدر اُسکو فقرے دیئے
کیا عرض وہ لعل لوائیے
مگر پاس سے اپنی دیتی ہو مین

کہ جسکے لئے مجپہ یہ زور ہو
تو جا تا کہ دل میرا مسرور ہو
چلی کرکے اپنا بناؤ سنگار
اُچکّون نے گھیرا اسے آن کر
مین جاتی ہون اسوقت عاشق کے پاس
یہ جوبن کی سب اُسکے لیوے بہار
یہ جوبن بھی اپنا دکھا آئیے
تن زار مین جان سی پڑ گئی
مگر جان پھر آگئی جان مین
نہ سمجھا مجھے اوس نے تم سے عزیز
دل و جان ایسے پہ قربان کیا
باعزاز پھر گھر کو رخصت کیا
یہ سب مال و زیور ہے لے لیجئے
بس احسان یہی ہم پہ فرمائیے
کہا شاہزادے نے اے خوش کلام
گیا بعد اوس کے وہ تاجر پسر
ہوا یہ تو چورون ہی بیشک کمال
وہ تقریر دلچسپ کاری ہوئی
یہ جوبن بھی اپنا دکھا آئیے
حقیقت مین تھے وہ بڑے نابکار
اُتارو جو لوٹی ملے باپ کی
کہ وہ لعل چپکے سے دیدیجئے
کہ وہ لعل چارون اُگلوائیے
وفا اپنے وعدہ کو فرمائیے
عوض مین دعا تمسے لیتی ہون مین

غرض کرکے اچھی طرح لیت ولعل
دئے ایک ڈبہ سے وہ چار لعل

کیا اوسنے لیتے ہی جھک کر سلام
کہا لو ہوا مین تمہارا غلام

وہان سے پھرا پھر وہ بازار کو
کہ تلاش کیجئے خریدار کو

دکھائے جو وہ لعل جا کر کہین
تو کہنے لگے سب یہ تیرے نہین

بظاہر ہے تو ایک مفلس غریب
تجھے خواب مین بھی نہونگے نصیب

کہین سے چُرا کر یہ لایا ہے تو
پکڑ لے گئے شاہ کے روبرو

تعجب سے اُسنے بھی یہ ہی کہا
حقیقت مین یہ لعل ہین بے بہا

بہ ایمان سچ سچ بتادے مجھے
ملے کس طرح اور کہان سے تجھے

کہا اوس نے پہلے تو یہ عرض ہے
کہ مفلس ہون سب یہ کیا فرض ہے

فقیر آپ ہوتے ہین عالی دماغ
وہ رہتے ہین کمل ہی مین باغ باغ

کیا پھر بیان سب کہ اس طرح سے
ہم آئے ہین یہان چرخ کے جور سے

جو دل چاہے اب آپ کا کیجئے
گنہ گار ہین ہم سزا دیجئے

یہ سنکر کہا ہمکو آیا یقین
تمہارے ہی ہین یہ کیسکے نہین

مگر شاہزادے کو لاؤ ذرا
ہمین بھی تو اُن کو دکھاؤ ذرا

غرض حسب فرمان گیا کامگار
ملاقات سے خوش ہوا شہریار

کہین ایک لڑکی شہنشاہ کی
کہ تصویر تھی واقعی ماہ کی

اسے دیکھکر عالم خواب مین
بہت دن سے تھی پیچ وتاب مین

سدا غم سے بیتاب رہتی تھی وہ
ولیکن کسی سے نہ کہتی تھی وہ

نگر دیکھہ پایا جواب دو بدو
جو باقی بھی تھا اُڑگیا رنگ و

کیا تیر مژگان نے دل مین اثر
گری جاتے ہی فرش پر بیخبر

یہ سنتے ہی شاہ کو بھی حیرت ہوئی
بلانے سے اُسکے ندامت ہوئی

اوسیوقت دونون کو رخصت کیا
وہ لعل اور کچھ اور خلعت دیا

مگر شاہزادی کا یہ طور تھا
کہ کچھ اور کچھ تھا تو کل اور تھا

اڑا مہر سے ماہ کا رنگ روپ
شب و روز ہونے لگی دوڑ دہوپ

بگڑنے لگا جب کہ از حد مزاج
تو پوچھا وزیرون سے اُسکا علاج

کہا سب نے اے شاہ عالی ہمم
دوا ہے فقط اس کی وصل صنم

پسند آگئی شاہ کو یہ صلاح
کیا شاہزادہ سے اُس کا نکاح

ملامفت مین ایک دلبر حسین
یہ قسمت سنی ہے کسی کی کہین

غرض اِن کے عاشق نے محبوب سے
اُٹھائے مزے وصل کے خوب سے

رفاقت مین رہنے لگا ہوشمند
کیا ہو کے خوش اُسکا رتبہ بلند

بہت دن مچایا تھا شور وفغان
تلافی ہوئی اُسکی آکر یہان

پھر اُٹھہ شکر سے فکر جور کا
نہ باقی رہا نام تک شور کا

بہت دق نکر ہم کو چرخ کہن
اٹھائے ہین حد سے زیادہ محن

تپ ہجر سے ہوگیا غیر حال
پلادے ہمین بھی شراب وصال

پلا ساقی لالہ رخ بھرکے جام
کہ ہونے پر آئے ہین قصے تمام

دکھاؤن گا مین آج مستی کا زور
مچادے مگر تو بھی قلقل کا شور

داستان لالہ رخ اور جام کی۔ گرفتاری چرخ کج خرام کی۔ ایک بادشاہ کا عاشق ہوکر لالہ رخ کو لیجانا۔ جام کا وادیٔ المناک مین خاک اڑانا۔ وحشت وجنون کے بدولت مشہور خاص و عام ہونا۔ آخرکار وصل دلدار سے شادکام ہونا

کسیوقت مین ملک ہندوستان
سنا ہے کہ تھا غیرت بوستان

اور ابھی یہان کے سب زہرہ جبین
نہ ہین اور نہ ہوویںگے ہرگز کہین

جسے دیکھئے غیرت حور ہے
نشے مین وہ حسن کے چور ہے

بجز اسکے کہنا ہے دیوانہ پن
کہ یہ سچ ہے سب ہین بت سیمتن

بت سیمتن کیا دلارام ہین
حقیقت مین یہ لچھمن و رام ہین

مژہ ان کی ہوتی ہی سینے کے پار
ستمگر ہین کافر ہین زنار دار

غرض ایک راجا کی لڑکی حسین
سنا ہے کہ تھی مہر چرخ برین

سمن بو تھی اور لالہ رخ نام تھا
سدا ناز او دلبری کام تھا

ہوا اس پہ عاشق کہین کا کنور
کہ تھا وہ بھی صورت مین رشک قمر

مے عشق سے مست اور جام نام
کرے مہر جھک جھک کے جسکو سلام

غرض لالہ رخ پر وہ مرنے لگا
نہ سوچا کچھ الفت کا انجام جام
دئے لالہ رخ کی محبت نے داغ
گیا آخرش کو وہ عاشق مزاج
کہان جائینگے اب اِسے چھوڑ کے
مچاتا تہا ہر وقت شور و فغان
ہوا سب مین چرچا فلانا جوان
ہوئی اس کی راجا کو آخر خبر
خبر لیجئے ورنہ اچھا نہین
یہ سنتے ہی راجا نے جلکر کہا
ولیکن وزیر دن نے کی التماس
سیاست کا یہان زور چلتا نہین
کہ پیتے ہی عاشق کو آجای ہوش
یہ سنتے ہی شادیکا کرکے قرار
مگر وصل موتہ کا نوالہ نہین
حسد سے نیا رنگ لاتا ہے پھر
سبب یہ کہ صورت مین تہی شاہ ماہ
مزاج معلّی گیا عرش پر
کہین ایک دن شاہ عالی خصال
ہوا شاہ اس بات سے پر غضب
جو ایسا ہو وہ کیون کسی سے ڈرے
کہا دل مین اپنے کہ اپنے تئین
کہا ڈھونڈھ اب کوئی ایسا جمیل
یہ سنتے ہی فرمان شاہی وزیر
مگر جیسا وہ چاہتا تہا حسین

فدا جی سے جی اوسپہ کرنے لگا
ہوا سرگران پی کے الفت کا جام
کہلا جام کے صاف سینہ پہ داغ
دربار چھوڑ کے تخت و تاج
اٹھین گے یہان ہی تو سر پھوڑ کے
نہ لگتی تہی تالو سے اوسکی زبان
فلانی پہ مرتا ہے دیتا ہے جان
کہ پیدا ہوا ہے کوئی بے جگر
نکرجائے تاثیر نالہ کہین
اسے قید ہستی سے کردو رہا
دوا عشق کی یہ نہ آئیگی راس
بلا کی طرح عشق ٹلتا نہین
نہ باقی رہے کچھ بھی جوش و خروش
گیا اوسکو راجہ لئے امیدوار
سمجھنا نہ آسان تم اسکو کہین
نیا شعبدہ اب دکھاتا ہی پھر
خم زلف مین پھنس گیا بادشاہ
قدم کون رکھتا تہا اب فرش پر
گیا دیکھنے کو جو اوس کا جمال
لگا پوچھنے اس سے اسکا سبب
غرض کیا جو منت کسی کی کرے
سمجھتی ہے یہ حد سے زیادہ حسین
کہ ہوجائے یہ جسکے آگے ذلیل
چلا ڈھونڈنے رشک ماہ منیر
ملا اور نہ ملنا تہا ہرگز کہین

نہ سمجھا کہ دل کا لگانا کہین
کیا حضرت عشق نے یو عمل
نہ دین کی خبر اور نہ دنیا کا ہوش
کہا کچھ بھی نیکی خدا دے اگر
وہ نالے سنائے کہ گردون دون
چھپاوے کہانتک کوئی راز عشق
محبت کا گھر گھر فسانہ ہوا
کیا دام گیسو نے اوسکو اسیر
یہ الفت ہی کرتی ہی دو دل مین راہ
جو وہ اپنے جینے سے خود سیر ہے
سری من مہاراج کو ہو خبر
مگر ہان مقرر شراب وصال
یہی آپ اوسکی دوا کیجئے
خبر سنتے ہی وصل گلفام کی
یہ ہی چڑھ گئے گردنکی اور بیری
کوئی بادشاہ ایک اپنی کنیز
بس اب خوف کیسا ہوا اور حال
غرض منہ جو حاکم کے وہ چڑھ گئی
تو نخوت سے اٹھی نہ تعظیم کو
کہا حسن و صورت مین مجھسا کہان
یہ سنکر شہنشاہ گردون رکاب
اوسیوقت بلوا کے دستور کو
پریرو ہو اور غیرت حور ہو
صبا کی طرح سے چمن در چمن
پھر آ گھر کو لاچار ڈرتا ہوا

برا ہے بلا ہے کچھ اچھا نہین
جنون کا سا ہونے لگا کچھ خلل
سدا ایک سا لب پہ جوش و خروش
تو بس ہم ہین اور سر ہے اور سنگ در
ہلا اور ہلکر ہوا سرنگون
عجب طور کے ہین کچھ انداز عشق
کہ لو جام بھی اب دوانہ ہوا
ہوا عشق مین لالہ رخ کے فقیر
کہ ناوک کا ہے تیر عاشق کی آہ
تو پھر قتل کرنے مین کیا دیر ہے
مرے پر یہ کرتا ہے دونا اثر
حقیقت مین رکھتی ہے اپنا کمال
مئے وصل یعنے پلا دیجئے
دوبارہ ہوئی زندگی جام کی
ذرا آگے دیکھو عجب سیر ہے
سنا ہے کہ رکھتا تہا از حد عزیز
مثل ہے کہ سیّان بنے کوتوال
تکبر مین فرعون سے بڑھ گئی
ذرا پشت خم کی نہ تسلیم کو
زمانہ مین دیکھو تو کوئی نہین
خجل ہو گیا بن نہ آیا جواب
بیان کرکے سب حال مذکور کو
زسر تا قدم شعلۂ طور ہو
پھرا سونگھتا بوئے گل پیرہن
وزارت کا افسوس کرتا ہوا

کہا تنے ہی میں چلتے چلتے پھیر / دکھائی دیا ایک دلبر حسین
قضارا جو اوسپر نظر پڑ گئی / غرہ تیر سی جلسے ہی گر گئی
کہا جا کے سلطان سے اے بادشاہ / لگا تہا اک غیرت مہر و ماہ
اوسیوقت سلطان نے بھیجا پیام / کہ لیجائے ہمکو وہ ماہ تمام
ادہر تو طبیعت تہی آئی ہوئی / اوسیوقت اوسپر چڑہائی ہوئی
سنا جب کہ راجا نے آتی ہے فوج / غضب میں بہری جیسے دریا کی موج
کیا شہ نے آتے ہی اوسکا حصار / مگر تہا وہ قلعہ بہت استوار
بہت دن رہی فوج شاہی خراب / دیا فتح نے آخرش کو جواب
غرض صلح کو شہ نے بہیجا وزیر / کہ کم ہو کسی ڈہب سے یہ دار و گیر
اور اوس کا ملازم کہ تہا نیک خو / کہڑا رہ گیا بر لب آب جو
پڑا عکس پانی میں اوس ماہ کا / تو آیا نظر نور اللہ کا
پہرا جب وہان سے وہ دانا وزیر / تو دکہلا کے وہ صورت دلپذیر
غرض جا کے تصویر کی پیشکش / ہوا دیکہتے ہی شہنشاہ غش
یہی ہے کہ جی سے گذر جائینگے / مگر اپنا دلبر تو دیکہ آئینگے
یہانتک ہوا شوق اوس حور کا / نوکر بنا شاہ دستور کا
غرض جا کے بیٹہا اوسی نہر پر / کہ شاید ہو وہ ماہ پہر جلوہ گر
ہوئی اور بہی پہر تو وحشت فزون / تڑپنے لگا دل کہ ہو جائے خون
طبیعت جو ٹہیری شہنشاہ کی / ذرا کم ہوئی یاد اوس ماہ کی
کہیں ایک لونڈی نے یہ دیکہکر / کہا اپنے دل میں کہ بل بے جگر
تعجب ہو کیونکہ اس بات پر / یہ دل ہے ٹکے گز کی اوقات پر
بخوبی غرض اوسکو پہچان کے / اوسیجا کہڑی ہو گئی آن کے
اوسیوقت لونڈی نے مالا اوتار / کہا لیجئے شاہ عالی وقار
نشے میں کہڑا کہلکہلایا کیا / وہ موتی بہی لیکر کہلایا کیا
دوبارہ جو پہر موتیون کے لئے / شہنشاہ نے ہاتہ اونچے کئے
ورا خواندی و خود بدام آمدی / نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی

مگر کون دلبر سنو اوس کا نام / وہی لالہ رخ جسپہ عاشق تہا جام
بہت دل میں اپنے ہوا شادمان / دوبارا پڑی جان پہچان میں جان
غلط ہے جو کہئے اوسے حور ہے / حقیقت میں وہ شعلۂ طور ہے
مگر سوچکر دین کا اختلاف / کیا باپ نے اوسکے انکار صاف
کہ لڑ بہڑ کے لاوینگے دلدار کو / تصدق کرینگے دل زار کو
چہپا قلعہ میں خوف سے جان کے / بہلا کون آگے ہو طوفان کے
وہان زور کچہہ پیش جاتا نہ تہا / کہ وہ دور سے مار کہاتا نہ تہا
ہوئی پہر یہی تجویز جہک مار کے / کہ اب صلح کر لیجئے ہار کے
گیا وہ تو خلوت میں راجہ کے پاس / کرے تاکہ اس راز کو التماس
قضارا دریچہ میں آکر حسین / لگی جہانکنے وہ ہی زہرہ جبین
ملازم نے دیکہا جو یون غور سے / لیا کہینچ نقشہ اسی طور سے
کہا میں نے کہینچا ہے اس ماہ کو / اسے چلکے دیجے شہنشاہ کو
افاقہ میں آکر کہا سو ہو / ہمیں بہی وہانتک ذرا لیچلو
بہانہ سے پہر شہ نے بہیجا وزیر / چلا آپ ساتہ اوسکے بنکر فقیر
یہ الفت بری ہے جو چاہے کرے / خدا عقل دیوے تو اس سے ڈرے
رہی دیر تک گو یہی آرزو / نہ آیا مگر ہاے وہ ماہرو
مگر سہیلیون نے تماشا کیا / یہ اوچہلین کہ دل اوسکا ٹہیرا لیا
تو مالا کا ایک ایک موتی نکال / کہلانے لگا انکو وہ خوش خصال
غضب ہے کہ ہو کر سپاہی فقیر / سمجہتا ہے موتی کو ایسا حقیر
مگر ہو نہو یہ تو ہے بادشاہ / محبت نے اسکو کیا ہے تباہ
نہ بولی نہ اوس سے کیا کچہ کلام / کہ اتنے میں موتی ہوئے وہ تمام
تصور میں لیکن صنم کے وہان / نہ تہا ہوش اتنا کہ ہم ہیں کہان
ہوا اور بہی پہر تو اوسکو یقین / کہ یہ بادشاہ ہے سپاہی نہیں
تو لونڈی نے اچہی طرح انکو تہام / کہا اے شہنشاہ عالی مقام
فرستادت اقبال او پیش من / زہے طالع و دولت اندیش من

کہا شاہ نے مین کہان وہ کہان
سراسر غلط ہے یہ وہم و گمان

دل خود ز بد عہدی آزاد کن
وزین خوبتر شاہ را یاد کن

سپاہی کے یہ دل ہوئے مین کہین
چھپائے سے خورشید چھپتا نہین

کہان جاؤگے اب بیان ہے اجی
نچھوڑون گی جبتک کہ ہے جی مین جی

لڑائی بھڑائی سے باز آئین گے
ولایت کو سیدھے چلے جائین گے

سوا اسکے جب کچھ نہ دیکھا علاج
تو بولا وہ ہی صاحب تخت و تاج

جب اسطرح سے عہد و پیمان کیا
تو لونڈی نے شہ کو رہا کر دیا

اب ایسی محبت سے باز آئیے
جو مرنا ہی ہو زہر کھا جائیے

غرض چھوڑ کر لالہ رخ کا خیال
وطن کو گیا شاہ فرخندہ فال

گہ آیا تھا کس دھوم سے بادشاہ
نہ دیوے گا دم بھر بھی کوئی پناہ

وہ لونڈی یہ سن مسکرانے لگی
ہنسی ایسی باتون پہ آنے لگی

کہا راجہ صاحب سنو غور سے
بھگایا اسے مین نے اس طور سے

خفا ہو کے اتنی ہی سی بات مین
بچاری کو بھیجا حوالات مین

نہ نکلا مگر اُس کے جی کا غبار
رہا ایکمدت یہ ہی دل مین خار

اگر اب بھی اے شاہ فرخندہ خو
کسی ماہ پیکر کی ہو آرزو

اگر جی مین جی ہے تو یہ جان نثار
فدا تم پہ ہو جائیگی ایکبار

وہ ہی پھر لڑائی کا سامان ہوا
فلک جان شیرین کا خواہان ہوا

فلانی جگہ لالہ رخ سنہر ہے
نہانے کو آتی ہے شام و سحر

چنانچہ یونہین اسکو وہ لے گیا
کلیجہ پہ ایک داغ سا دے گیا

ادھر لالہ رخ بھی غم و درد سے
لگی شغل کرنے دم سرد سے

ہوئی آخرش یہ خبر جام کو
کہ شہ لے گیا اُس دلارام کو

چلا راجہ اُسی شہر کے آس پاس
وہ پہنچا دلیکن بہت بدحواس

غرض وہ غم عشق کا پائمال
نہ رکتا تھا جانے کا جی کے ملال

محبت مین چشم سیہ فام کی
غزالون سے الفت بڑھی جام کی

تماشا یہ ہر ایک نے دیکھ کر
شہنشاہ کو جا کے دی یون خبر

مرا چون نہی در عیار کسے
کہ یابی چو من پاسبانش بسے

کہا اوسنے پھر شاہ سے ایحضور
یہ باتین بنانی بھلا کیا ضرور

سمجھ لو کہ اب آن پہنچی اجل
محبت نے سینے مین ڈالا خلل

مگر ہان جو کہا و خدا کی قسم
کہ لشکر مین جاتے ہی بھیجا ہے ہم

تو بیشک ملے اس جگہ سے نجات
نہین آگئے ہو ہی قسمت سے ہات

خدا کی قسم تیری جان کی قسم
اطاعت سے اب سر نہ پھیرینگے ہم

کہا شاہ نے الامان الامان
بڑی مشکلون سے بچی ایکجان

رہے جسمین یون رات دن جانکنی
وہ الفت نہین جی کی ہے دشمنی

محل مین کہین ایکدن بر محل
گیا راجہ صاحب کے منھ سے نکل

مگر وہ شجاعت دکھائی اسے
کہ گھر تک کی ڈھیری لگائی اسے

خفا ہو کے راجہ نے اُس سے کہا
ہنسی کیون سبب اسکا جلدی بتا

غرض جو ہوا تھا سنایا اوسے
یہ سن اور بھی طیش آیا اسے

مگر پھر سفارش سے دو چار کی
رہائی ہوئی اوس گنہگار کی

کیا جل کے یہ آخرش اُسنے کام
کہ سلطان کو چپکے سے بھیجا پیام

تو پھر اس طرف کو عنان پھیرئیے
دوبارا ہمین آن کر گھیرئیے

یہ پیغام سنتے ہی شاہ زمان
بس اک آن مین آن پہنچا وہان

وہ لونڈی بھی چپکے گئی شاہ پاس
کہا کان مین اسطرح التماس

دہان چپکے کشتی پہ ہو کر سوار
جہان چاہے لیجا تو اے شہر یار

غرض اقربا سارے دردالدین
مچانے لگے رات دن شور و شین

جو کچھ پوچھتا بھی کبھی بادشاہ
تو آنسو نکلتے تھے یا منہ سے آہ

چلا شور و فریاد کرتا ہوا
غم ہجر دلبر سے مرتا ہوا

نہ جینے کی پروا نہ مرنے کا غم
زبان پر سدا ہائے ہے وا ستم

محبت کے اتنے اٹھائے ستم
کہ مجنون سے بھی بڑھ گیا دو قدم

محبت سے وحشی بیابان کے
وہین بیٹھتے تھے سدا آن کے

کہ اے شاہ ذیجاہ والا ہمم
لیا قیس نے پھر دوبارا جنم

اگر قیس نے نفعہ وہ نہین
تو ہوگا اوسی کا کوئی جانشین

قدم رنجہ کرکے وہان تک چلو
نہ دیکھا ہو مجنون کو تو دیکھ لو

یہ سنکر تعجب سے شاہ زمان
اُسی گل کو لے ساتھ پہنچا وہان

حقیقت مین یہہ عشق اُستاد ہے
اسے لا کہا شعبدہ یاد ہے

یہی سحر دکھو دکھایا او نہین
کہا انکا کہان جا ملایا او نہین

غرض شاہ کیا دیکھتا ہے یہان
کہ یک مرد عاشق ہے بہ نیم جان

کسیکے تصور مین ہے گفتگو
کہ اے لالہ رخ سیمتن ماہرو

کدہر کو گئی ہائے او مہربان
تجھے ایسی حالت مین ڈھونڈھون کہان

اُٹھائے سے اٹھے نہین وہ قدم
بھروسا نہین زیست کا ایکدم

محبت مین تیرے جنون ہو گیا
فسانہ یہہ آخر فسون ہو گیا

جو شکل اب بھی اپنی دکھا دیجئے
تو مرتے سے گویا بچا لیجئے

یہ احوال جب لالہ رخ نے سنا
تو سر دونون ہاتھون سے اپنا دہنا

نہایت ہی بیتاب ہونے لگی
یہانتک کہ چلا کے رونے لگی

یہ دیکھا تو شہ نے تعجب کیا
کہ مین اسنے کس واسطے رو دیا

کہا جام سے جاکے او بے جگر
غضب کا ہے نالہ مین تیرے اثر

کیا تونے کچھ ایسا پڑھکر عمل
کہ سنتے ہی خود آئے آنسو نکل

مگر یہہ بتا کس پہ مرتا ہے تو
سبب کیا ہے نالہ جو کرتا ہے تو

یہ سنکر کیا حال سارا بیان
جو گذرا تھا اوسپہ یہان تا وہان

مگر اس لطافت سے اور درد سے
کہ ایک شور اٹھا زن و مرد سے

پھر آیا شہنشاہ کا غم سے دل
سنا جب یہہ قصہ ہوا مضمحل

گلے سے لگایا اٹھا خاک سے
کیا وعدہ وصل غمناک سے

بعزت غرض لائے گھر جام کو
حوالے کیا رشک گلفام کو

بمشکل ملی لالہ رُخ جام سے
نہ تھی آس کچھ چرخ ناکام سے

رہے دونو پھر چین سے عمر بھر
نہ سوزش تھی دل مین نہ درد جگر

بتا تو ہی اب اے ستمگر فلک
یہ آفت اوٹھادین بھلا کب تلک

بس اب باز آ ظلم اور جور سے
بلادے ہمین بھی اسی طور سے

پھر اب ساقیا بھر کے دے جام مل
کہ آتا ہے گلشن مین وہ رشک گل

نئے گل گلستان مین پہولین گے آج
گل و غنچہ خوبی کو بھولین گے آج

کوئی عاشقون کو بغیر از وصال
سنبھالے تو انکا سنبھلنا محال

مسیحا بھی گر تم کہین آن کے
تو یہ لوٹ جاوین وہین جان کے

غرض مثل کاکل بگڑتے ہین یہ
فقط یار کے پاؤن پڑتے ہین یہ

جہاندار کا بھی یہی طور تھا
ابھی اور تھا اور ابھی اور تھا

اتنی کہانیان توتے نے سنائین مگر جہاندار کو چین نہ آیا مجنون سے زیادہ اپنا حال بنایا ایکدن وہ رشک لیلی یعنی بہرور بانو سیر گلزار کو تشریف لائی شاہزادہ کو اس صورت مین دیکھکر بہت گھبرائی آتش عشق سے بیتاب ہوئی دل کو رنج و تعب ہوا یہی گدخدائی کا باعث شادی کا سبب ہوا

وہ طوطا سر اپنا کھپاتا رہا
شب و روز قصے سناتا رہا

مگر کون سنتا تھا بکواس کو
کسی بھی نہ تھی عقل ہو پاس کو

اُسے اور ہوتا تھا سنکر جنون
فسانے بھی اُسکے کئے ہین فسون

جہاندار دیوانہ خو ہو گیا
یہ اشکون کا پانی لہو ہو گیا

نکلتے تھے آنکھون سے پہلکے گہر
ہوئے لعل آئے جو لخت جگر

کٹاری تھی برچھی تھی یا سانس تھی
جہان دل تھا اُس جگہ پھانس تھی

کھٹکتا تھا سینے مین کچھ [illegible]
ہٹاتا نتھا اپنے دلپر سے ہاتھ

صبا کی طرح سے وہ زار و نزار
تجسس مین اُس گل کے لیل و نہار

تڑپتا تھا گلشن مین چارون طرف
دل و جان کرتا تھا دونون تلف

کسی دن سحر کو جو باد سحرا
چلی مست ہو ہو کے گلزار پر

کھلے غنچہ و گل چمن در چمن
ہوا صحن گلزار رشک ختن

تو گوشہ سے اٹھکر بحال تباہ
چلا سیر کرنے جہاندار شاہ

نظر ایک بلبل پڑا اس شاخ پر
بتصور مین گل لیئے دلدار کے
جہلندار بہی دیکہکر بہک گیا
تو عاشق ہے عاشق ہی تیرے صفیر
بہی گفتگو ہو رہی تہی وہان
ادہر آئی ہودج مین ہوکر سوار
نگر یہ بنانا کہ بہر رشک ماہ
تحیر مین ویساہی بیٹہا رہا
کہان مین کہان وہ فقط وہم ہے
سبب یہ کہ اُس جعد مشکین کی بو
گلون کو ہوئی شرم سے بیکلی
خوشی ہوکے سبزے نے چومے قدم
اسے داغ لالہ دکہایا گیا
صبا جاکے پنکہا ہلانے لگی
نکل جائے جو گلستان سے
عماری سے نکلی کوئی پیرزن
کمر دوہری جیسے بالکل کمان
نگر سوت سے سر ہلاتی ہوئی
ہوا ناگہان ادسطرف کو گذر
کلام ادس کا تہا گوہر آبدار
ہوئی سخت حیرت مین وہ پیرزن
تعجب سا کرکے بصد سوز غم
کہ یان ایک درویش ہے خوشجمال
کہٹکتا ہے پہلو مین دل مثل خار
الگ دست نازک سے پردہ اٹہا

نکلتے تہے جسکے پرون سے شرر
کہڑا چومتا تہا قدم خار کے
جو بہر دیا پایا وہان رک گیا
جگر تک پہنچی ہے مانند تیر
کہ اتنے مین وہ زینت بوستان
بڑے ناز سے جیسے باد بہار
حقیقت مین اپنا ہی ہے بادشا
مگر ہان یہ کلمہ زبان سے کہا
یہ چرخ ستمگار بیرحم ہے
اڑی صحن گلشن مین ہر جا پہ بو
کہلے اور کہل کر ہوئے پہر کلی
حسد سے ہوا سرو قمری کو غم
گل نرگس آنکہین چرایا کیا
مگر بوئے گیسو چرانے لگی
صبا بہی جو آوے تو فرمان سے
کہ تا آپ خالی کرادے چمن
سرو پا یہ تہا دائرہ کا گمان
وہ بڑہا سا منہہ پلپلاتی ہوئی
کہ بیٹہا تہا جس جا وہ شوریدہ سر
سخن ادس کا ہوتا تہا سینہ کے پار
کہ یہ کون گلرو ہے رشک چمن
پہری دہانے لنبے اٹہاتی قدم
خدا جانے کسکا ہے اوسکو خیال
وہ روتا ہے جیسے کہ ابر بہار
جو دیکہا تو غش کیا دم گہٹا

جلاتا تہا نالہ سے گلزار کو
دہوان سا نکلتا تہا منقار سے
کہاروں کے سنتا ہی اوعندلیب
مگر میرا نالہ کبہی تو سُنے
دیا تہا اسے جسنے یہ خار غم
پڑا سر پہ سایہ جو دلدار کا
کہان تہی یہ امید اوسکو بہلا
اوچہلتا ہے پہلو مین دل بار بار
سواری غرض آکے ٹہیری وہین
شجر باغ کے ہوگئے سب نہال
اگر کوئی غنچہ قضارا کہلا
ہوا یا بگل سرو اللہ رے شوق
بہت دل مین سنبل پریشان ہوا
ہوا حکم خالی ہو یہ بوستان
نہ بیگانہ رہجائے کوئی کہین
محبت تہی اوسکو بدرجہ کمال
روئی کی طرح سارا جونڈا سپید
چلی ہولے ہولے عصا ٹیکتی
نہ پائی فقیرون کی سی رسم و ریت
جبین سے چمکتا تہا جاہ و جلال
سجایا ہے کیون تن پہ ایسا لباس
گئی ہانپتی شاہزادی کے پاس
قلندر بظاہر ہے وہ مہ جبین
یہ سنتے ہی دل کو ہوئی آرزو
نگہ چار ہوتے ہی پہچان گے

لگاتا تہا آتش خس و خار کو
سلگتا تہا آہ شرربار سے
تجہے وصل گل کا ہو جلدی نصیب
تو جل جائے پنجون سے سر کوہنے
اٹہاتا تہا جسکے لئے بار غم
کہلا غنچہ دل جہاندار کا
کہ یون اپنے گہر آئے وہ دلربا
وہ کیا آج آتا ہے گلگون لوس
چمن ہوگیا رشک صحرای چین
ہوئے پائے بلبل سے گل پائمال
تو اوسکو طپانچہ صبا کا ملا
لیا ڈال قمری نے گردن میں طوق
فدا زلف پر ہو یہ ارمان ہوا
فرشتہ بہی رہنے نپاوے یہان
مگر خیر سبزہ کا کچہ ڈر نہین
کہ دائی تہی بانو کی یہ پیرزال
نہ تہی سانس لینے تلک کی امید
بہت غور سے ہر طرف دیکہتی
کہڑی ہوکے کرنے لگی بات چیت
ٹپکتا تہا چہرہ سے رنج و ملال
یہ بیٹہا ہے کیون اسطرح سے اداس
کیا جاکے خدمت مین یون التماس
مگر فی الحقیقت قلندر نہین
کہ دیکہون تو کیسا ہے وہ ماہرو
کہا دل مین قربان میں آپکے

خدا جانے کیون یہ شہ بے نظیر ، ہوا اسلئے رٹ چھوڑکے یون فقیر
بس اتنے مین بانو بھڑکنے لگی ، محبت کی آتش بھڑکنے لگی

اوسیدم ہوئی آرزوئے وصال ، مگر آگیا پھر حیا کا خیال
ارادہ تو تھا یہ کہ شام و سحر ، ہٹاوے نہ چہرے سے اُسکے نظر

مگر ہٹ گئی دیکھکر شرم سے ، ہوئی ہمدمی نالۂ گرم سے
دم سرد بھر کر کہا اوف فو ، کوئی ہو تو مجکو ذرا تھام لو

وہ بڑھیا گلے سے لگانے لگی ، نہ سنبھلی تو آنسو سے بہانے لگی
کہا کیا ہوا ایک بیگ جانجان ، کہا کیا کہون مادر مہربان

مجھے ایک مدت ہوئی منقضی ، کہ مرتی ہون اُسپر نکلتا ہے جی
تڑپتی تھی بسمل سی شام و سحر ، نہ تھی جان کی بھی مجھے کچھ خبر

ہوا ایک بیگ اب جو یہ سامنے ، کیا کوچ سینے سے آرام نے
خدا اسکے لئے کوئی تدبیر کر ، کہ آکر گلے سے لگے سیمبر

نہین ہے مری مامین مرجاؤنگی ، جہان سے ابھی کوچ کرجاؤنگی
یہ سنکر تو گھبرائی وہ پیرزن ، کہا لونڈی اور مشکل کٹھن

نصیحت سے بولی کہ بیٹا سنبھل ، کہین چھوڑا ہی نجاوے نکل
ذرا سوچ اے رشک ماہ منیر ، کہان تو کہان یہ نگوڑا فقیر

یہ مفلس ہے روٹی کو محتاج ہی ، مری جان تو صاحب تاج ہی
یہ جوگی ہے اور تو شہنشاہ ہی ، یہ ذرہ ہے تو غیرت ماہ ہے

مین قربان سودا یہ سر سے نکال ، اری دیکھ عصمت مین رخنہ ڈال
شریفون مین یہ کوئی کرتا نہین ، کوئی جان کے جان مرتا نہین

کہا شاہزادی نے اے پیرزال ، سٹرن کیون ہوئی ہی کدہر ہے خیال
اری عشق ہے وہ شہ بے نظیر ، جسے ایک سے ہین امیر و فقیر

اری باولی الفت و چاہ مین ، نہین فرق مفلس مین اور شاہ مین
لڑی آنکھ جس سے وہ ہی شاہ ہے ، جو ذرہ بھی ہے غیرت ماہ ہے

مرے جس پہ وہ ہی مسیحا ہوا ، نہین تو مسیحا بھی ہو کیا ہوا
کیا جسکے سینے مین اسنے شگاف ، بھلا اور مرا اوسکو سب ہے معاف

سمجھتا نہین وہ حسب و نسب ، ادب آپ کرتا ہے اُس سے ادب
علاوہ ازین یہ پیارا جوان ، قلندر نہین ہے شہ خسروان

نہ جا اسکے ظاہر پہ اے بیوقوف ، کہ خورشید ہی کے لئے ہی کسوف
خفا ہو کے کہنے لگی پیرزن ، کہ بس بس زیادہ ودانی نہ بن

جوانی پہ کیا تیری آئی امنگ ، کہ کھونے لگی ہائے ناموس و ننگ
نہ کھووے گا تبو کوئی آپ کو ، لگے گا مگر داغ ہا باپ کو

بھلا سوچ تو شاہ والا تبار ، روا کیونکر رکھے گا یہ ننگ و عار
کریگا ترا عقد اخیان سے ، نہ حیوان بن دیکھ انسان ہے

ترا فیل کوئی نچا دیگا بیش ، عبث یو نہین کرتی ہی سینے کو ریش
مگر ہائے الفت ستم ہے ستم ، غضب ہے جہان اسکا ہووے کرم

بھلا عاشقون کی تو کیا بات ہے ، غم و دردِ اون کو تو دِنرات ہے
یہ معشوق کو بھی نہین چھوڑتے ، کسی سے غرض منھ نہین موڑتے

وہ لیلی بھی یکبار مجنون ہوئی ، محبت سے حالت دگرگون ہوئی
کہا ہنسکے دیکھو خدا سے ڈرو ، بڑی بی بہت سی نہ ٹر ٹر کرو

تمھین عشق و الفت سے کچھ مس نہین ، مین سمجھاؤن کیونکر مرا بس نہین
تمھین بھی کرے کاش الفت اسیر ، کہ تا قبر مین جاکے اوٹھے خمیر

کرو بوڑھے ہے جونڈے سے آہ و فغان ، بڑی بی کے سمجھے بچین تالیان
جوانی مین بھی ہائے بھڑکی نہ آگ ، کسی سے نہ تمکو ہوا کچھ سہاگ

نہین آج ہوتی تمھین کچھ خبر ، کہ کیا غم ہے اسکے دل و جان پر
بڑی بی قسم ہے کہ اب کے وصال ، مجھے زیست ہے ایک لحظہ محال

نصیحت سے ہوتا ہے زیادہ جنون ، مین تجھ بھر سے بہتر ہے کیونکر کہون
کیا عشق اب عقل مجھ مین کہان ، نکر دیکھ مجھسے جنین و چنان

یہ سنکر ڈری دلین وہ پیرزن ، کہا طشت از بام ہے یہ لگن
مین بولون تو کہتی ہی تو بک نہین ، جنون اسکے ہونے مین کچھ شک نہین

سواری اسی دم غرض پھیر کے
دوائی لینے کی ایک جوگی سے پتے
وزیرون کو خلوت مین کرکے بہم
اڑے سنتے ہی سب کے ہوش و ہوس
خداوند الفت کی یہ آگ ہے
جلاتی ہے یہ عقل ہوش و خرد
مگر ہان جو عاشق یہ پھونکے
اگر قید کیجے تو ہووے جنون
یہ آتش بجھے گی اسی آب سے
عجب کیا جو سوز درون سے پھکے
غرض کوئے جانان کی تالاش ہو
اڑا دین عدو یہ خبر دور دور
کہا کوئی تم مین سے جاوے وہان
وہ بیشک ہے بیشک ہے عالی تبار
کدھر ہے تو ایسا قوی خوش جمال
مری بر مین ہے رشک ماہ تمام
پھرے دن گیا غم ہوا چرخ رام
بلا کر نجومی دکھا کر بچن
اکیلا جو تھا وہ گرفتار دام
غرض سج سجا کر اٹھی جب برات
وہ سہرا قدم تک لٹکتا ہوا
جواہر مین ڈوبا ہوا پاؤن تک
عجب ناز سے کرکے چھم چھم چلا
برات اس جگہ سے جو آگے بڑھی
مگر کوئی شیخی بگھارا کیا

اسے شہر مین لیگئی گھیر کے
نکالی نئی باپ دادا سے ریت
سنایا وہ سب دل کا درد و الم
کیا دیر مین سوچکر التماس
اسے آب تدبیر سے لاگ ہے
اسے آہ سے پہنچتی ہے مدد
تو وہ دم مین سارا جہان پھونکدے
اگر چھوڑ دیجے تو یہ بھی زبون
نہ اکھڑے گا کچھ داب آداب سے
نکل جائے ہرگز نہ روکے رکے
تو یہ راز پھر سہل سے فاش ہو
تو فرمائیے کیا کرین گے حضور
کرے کچھ جہاندار کا امتحان
ولیکن محبت سے ہے بیقرار

کیا شاہ سے جاکے یون آشکار
یہ سنتے ہی شہ نے لیا سر پکڑ
کہا عقل سے اب نکالو وہ بات
زمانہ رہے تیرا فرمان پذیر
بھڑکتی ہے جتنا بجھاؤ اسے
نصیحت کو کہتے ہین عالی گہر
ملامت بھی اسکے لئے بیر ہے
مناسب یہی ہے شہ خوش خصال
اگر دیر ہووے تو ڈر اور ہے
پکڑ کر اسے کھینچ لے اضطراب
نہ رہ جاوے کہین نام کو ننگ و نام
یہ سنکر شہنشاہ سوچا وہین
یہ سنکر گیا اور آکر کہا
کہا ہان تو شادی کا سامان ہو

اب جہاندار شاہ کے بیاہ کی دھوم دھام ہے دل کو چین ہے
جی کو آرام ہے جسکی خاطر پاؤن رگڑے تھے وہ آج ہاتھ آیا
خوب دل بھر کے وصل کا مزا اڑایا خوب خوب

کسی نیک ساعت مین کھی لگن
ادھر کا بھی شہ نے کیا اہتمام
ہوا شور و غل چار سو ایک سات
جو دیکھے رہے سر ٹپکتا ہوا
کہ ششدر رہو جو دیکھے یک بیک
کہ پریون کا تن سے نکل دم چلا
تو باراتیون مین عجب غل پڑی
کھڑا آدمی کو پکارا کیا

ہوئے شاد ہر مرد و زن جابجا
سرانجام آخر کو سب پا گیا
ہوا آکے گلگون پہ نوشہ سوار
وہ پوشاک پہنے ہوئی زرق برق
وہ عنقا کے بازو گئے وسو چل
بجے شادیانے ہوئی غل پکار
کسی نے تو بالکل نہ نخرا کیا
خفا ہو کے بولا کوئی ہے یہان

کہ لڑکی کو دیکھو وہ ہے بیقرار
کہا دل مین عزت نجاوے بگو
کہ ہمکو ملے اس بلا سے نجات
جو دشمن ہون ہون قید غم مین اسیر
سلگنے لگے گردباد اسے
کہ ہے اسم اعظم کا اسمین اثر
کہ شر بھی یہان خیر سے خیر ہے
کہ ہوجاوے دونو کا باہم وصال
کہ بانو کا اب طور بے طور ہے
کرے ننگ و ناموس بالکل خراب
جو چاہین سو چرچا کرین خاص و عام
کہ انکا اس سے مناسب نہین
جہاندار ہے گوہر بے بہا
یہ مشکل کسی ڈھب سے آسان ہو پھر
کھڑا ہو سنبھل سا غرل سنبھال
کہان تک خیال حلال و حرام
کہ شادی کی ہونے لگی دھوم دھام
یہ نوبت ہوئی شادیانہ بجا
وہ ہی عین شادی کا دن آگیا
گئے لعل و گوہر زمرد نثار
کہ ہو برق بھی دیکھ کر غرق غرق
کلیلین وہ شبدیز کی اور اچھل
کہ ہان ہو چکا شاہزادہ سوار
یونہین ساتھ بارات لے چل دیا
ادھر سے وہ کہنے لگا جی میان

ہوا اور سودا کچھ دس بیس کو
ہوئی ڈھول تاشونکی یہ دہوم دھام
اُڑے بان اور جب کہ چھوٹے انار
جلو مین جو تہے سات تختناردان
تماشے کو تہے جمع سب گرد و پیش
جو مہتاب تہی اوسجگہ چھوٹتی
غرض رہ گئی جبکہ تہوڑی سی رات
جواہر کے فانوس ہیرے کے جھاڑ
تمامی کے خیمے تمامی کے فرش
ہوا پھر پہنچتے ہی مجرا شروع
اُٹھا آرسی اور کچھہ دیکھ بھال
کبھی پھر کے کچھہ ناک سے کہا
نکالا اُسے پھر کبھی گال سے
دوپٹہ سے منھ کو چھپایا کبھی
نگاتی تہی آتش لگاتی تہی وہ
جو ٹھوکر لگائی غضب کر دیا
وہ بھاو بتانا کبھی ناز سے
سمان اُسکے گانے سے ایسا بندھا
بڑی دیر تک اُنکے چرچے رہے
مبارک شود کی ہوئی غل پکار
پیا سب نے شربت بٹے ہار پان
یہ سنکر لیا سر سے سہرہ لپیٹ
ذرا خوب اچھی طرح دیکھ بھال
صنم پاس بیٹھا دیا تخت پر
رکھا آرسی اور مصحف وہان

کہا لاؤ جلد سائیس کو
کہ سنتا نہ تہا کوئی اپنا کلام
تو بچکے سمند اور گرے کم سوار
عجب دھوم دھام تہی انکی وہان
اشارون سے ہوتا تہا دل ریش ریش
تو زردی سی پھر دینسے تہی پھوٹتی
تو پہونچی وہ گھر تک بنی کے برات
برابر تہی چارون طرف انکی باڑ
فقط نور ہی نور تہا تا بعرش
ہوئے اہل محفل اُدہر کو رجوع
لیا مسکرا کر دوپٹہ سنبھال
بڑی دیر تک مشورہ سا کیا
لیا منھ کبھی پونچھ رومال سے
نیا ناز نخرہ دکھایا کبھی
عجب راگ محفل مین لاتی تہی وہ
قیامت نے پاؤن پہ سر دھر دیا
وہ گانا کبھی میٹھی آواز سے
کہ سنسان ہوگئے سنکے ارض و سما
لگایا کئے سب کے سب قہقہے
کہ نوشہ بنے اب تو آیا قرار
دوبارا بڑی شاہزادی مین جان
چلا گھر مین دامن قبا کا سمیٹ
دیا سر پہ آنچل دوپٹہ کا ڈال
وہ گھونگٹ مین شرما گئی دیکھکر
پھر اوسوقت کا کیا کرون مین بیان

ہوئی روشنی چار سو اسقدر
کسیکا کوئی یار کچھہ بڑھ گیا
یہانتک کہ ہاتہی بھڑکنے لگے
جو معشوق تہے انکے اوپر سوار
پری سے زیادہ تہا انکا جمال
وہ تختون پہ کاغذ کے ابرک کے پھول
وہان اور ہی رنگ آیا نظر
قرینے سے لاکھون کروڑون وہان
لیا بر مین نوشہ کو تب اُٹھا
ہوئی ناز سے ایک حسینہ کھڑی
کبھی ہنسکے مستی ذرا دکھلی
دیا پان اُسنے جو اُسو چبا
ذرا گھونگرو خوب جھنکار کے
وہ پاؤن کی چھم چھم کمر کی لچک
وہ پاؤن کا پڑنا نئی چال سے
کیا قتل محفل کو تدبیر سے
نہ ٹھہری کا ٹہنے کا اُن جا خیال
کہا سب نے اب اسکو بٹھلائیے
غرض آخرش کو بوقت پگاہ
خدا اب تمہین دے وہ رنگ تم
کہا ایک نے آکے اندر چلو
سو اُس نے پہلے سے خود جانکے
گئے لیکے گھر مین پڑی پھر تو دھوم
کسی نے اوسیوقت پھر آن کے
ہوے چاند و سورج جو مسند سے تاب

کہ معلوم ہوتا تہا ہے دوپہر
تو ہو ہوتا ہی مین گلا پڑ گیا
بتون کے کلیجے دھڑکنے لگے
مزہ اُنکی ہوتی تہی سینے کے پار
وہ لیتے تہے سینے سے دل کو نکال
کہ بلبل جو دیکھے چمن جائے بھول
زنانہ جسے دنگ ہو دیکھکر
دھوین تہین زمرد کی مردنگیان
دیا ایک مسند پہ جا کر بٹھا
نظر ایک عالم کی جسپر پڑی
مٹک کر دکھادی کبھی ناز کی
لیا گال مین اور باقی دبا
بڑے ناز سے کہانس کھنکار کے
کہ غش کھا کے گر جائے ہر دلک
جو جانا نچانا کبھی تال سے
اُٹھے ہاتہ دل پر لگے تیر سے
دکھاتی تہی دم مین وہ سو کمال
مزہ ہے ذرا بھانڈ بلوائیے
ہوئے منعقد غیرت مہر و ماہ
بٹھے جسکے دیکھے سے نور بصر
کہ تا گھر مین کچھہ رسم اور رسم ہو
لیا اوسکو دہلیز تک آن کے
ہوا آکے چارون طرف سی ہجوم
بٹھایا دوپٹہ اوڑھنین تان کے
گئے ایکدم سی ایک برج مین مہ و ماہ

گئی ٹوٹ میزان رنج والم / ہوا نیشن عقرب یہان آ کے غم
پڑا آج حاسد کے گبرو بال / یہ نیر ملے ہوگیا اتصال

ملے ایک جا زہرہ و مشتری / قران ایسا دیکھا نہو گا کبھی
چھٹا ماہ کے دل سے غم کا کلف / ہوا زہرہ و مشتری کو شرف

پڑی ایک کی دوسرے پر نظر / ہوئی صاف تثلیث و الفت ثمر
وہ جلوہ جو جلوہ مین آیا نظر / ہوا شعلۂ طور کا سا اثر

اشارہ و نین باہم فدا دل کیا / نگاہون سے دونو نے بسمل کیا
جو پہلے ہی سے تہے دل آئے ہوئے / اوسیوقت دو دو دوگنائے ہوئے

ابھی کی تھی شیرین دہن نے نبات / کہ چوتے بنڑے سے اگر نبات
چنے اور وہ جا تلک چاٹ لی / مزے ہی مزے مین زبان کاٹ لی

سر رنج آکے رکھی گئی روبرو / لگی ہونے پہر اسطرح گفتگو
بنی کا جو بنڑا ہو پہیلے آسے / کہا اسنے ہیونگا جیسے اسے

پہر اتنے مین ٹوتون کا دفتر کھلا / پیالے مین تھوڑا سا شربت گھلا
ہوا شور و غل میری چھی سی ما / بنے کو تو ٹوٹنے سے ایسا بنا

کہ میری محبت مین ہو کے اسیر / رہے عمر بھر میرا فرمان پذیر
یہ گن گن کے کیسی جب گائے / تو کچھ ڈومنی کو اشارے گئے

کہا ڈومنی نے کہ نوشہ میان / لگایا نہین اوسنے پوچھا کہان
بظاہر تو مجکو نہین کچھ خبر / کیا ہو تو دلہن کیا ہوا اثر

بنے پر پڑین بعدہ گالیان / بجانے لگی ڈومنی تالیان
کہا یہ بہی اک آخری چھیڑ ہے / بنی شیر ہے اور تو بھیڑ ہے

غرض جب کہ وہ ہو چکی رسم و ریت / تو اس شیر سے بہی گئی بھیڑ جیت
محل مین منڈھے پہر تو ہونے لگے / زن و مرد سن سن کے رونے لگے

عجب ایک صدمہ تہا ماباپ کو / دولہن رو رہی تھی کھڑی آپ کو
عجب وقت تہا وہ کہ سب آس پاس / جھکائے ہوئے سر کھڑے تھے اداس

وہ وقت سحر اور وہ باد سحر / وہ کرتے ہوئے چہچہے جانور
وہ ٹھنڈی ہوا اور سنسان سا / وہ چپ چاپ وہ گھر بیابان سا

لگن مین وہ شمع ٹمٹاتی ہوئی / وہ آنسو کی سیلی بہاتی ہوئی
پتنگے وہ پہیلے ہوئے ہر طرف / وہ محفل مین سوئی ہوئی صف کی صف

نہ تہے ہوش ہرگز کسیکے بجا / غرض اونگتے تہے کھڑے جابجا
کہین کوئی بیٹھا تھا چپکا ہوا / کہین سے بچھونا تھا سمٹا ہوا

وہ بیڑے پڑے تہے کہین پان کے / پڑا تہا دوشالہ کوئی تان کے
کہین ہار پہولونکے ٹوٹے ہوئے / کہین آبخورے سے پہوٹے ہوئے

غرض کچھ دمان کا عجب رنگ تہا / زمانہ جسے دیکھکر دنگ تہا
تڑپتا تہا دل آپ بے اختیار / بندھا تہا غرض خوب رونیکا تار

کہا اسمین نوشہ سے بس آئیے / نہو دہوپ جلدی سے لے جائیے
لیا بر مین نوشہ نے آکے پیار / کیا ایک سکھپال مین لا سوار

خدا نے جو بخشا بت سیمبر / نچھاور بہت سا کیا مال و زر
چڑھا آپ گھوڑے پہ خوشحال کام / چلا دونون ہاتھونسے کرتا سلام

بنا تہا جو خاص انکی خاطر مکان / اتارا بڑی دہوم سے لا وہان
رہا صبح سے شام تک اضطراب / بڑی مشکلون سے چھپا آفتاب

ہوئی تھی جو آراستہ خوابگاہ / گئے اوسمین وہ غیرت مہر و ماہ
ستارے نے یہ آج کی یاوری / کہ ہاتھ آگیا غیرت مشتری

حیا پہلے آئی بچایا کئے / یونہین دور سے مسکرایا کئے
پہر آخر کو دونو چپٹ مل گئے / یہ لپٹے کہ سینے تلک چھل گئے

ہوا خوب آپس مین بوس و کنار / نہ آیا دلیکن اسی پر قرار
کیا غنچۂ یاسمن پاش پاش / تن نازنین کو بہی پہنچی خراش

ہوئی ہاتھا پائی تو دم چڑھ گیا / مگر دل کے ملتے ہی دل بڑھ گیا
وہ ناسفتہ گوہر بہی سفتہ ہوا / یہ سب حال ناگفتہ گفتہ ہوا

لکھے دوگنائے جو اب بات مین / قلم ہو گیا مست داوات مین
اب آگے چلائے سے چلتا نہین / ٹپکتے ہین آنسو سنبھلتا نہین

غرض یہی دھو مین رہین تا سحر
گیا ابر غم اور ہوا شفق
مزے سے اڑادین فری روز وشب
یہ حاسد سبھی ہو گئے ہین کیا بد بلا
ہوا شاہزادہ کو جب وصل یار
وہ بانو بھی تھی دل سے اسکی کنیز
جو ہوتی تھی اُس سے جدا ایکدم
بجے کوئی کہنے مین عالی نسب
ہر ایک شخص تیرا طلبگار تھا
بھلا تو ہی منصف ہوا کیا منن
یہ سنکر وہ غمگین رہنے لگی
کہا دل مین انکا دکھاؤ کمال
گیا گھر وہ اوسکے زراہ کرم
پیالے سے وہ دہ نکالے طعام
جہاندار خوش خوش اٹھا بعد ازان
کہا پھر کہ اے شاہ عالی وقار
تماشا نہ دیکھا تھا یہ آج تک
وہ سب عورتین بھی ہوئین سرنگون
یوں نہین تو بھی ای ساقیا شاد ہو
یہا لنے مین چلنے کو تیار ہون
مصیبت سے جب پا لیا یار کو
وطن کی محبت سے ہو کر وہ اس
بہت دن ہوئے گھر سے آئے ہوئے
نہ ما سے ملا اور نہ مین باپ سے
اجازت اگر ہو زراہ کرم

اُٹھے دن چڑھے روشنی دیکھکر
دوگانہ پڑھا اور کیا شکر حق

کیا غسل دونوں نے بدلا لباس
یہی دن ہو سب عاشقوں کو نصیب

شادی کے بعد عورتوں نے بہر ور بانو کو طعنہ دیا کہ ڈکوا گئے تو نے کیا سمجھکر فقیر و محتاج کے ساتھ بیاہ کیا یہ سنکر جہاندار شاہ نے دعوت کے بہانے بادشاہ کو اپنے گھر بلایا انہین پھر وہی کسی جو ہمراہ تھین جو بہر دکھایا طعنے دینے والے پشیمان ہو کر سر بگریبان ہو

گذرتے تھے سوادسکے دل پر ستم
نہ جوڑتا تھا کیا یہ کیا کیا غضب
زمانہ ترا عاشق زار تھا
یہ کچکول گدڑی کہ ڈالا دین مین
طبیعت پہ صدمہ سا سہنے لگی
کہ جاتا رہے دشمنون کا ملال
لئے ساتھ سارا حشم اور خدم
کہ شہ نے سنا بھی نہ تھا جنکا نام
وہ رسی بھی گدڑی بھی لی یا وہان
یہ مقبول ہو وین تو ہو افتخار
کرامات ہین اب رہا کون شک
نہ کی شرم سے پھر کسی نے بھی چون

کہا ایکدن عورتوں نے کہین
کیا ایک جوگی سے تو نے نکاح
نکیلا جو دیکھا گئی تو پھسل
فقیرون کا ہے فخر یا شاہ کا
ہوئی جب خبر یہ جہاندار کو
یہ بھی ہو چکر غم تو کسو کیا
قدم آگے جو سے وہین عیش نے
بہت لطف سے سب نے کہا یا انہین
نکالین پھر اس سے وہ چیزین عجیب
کہا شاہ نے اے ستودہ خصال
غرض پھر تو چارون طرف یہ خبر
ہوئی شاہزادی بہت شادمان

اس کے بعد جہاندار شاہ کو وطن یاد آیا وہان سے رخصت ہو کر کوچ فرمایا راہ مین انہین برادر حقیقی کے جو چار چیزوں کی تقسیم پر لڑتے تھے کایا پلٹ کا عمل یاد کیا مگر قسمت پلٹ گئی مفت مین جاہ و حشم برباد کیا۔

مین بیٹھا ہون صدمہ اٹھائے ہوئے
جنون سا ہوا جلد یا آپ سے
تو مین جا کے چومون آنکھوں کے قدم

محبت نے ایسا کیا کچھ خلل
وہ میرے لئے بلبلاتے ہون
اُسے گو کہ یہ غم گوارا نہ تھا

نہا دھو کے بیٹھے وہ گل پاس پاس
کہ ہو بر مین دلبر ہو وے قریب
اٹھے ہجر غم درد و رنج و تعب
نہین چاہتے ہین کسی کا بھلا
کیا جان و دل یار پر سے نثار
سمجھتی تھی یوسف سے بڑھکر عزیز
بھلا سن تو اے لاڈلی مہ جبین
یہ کمبخت دی تجھکو کس نے صلاح
لگی چوٹ دل پر گیا جی نکل
مگر ان برا ہو وے اس جاہ کا
کہ یون لوگ کرتے ہین دق مار کر
شہنشاہ کو جا کے مدعو کیا
عجب ٹھاٹھ دکھلائے درویش نے
غرض خوان غیبی بتایا او نہین
کہ ششدر ہوئے سب امیر و غریب
دکھایا عجب تیرے محبوب کمال
ہوئی خاص اور عام مین منتشر
نہ باقی رہا غم کا نام و نشان
ترا میکدہ اور آباد ہو
بلا دے مگر مے کہ میخوار ہون
تو گھر یاد آیا جہاندار کو
گیا اور کہا شاہ سے التماس
کہ مین اب کے گھر سے آیا نکل
کہین بار فرقت اٹھاتے نہون
مگر بے اجازت کے جانا نہ تھا

کہا رو کے نا ہے تمہارا فضول
کیا خیر لاچار مین نے قبول

مگر ہو کے واقف جہاندار نے
اسیر غم گیسوئے یار نے

تکلف سے للہ باز آئیے
عنایت ہی بس ہم پہ فرمائیے

وہ جب وقت رخصت کا آکر ہوا
تو گھر مین عجب شور محشر ہوا

کلیجے سے بیٹی کو چمٹا لیا
بہت پیار سے پیار اوسکو کیا

یہی تھے جوانی کے میرے ثمر
مین جیتی تھی اسکو فقط دیکھکر

سو تم آج مجھسے چھڑا لے چلے
مجھے خار در دل کو گل دیچلے

کلیجے کے ٹکڑے مرے جی کے چین
رہا عمر بھر اب یہی شور و شین

کٹے گی مری عمر بھی جبر سے
لگے گی یہین بیٹھے ہی قبر سے

ہوئی جیتے ہی جی مین تجھسے جدا
تجھے جیتے جی شاد رکھے خدا

سمجھتی نہین ہے یہ رنج و الم
نکالا نہین اپنے گھر سے قدم

مگر صبر جو حق کو منظور ہے
زمین سخت اور آسمان دور ہے

کیا پھر جو بیٹی نے ملکر بیان
تو کانپی زمین ہل گیا آسمان

ذرا سر اوٹھا کر تو دیکھو اجی
مرا خود بخود سنسناتا ہے جی

فلک اب چھڑاتا ہے بابا سے
مرا دل دھڑکتا ہے کچھ آپ سے

نہین میرا پیہر سے سر پھوڑ دو
ہٹو پاؤن چومون مجھے چھوڑ دو

یہ رونا یہ باتین یہ تم پھر جمال
ابھی دم مین ہوتا ہی خواب و خیال

وہان جا کے پھر کوئی آتا نہین
وہان کی خبر بھی سناتا نہین

فدا تم یہ لونڈی تمہاری گئی
چلو بخت دودو ھو واری گئی

نہ کہنا تم آنے کا میرے خیال
سند لیسا ہی آتا ہے ابتو محال

بلکتا تڑپتا غرض چھوڑ کے
چلے اوس جگہ سے وہ منہ موڑ کے

نہین تنگ کا تھا مجھے قول و قرار
سو پورا ہوا اے شہ کامگار

غرض کوچ در کوچ پہنچا وہان
برادر حقیقی لے تھے جہان

گیا پاس چند و دھرین رو برو
بہت سی خوشامد کی کی گفتگو

ضرورت مین یہ فعل صادر ہوا
کہ گو بخشدیجے کہ حاضر ہوا

لگا سوچنے پھر وہ عالی مقام
اسے دو نہین کیا جس سے ہو جائے نام

کہا راستہ ہے بہت پر خطر
غنیمت ہے خود پہنچ جائین اگر

غرض نیک ساعت کوئی دیکھکر
سفر کے لیے آپنے باندہی کمر

لگایا جو بیٹی کو نانے گلے
تو اشک آپ ہی چشم سے بہ چلے

کہا رو کے پھر یون جہاندار سے
کہ پالا تھا اوسکو بہت پیار سے

مین بیجان تھی یہ مری جان تھی
یہی دین تھی یہی ایمان تھی

فلک نے یہ کیا دن دکھایا مجھے
کہ جانی سے میرے چھڑایا مجھے

کہان جا کے دیکھونگی ہے ہے تجھے
ارے ہائے بے موت مارا مجھے

چلا لعل یہ پالا پوسا ہوا
یہ شادی ہوئی یا کہ کوسا ہوا

کہا پھر دوبارا جہاندار سے
میان اسکو رکھنا ذرا پیار سے

بھلا کون ہو ویگا اسکا وہان
نہ پہنچا کوئی خواب مین بھی جہان

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

کہا اے مری ما مین تیرے فدا
کیا آج خالق نے تجھسے جدا

ذرا اپنی صورت دکھا دیجئے
ذرا پھر گلے سے لگا لیجیے

کلیجے کو تھامون سنبھالو مجھے
ذرا گود ہی مین اٹھالو مجھے

کہان مین کہان پھر تمہارے قدم
ستم ہے ستم ہے ستم

یہان سے مین اب اوس جگہ جاونگی
کہ پھر پھر کے اے ما نہین آونگی

رہین ساتھ کی میری ہمجولیان
چلی ہائے مین ہی اکیلی وہان

بس اے ما مجھے آپ رو بیٹھیے
مین آتی نہین ہاتھ دھو بیٹھیے

یہ کہتے ہی کہرام سا ہو گیا
ہوئی سب کو حیرت کہ کیا ہو گیا

کہا بڑھ کے طوطے نے اے جانمن
مجھے حکم ہو مین بھی جاؤن وطن

یہ سنتے ہی طوطے کو رخصت کیا
وہانسے پھر آگے کا رستہ لیا

او نہین دیکھکر دل مین شرما گیا
وہ ظلم آپ ہی آپ یاد آگیا

کہا مین نہایت ہی ہون شرمسار
نہ آنکھین مری تم سے ہونگی چار

ملی آپ ہی کے سبب سے مراد
ہوئے آپ محسن رہین آپ شاد

یہ سنکر انہون نے کہا اے جوان
یہ باتین نہ لا عذر کی درمیان

ملین تمہین ہین گو یہ بابا سے
مگر ہمنے بخشین تجھے آپ سے

اٹھائے نہ لا اپنے دل پر ملال
ادہی روز سے ہین یہ تجھپر حلال

یہ چیزین تمہین ترکہ مین ازرہ خراب
اسیواسطے تہا ہمین اضطراب

کہ باتین بہلا اس کو کسطور سے
چلو چلکے پوچھین کسی اور سے

کہ اتنے مین تو آنکر لے گیا
قسم ہے ہمین چین سا دے گیا

کیا ہمنے اس فیصلہ کو پسند
ہوئے اور بہی بلکہ احسانمند

عوض اس کے ہم تجھکو اے پرتمیز
خوشی کہوکے دیتے ہین اک چیز

غرض اور بھی روک کر ایک پل
سکہایا اسے سیمیا کا عمل

وہان سے وہ کایا پلٹ سیکھ کر
چلا مہر سے لیکے رشک قمر

قضارا وہ ہرمز حرامی شریر
دغاباز مکار پور وزیر

جو مدت سے اوسکا طلبگار تھا
یہانتک کہ جینے سے بیزار تہا

کہین غم سے رکہے ہوئے دل پہ تھا
اسی لاؤ لشکر کے تہا ساتھ تھا

یہی چھپ کے اوسنے بھی سیکھا عمل
کہ تا وصل مین انکے ڈالے خلل

ملا بعد اسکے جہاندار سے
کیا خوش بہت ذکر و اذکار سے

رفاقت کا دم دم سے بھرنے لگا
فدا جہوٹ دل اوس پکڑنے لگا

چل اے ساقی غیرت انجمن
سہ عید رشک غزال ختن

پلادے کہ پھر مجھپہ آفت پڑی
یہین بھولا بیابان مین چوکڑی

نشہ آج میرا ہرن ہو گیا
وطن بہی پہونچنا کٹھن ہو گیا

ہرمز نے فریب سے جہاندار کو ہرن بنایا آپ اسکے قالب مین آیا جہاندار کے باپ نے رحلت فرمائی سلطنت ہرمز کے ہاتھ آئی۔

عجب کچھ زمانہ کا انداز ہے
کبھی سو رہے اور کبھی ساز ہے

بدلتا ہے سو رنگ لیل و نہار
نہ ہے اور نہ ہوویگا اسکو قرار

وہان سے بہت خوش جہاندار شاہ
چلا کوچ در کوچ شام و پگاہ

کیا جب کہ سرحد مین اپنی گذر
تو بھیجی شہنشاہ کو بھی خبر

کہ تا پیشوائی کو آوین وزیر
چلون ساتھ چومون قدم اور سر

روانہ کیا قاصد تیز گام
کیا آپ اوس دن انہی جا مقام

کیا عرض ہرمز نے اے شہریار
چلو آج کھیلین ہرن کا شکار

مدد پر ہوا اوسکے چرخ کہن
گئے اور مارا قضارا ہرن

اوسیوقت ہرمز نے افسون پڑھا
نیا یعنی یہ ایک مضمون گڑھا

کہا شاہزادے سے اے رشک حور
چھپانا بھلا آپ سے کیا ضرور

مجھے یاد ہے ایک ایسا عمل
کہ جب چاہون لون اپنا قالب بدل

اگر حکم ہو تو دکھادون تمہین
جو احسان مانو سکھا دون تمہین

کہا شاہزادے نے اے بے شعور
مین تجھسے جو سیکھون مجھے کیا ضرور

مین خود جانتا ہون بفضل خدا
مجھے تو سکھائے تری اصل کیا

جلانے کو وہ بول اوٹھا وہین
جہاندار یہ جھوٹ اچھا نہین

بجز میرے بیشک یہ نادر عمل
نہین جانتا کوئی بھی آجکل

یہ نکلے جو الفاظ تقریر سے
لگے اوسکے سینے مین جا تیر سے

کلیجہ مشبک ہوا چھن گیا
دکھانے کو اسکے ہرن بن گیا

اوسیوقت ہرمز ہوا شادمان
کہا آپ اب جائیے گا کہان

غرض یہ کہ موقع جو کچھ پا گیا
تو اوس گل کے قالب مین خود آ گیا

وہان سے یونہین شوق مین رہ گئے
مڑا اپنے گھوڑے کو چمکار کے

مگر چونکہ وہ رشک ماہ منیر
قیافہ شناسی مین تھی بے نظیر

لگی دلمین کہنے اسے دیکھ کر
کراہے دل نہین کچھ وہ رشک قمر

پری اور آفت تھی آن کے
ہوئی جی کے دشمن تو خود جا کے

مگر مصلحت سے ہوئی سرنگون
جو پوچھا تو بولی کہ بیمار ہون

غرض اوسکا سینہ ہوا غم سے پر
دیا چھوڑ یک لخت سب خواب و خور

تپ غم سے رہنے لگی بے قرار
ہوئی اس سبب سے نحیف و نزار

ہوا شور محشر قیامت مچی
مگر ہان بہانہ سے عرصہ موت

گیا اور پھر فرخ شاہ سے | نجانا کسی نے کسی راہ سے
قضارا شہنشاہ عالی خصال | کہن سال تھا گر گیا انتقال
مگر چونکہ فرخ ستمگار تھا | رعیت کی آنکھوں میں وہ خار تھا
نماند ستمگار بد روزگار | بماند برو لعنت کردگار
بگڑ کر لڑا اور پائی ظفر | لیا چھین سب ملک و تاج و چتر

محل میں شب و روز رہنے لگا | جہاندار پھر ایک کہنے لگا
ہوا بعد اسکے یہی بادشاہ | کہ یہ بھی زمانہ کی ہے رسم و راہ
اوٹھایا جو پھر اک نے رنج و تعب | یہ بھی شور رہنے لگا روز و شب
قضارا کوئی شخص بہرام خان | جو سالار تھا سپہ کا وہاں
مگر آپ اوس نے یہ احسان کیا | کہ خود ملک آدھا اوسے دیدیا

چل اے ساقی اور پر لگا دے مجھے | وہ مے دے کہ بالکل اڑا دے مجھے
اسی کے نہ ملنے سے حیران ہوں | اگر جام پیلوں تو انسان ہوں
حقیقت میں ابلق ہے لیل و نہار | بدلتا ہے یہ رنگ دم میں ہزار

بعد مدت کے جہاندار شاہ پر فلک نا مہربان مہربان ہوا ہرن سے مینا اپنا مینا سے انسان ہوا تخت پدری پر جلوس فرمایا اور فرخ کو خاک میں ملایا

کبھی نوش ہے اور کبھی نیش ہے | کبھی دلبر مرہم کبھی ریش ہے
دغا دیکھ کر آدمی زاد کی | طبیعت کو وحشت تھی صیاد کی
ہوئی ایک مینا پڑی تھی وہاں | اسے دیکھتے ہی ہوا شادماں
نہو کچھ تو اڑنے کا آرام ہو | بہلا اس عمل سے یہی کام ہو
غرض بن کے مینا وہ رشک قمر | کہیں جا کے بیٹھا کسی شاخ پر
اڑے ہائے دنیا سے چرخ کہن | کہ اڑتے ہی پھکو دیا یہ محن
رہے آج تنگ جس کی خاطر خراب | کیا آہ سوزاں سے دلکو کباب
یہ مینا نہ در کی نہ گھر کی ہوئی | خرابی کہاں مشت پر کی ہوئی
غرض اسنے آکے قفس میں کیا | جہاندار کو اپنے بس میں کیا
کہیں ایک تکیہ جو آیا نظر | تو بیٹھا وہیں جاکے وہ بدگہر
نپلے میں تھے چونکہ اسوقت دام | کیا نذر وہ طائر خوش کلام
رہائی کی تجویز اب کیجیے | اسے آڑے ہاتھوں ذرا لیجیے
یہ سنکر تعجب سے بولا فقیر | ارے سن تو اے طائر بے نظیر
تجھے اب تو کچھ غم ہے ذرات کا | قفس میں کیا شکر کس بات کا
اسیواسطے شکر کرتی ہوں میں | کہ دم ایسے لوگوں کا بھرتی ہوں میں
تو طائر نہیں آدمی زاد ہے | سخن دام ہے تو بھی صیاد ہے
ضرورت کی کبھی اور کبھی دیر کی | بڑے لطف سے آجتک سیر کی

ہرن بن گیا جب جہاندار شاہ | تو وحشت سے لی ایک جنگل کی راہ
بیابان میں پھرتا تھا حیران سا | ملا ناگہاں ایک میدان سا
کہا اسکے قالب میں آجائیے | تو کچھ دن ہوا کی ہوا کھائیے
کبھی حضرت دل جو گھبرائینگے | تو جنگل سے گلشن کو اڑ جائینگے
وہاں بیٹھتے ہی پھنسا جال میں | کہا غم سے رو کے اسی حال میں
نظر میں جری پھر رہی ہے چھری | قضا ہی جو آئی تو آئی بری
ندیکھا اسے بھی دم واپسیں | کوئی دم میں پر ہونگے پھر نہیں
بس اتنے میں صیاد آیا نظر | تڑپنے لگا اور یہی دیکھکر
چلا گھر قفس کو ہلاتا ہوا | بہت شادماں کھلکھلاتا ہوا
لگائے جو حقہ کے دو چار دم | تو جاتا رہا دین و دنیا کا غم
ہوا مرغ زیرک بہت شادماں | کہ ابتلی اور کچھ دن امان
یہ کہکر کہا شکر پروردگار | کہ میں آج آکر ہوئی کامگار
کبھی کوئی نعمت جو بخشے خدا | تو بے شبہ ہاں شکر کیجیے ادا
کہا تیری صحبت سے بہتر کہیں | مرے واسطے کوئی نعمت نہیں
یہ درویش کو بات آئی پسند | کہا واہ اے جانور ہوشمند
کہا میں بھی ہوں حرم برج چمن | بہت سا اٹھایا ہے رنج و محن
ہوئے اور بھی پھر تو سائیں مگن | کہا مڑکے لے یار شیریں سخن

جو کچھ بات حاصل ہوئی کچھ نہین
جو دیکھا تو اک سحر عرفان تھا وہ
دیا مہربانی سے اوسنے جواب
کہا مہر روشن ہی کیون اسقدر
کہا غنچہ دل تنگ سا ہے کس لئے
کہا سرو ہے کس لئے سربلند
کہا سود بھی ہی کسی مین کہین
یہ سنکر بہت خوش ہوا وہ فقیر
نہ آتا تھا آرام اوس بن اوسے
عجب ہائے اور ہو کی تھی وہان پکار
کہین ایک دو سے جو پوچھا سبب
کہین اسکی بیٹی جو جھانکی وہان
وہین آئینہ کو بھی پھر چوم کے
وہ کہتا ہے سولی چڑھاؤ اسے
فقط اسکے سایہ کو دینا سزا
ہوئی دھوم پھر تو ادھر اور ادھر
تو مینا کو کچھ دیکے منگوا لیا
وہ سنتے ہی رونے لگی زار زار
نہین مفت مین راز کھلجائیگا
وہ یہ ہی کہ جب آہی وہ بیچیا
تپ غم سے اب مجکو سل ہوگئی
طبیعت سنبھالے سنبھلتی نہین
بہت دن ہوئے ہین دکھایا نہین
کہا ہان ابھی لیجئے جان من
غرض اوسکے قالب مین پھر آنگئی

بیان کر کہ کچھ عیب اسمین نہین
وہ طائر نہ تھا بلکہ انسان تھا وہ
کہ دیتی ہے یہ کلیجہ آفتاب
کہا ہے تجرد کا یہ بھی اثر
کہا فکر زر ہے اسے اس لئے
کہا راستی ہے خدا کو پسند
کہا بد کا ہرگز نہو ہمنشین
کہا تیری باتین ہین ناوک کا تیر
گیا شہر لیکر کسیدن اوسے
گیا یہ بھی اوس بھیڑ کو چیر چار
تو بولے کہ اسنے کیا ہے غضب
تو بچھ نیمجان ہوگیا نیم جان
کھڑے کا کھڑا رہ گیا جھوم کے
نہین تازیانے لگاؤ اسے
نہین خیر آگے تمہاری رضا
یہانتک کہ محلون مین پہنچی خبر
جب آئی تو الفت سے بوسہ دیا
اڑے ہوش اور ہوگئی بیقرار
مین مرجاؤنگا ہاتھ کیا آئیگا
تو تعظیم دیکر دکھانا ادا
مین کہا کھا کے غم سنگدل ہوگئی
کہین جاؤن لیکن بہانہ نہین
ابھی سے سنبھل جاؤن شاید کہین
یہ کہکر کہین سے منگایا ہرن
کھڑا ہوگیا آپ سے جان کر

کہا ہنسکے مینا نے ای غمگسار
لگی پوچھنے اس سے مین بولہوس
یہ عنقا کہا کیونکہ مشہور ہے
کہا کیون ہما ہی ہمایون بہاین
کہا مین نے گل کس لئے ہے غریب
کہا کیونکہ دنیا مین ہوئے بلا
کہا مین نے ہشیار کس کو کہے
کلیجہ سے اسکو لگاتا تھا وہ
وہان ہو رہا تھا کہین اژدہام
وہان جاکے کیا دیکھتا ہے فقیر
لئے آئینہ ہاتھ مین یہ شریر
پڑا عکس شیشہ مین اس ماہ کا
قضا اسکو لائی ہی قاضی کے گھر
وہ مینا یہ سنتے ہی بولی نہین
یہ سنتے ہی سب ہوگئے باغ باغ
سنا جب کہ اس سیمبر نے یہ حال
اکیلے مین مینا نے کی گفتگو
کہا شاہزادے نے خاموش ہو
وہ تدبیر کیجے کوئی سوچکر
جو اس بات سے خوش ہو وہ شاہزادہ
کبھی گل تھی پر آجکل خار ہون
بھلا آج وہ ہی دکھا دو عمل
غرض جب وہ آیا تو یہ ہی کیا
وہ آیا تو ایسا دبایا اسے
ادھر شاہزادے نے یہ دیکھکر

ملی ایک طوطے کو اب ویا کیا
کہ آخر ہے کیون صبح [illegible]
کہا چونکہ خلقت [illegible]
کہا صرف کرتا ہے یہ استخوان
کہا ہے شگفتہ روئی خوب چیز
کہا روکئے دل پہ تیر قضا
کہا جو کہ دشمن سے بچتا رہے
خوشی سے نہ پھولا سماتا تھا وہ
تماشے کو تے جمع سب خاص عام
جوان ایک خونخوار کھڑا ہے اسیر
کھڑا تھا ابھی زیر قصر وزیر
کیا اسنے شعلہ بلند آہ کا
تردد مین بیٹھا ہے قاضی مگر
کہ للہ ایسا نہ کرنا کہین
کہا واہ مینا ہی کیا خوش دماغ
ہوا تھا یہ جس کے سبب پائمال
سنایا وہ سب ماجرا مو بمو
مری جان سنبھل اور نہ بیہوش ہو
کہ اس بیخبر کو نہو کچھ خبر
تو کہنا کہ سنئیے جہاندار شاہ
بھلا کون مدت سے بیمار ہون
کہ لیتے تھے تم جس سے فال بہار
بڑے ناز و غمزے سے فقرہ دیا
کہ بیجان ہوکے گرا یا اوسے
قفس ہی مین [illegible]

… ہر بالکل فضول
… ہ معشوق عاشق بہم
ہوئے … باہم سب امیر و وزیر
کئے … پھر لعل و گوہر نثار
گنوا جسنے کھو دا تھا میرے لئے
کیا خود حرامی کو اُسنے حلال
بکر رحمت تو اے ساقی بے خبر
پلا مے نہین تو جلا دونگا مین
ہوا جب جہاندار پھر بادشاہ
سنا حال جس وقت بہرام کا
لکھا ایک نامہ بڑی دہوم سے
وہ ہرمز جو ڈرتا تھا مارا گیا
کہا ہنسکے مین خوف کرتا نہین
یہ سنتے ہی رخ اوسکا پیلا ہوا
اٹھے وہ شہنشاہ سے کیا بساط
چلے آگے آگے سناتے نقیب
ہوئے ایک جا آکے دونو بہم
یہ تھی گفتگو اُن کی اُس حال مین
یہی ہے کہ وہان جوتیان کھائینگے
گر بچ گئے تو ہمارا سلام
نگر جو شجاعت کا بہرتے تھے دم
ملے دونو لشکر چلی تیغ تیز
زمین ہلگئی کانپ اوٹھا فلک
ہزیمت بر افتاد بدخواہ را
… لوٹے مین مال و زر بیشمار

کیا جلا اپنے بدن مین حلول
کہلے غنچۂ دل گئے درد و غم
تو خوش ہو کے بیٹھا شہ بینظیر
دوبارا ہوا فضل پروردگار
پڑا ہے وہ منہ اوس بدن نہ کئے
پھر اُٹھے جس وقت کچھوے کی کھال

اٹھا اور اُٹھکر ہوا اب کھڑا
دوبارا جو فضل الٰہی ہوا
وہ ہی قصۂ غم سنایا اونہین
کیا شاہزادے نے شکر خدا
یہ کہتے ہی صورت بنائی بری
بچا گوشت یا ایک دو ہڈیان

جب جہاندار بادشاہ ہوا تو بہرام خان سے لڑائی ہوئی خوب زور آزمائی ہوئی آخر کو شہزادہ نے فتح پائی دشمن مارا گیا فوج نے پیٹھ دکھائی

تو تنگ آگیا سنتے ہی نام کا
کہ یہ بات بیجا ہے محکوم سے
سر اُس بے حیا کا اُتارا گیا
لڑائی بھڑائی سے ڈرتا نہین
ملی شہ کو لڑائی کا حیلا ہوا
نکی اوسنے افسوس کچھ احتیاط
کہ نصر من اللہ فتح قریب
علم کی جوانون نے تیغ الم
کہ ہمکو قضا نے لیا جال مین
مگر جان ہی سے کہان پائینگے
کبھی نوکری کا نہ لیوینگے نام
وہ رکھتے تھے بڑھ بڑھ کے آگے قدم
گرے اور اُٹھے ہوئے رستخیز
لہو سے بنا لعل مریخ تک
جہان دار شاہی جہان شاہ پر
کیا جان نثار و نیہ وہ سب نثار

کہا یہ بڑی شرم کی بات ہے
چلا آ جو دل اپنا رکھتا ہے صاف
لکھا حال باقی کا سب مختصر
عدو کے لئے مرگ ناکام ہون
بفرمود تا اسپ را زین کنند
مہیا غرض کر کے سامان جنگ
اُدہر سے بھی سب لیکے کچھ پہلوان
جو نامرد تھے تھرتھرانے لگے
کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی تھی جنگ
لڑائی بھڑائی کچھ اچھی نہین
سپاہی کے جینے کا کیا ٹھیک ہے
مزا انکو آتا تھا تلوار پر
بہا خون بہانے سے دریائے خون
ہوا قتل آخر کو بہرام خان
بلشکر خدا روئے بر خاک سود
ہوئے دوست اور لعو باشادمان

تو ڈر کر زمین پر ہرن گر پڑا
نئے سر سے پھر جشن شاہی ہوا
یہ سنکر تعجب سا آیا اونہین
کہ مین بھی بلا اس سے ہو کر جدا
ہرن کو پکڑ کر لگائی چھری
وہ کترون لے لیکن آنسے ہی نہ سجا
مری آہ مین برق کا ہے اثر
ترے سیکڑہ کو ہلا دونگا مین
تو کی رحم سے مملکت پر نگاہ
کہ ملک اس قدر غیر کے ہات ہے
نہین مین ہون اور تیغ خارا شگاف
ہوا اوسکو لیکن نہ مطلق اثر
کہ مین نام کا اپنے بہرام ہون
دم اندر دہن نائے زرین کنند
چلا آپ شہزادہ شیر جنگ
چلا جان دینے کو بہرام خان
سر دست انکو آنے لگے
گیا ایسی تیسی مین ناموس و ننگ
خدا ہمکو گھر لیکے پہنچے کہین
بس اب آج سے ہم ہین اور بہاک
فدا جان کرتے تھے ہر وار پر
ہوئے بلبلے کاسۂ واژگون
کہلا فتح کا اسطرح سے نشان
کہ فتح از خدا آمدش در وجود
ملی خاک مین خاک بہرام خان

صرورت [unclear]

نہ باقی رہا ملک و دولت کا نام
پلا ساقیا اور اک جام مُل
غمِ عشق باقی ہے دل مین ہنوز
حسینون کا رکھتا تھا از بس خیال
بڑی مشکلون مین ہوا جب وصال
مگر جب وہ لشکر ٹھہر کے مارا گیا
نہ گلشن رہا اور نہ مالی رہا
وہ دونون غرض گھر سے بیگھر ہوئین
بلا کھا لیا ورنہ فاقہ کیا
ہوئی جب کہ بڑھکر وہ لڑکی جوان
کہا مانے دل مین کہ اسکے تئین
گیا اور قاصد نے دیکر دعا
جسے جھک کے سجدہ کرین مہر و ماہ
شرف سنبلہ مین ہو خورشید کو
وہ چہرہ جو ہے غیرتِ آفتاب
کہین دیکھ لی ہے جو اُسکی ادا
یہ سنتے ہی وہ صاحبِ تخت و تاج
روانہ کیا آپ اپنا وزیر
دیا مانے جو کچھ کہ مقدور تھا
اوسی پر فدا جان اور دل کیا
مین اب وخت زرشتہ لگاتا نہین
کہون کس سے اور کیا زمانہ کا حال
ہوئی جب یہ شادی جہاندار کی
لگی آگ بانو کے دل مین کمال
سُلا سیخ بھی ہی جیکہ یون سو گئے آ

بہرام خان کی لڑکی غزالؔ تاتاری سے جہاندار کی شادی ہونا ایک گھر مین دوسری آبادی ہونا

مین کرتا ہون اک نالۂ سینہ سوز
کہ تھا حضرتِ عشق کا پائمال
تو پہلے ہی لڑکی ہوئی خوشجمال
وہ ملک اور وہ مال سارا گیا
نہ دارش رہا اور نہ والی رہا
گیا سر سے سردار بے سر ہوئین
نہ اس روگ سے کچھ افاقہ کیا
تو ہونے لگا حور کا سا گمان
کسی بادشاہ سے بیاہون کہین
پیام زبانی کیا سب ادا
صفائی سے رخ پر نہ ٹھہرے نگاہ
حمل سے نکل آئے تقلید کو
تو ہے زلف کو خود بخود پیچ و تاب
تو محشر کو آتی ہے آتے حیا
کہ تھا روز اول سے عاشق مزاج
کہ لے آئے جا کر وہ ماہ منیر
بھلا تنگ کب اوسکو منظور تھا
جو کچھ مدعا تھا وہ حاصل کیا

سُنا ہے کسی سے کہ بہرام خان
کہین سے کوئی دیکھ زہرہ جبین
وہ رکھتا تھا اوسکو بڑی چاہ سے
تو وہ ناز و نعمت کی پالی گئی
دمِ سرد خارِ مغیلان ہوا
کہین ایک گوشہ مین بیٹھنے لگین
مگر چرخ بے رحم کے جبر سے
نکلتا تھا جی تن سے یہ آن تھی
یہی سوچکر دل مین حاصل کلام
کہا حور ہے قابلِ دید ہے
اگر رخ پہ گیسو کو وہ چھوڑ دے
اگر دیکھ پائے کہین سے جھلک
وہ کوٹا سا قد وہ قیامت کی چال
خجالت سے اوٹھتا نہین ہے قدم
ہوا دل سے مشتاق اُس حُسن کا
گیا اور مژدہ سُنایا اوسے
اُسے دیکھکر شاہ عالی مقام
یہانتک کہ بانو کا بھولا خیال

غزالؔ تاتاری کے باعث بہرو بانو کے دل مین آتش حسد بھڑکنے لگی مرغ بسمل کیطرح پھڑکنے لگی شمع سان سر سے پاؤن تک جل گئی دماغ مین یہ سودا سمایا کہ گھر سے نکل گئی جہاندار نے گو نامہ لکھکر بلوایا نہ آئی صاف جواب سنایا۔

ہوئی یک بیک ا[illegible]
کہ تازہ کھلا میرے
کسی وقت مین جب کہ ہوگا جوان
یہ بہرام عاشق ہوا تھا کہین
کہ تھی حسن مین بڑھ کے وہ ماہ سے
سعہ ماں کے گھر سے نکالی گئی
وہ گلزار بالکل بیابان ہوا
زمانے کی آفات سہنے لگین
وہ بیٹھین رہین شکر اور صبر سے
غرض ہر طرح آفتِ جان تھی
جہاندار کو اوسنے بھیجا پیام
یہ چار دہ رشکِ خورشید ہے
تو گویا شب و روز کو جوڑ دے
لگے مہر کے دل پہ تیرِ فلک
وہ طوبے بھی دیکھے تو ہو پائمال
اسی سے ہے فزا کا ہر روز دم
پتنگہ بنا شعلۂ طور کا
غرض ساتھ لینے وہ لایا اُسے
ہوا جوشِ الفت سے گویا غلام
بُری ہی بُری ہے شراب وصال
اگر وہ بُلائے تو جاتا نہین
جسے دیکھیے غم سے ہو پائمال
تو باتین ہو کہین الفت و پیار کی
ہوئی غم سے وہ بدر گھٹ کر ہلال
تو کیونکر نہ کم سن سے اپنے ہو مونت

[...]و پہلے کوئی کہین
دل و جان تہی یہی زہرہ جبین

[...]ہی یہ گل کہلانے لگی
کہ کانٹے جگر مین چبھانے لگی

بہلا اسکو اسکی کہان تاب تہی
دم گرم پر آب سیماب تہی

گئی ایکدن سیر گلزار کو
کہ بہتر ہے گلگشت بیمار کو

چبہا خار دل مین تو رونے لگی
شجر غم کا سینے مین بونے لگی

گلستان مین ایسی پڑی کھلبلی
کہ گل بے کلی سے ہوئے پہر کلی

وہان دل کو افزون ہوا پیچ و تاب
ذرا اور ٹہیری بڑہا اضطراب

تڑپتی ہوئی غم سے جاتی تہی وہ
شجر اور حجر کو رلاتی تہی وہ

جگہ خوش تہی سبزہ تہا کوسون تلک
ارم کی سی کچھ تہا بہار جھلک

کہین کبک تہے اور کہین مور تہے
کہین قمریون کے عجب شور تہے

کہا دل مین تکیہ بناؤ یہان
دیا حکم خیمہ لگاؤ یہان

کیا ٹکڑے ٹکڑے بدن کا لباس
وہ دہونی رمی آہ کی آس پاس

لئے رخ پہ گیسو کئے تار تار
کیا آنسو پرو کے بناؤن گی ہار

یہ صورت بنا کے وہ بیٹھی وہان
رہا روز و شب شغل آہ و فغان

ہوا گو کہ دل جل کے خاک سیاہ
مگر تہا زبان پر جہاندار شاہ

کیا آہ نے آخرش کو اثر
جہاندار کو بھی یہ پہنچی خبر

اکیلی فرسے [...] سدا
جہاندار تہا دل سے اُسپر فدا

میان اور بی بی کو دو دو کر دیا
گہسی جل مین سینہ مین غم بہر دیا

دل ہی دل مین جل جل کے مرتی تہی وہ
اب سے مگر اُف نکرتی تہی وہ

وہان گل کو دیکھا جو بلبل کے ساتھ
تو اُف کر کے رکہا کلیجہ پہ ہاتھ

یہ بگڑی تو گلشن بگڑنے لگا
ہر اک نخل پاؤن رگڑنے لگا

شجر آتش غم سے جلنے لگے
رہے برگ وہ ہاتہ ملنے لگے

غرض آپ ہی آپ گھبرا گئی
جنون ہو گیا سوئے صحرا گئی

بلا ایک چشمہ کہین ناگہان
ذرا دل جو ٹہیرا تو ٹہیری وہان

وہ سبزے مین پانی کی نہرین عجیب
مؤدب کھڑے سرو اُسکے قریب

جو گل تہا وہان عطر آمیز تہا
وہ صحرا عجائب جنون خیز تہا

اوسیدم دیا پہینک زیور اوتار
کہا دل سے یہ دل کہان تک سنگار

پہن لی اُسی وقت کفنی سپید
کہا اب نہین زندگی کی امید

کہا پہر کنایہ سے گلفام نے
رہی ہجر کی شب سدا سامنے

نہ کہاتی نہ پیتی نہ سوتی تہی وہ
مگر ہان شب و روز روتی تہی وہ

محبت بلا ہے محبت بلا
کہین جیتے جی بہولتی تہی بہلا

ہوا خود بخود حسن کے دلکو الم
کیا اسطرح ایک نامہ رقم

نامہ

[...]ہے تو ہی میرے دلبر صنم

مگر بت سنگدل شوخ چشم
جفا جو صنم تندخو زود خشم

گلشن حسن و رشک چمن
سمن بر گل اندام گل پیرہن

مین تجکو دیکھا کئی روز سے
برا حال ہے آہ جانسوز سے

گریبان کے دامن تلک تار ہین
جگر چاک وحشت کے آثار ہین

میرے منہ سے شعلہ نکلنے لگا
جگر ساتھ ہی دل کے جلنے لگا

مین کیونکر کرون خار غم کا بیان
زبان منہ مین ہے مثل برگ خزان

دہوان سا ہے آہون کا چھایا ہوا
مرے سر پہ الفت کا سایا ہوا

ستم جان من یہ ستم پر ہوا
کہ تو شمع ہو کے پتہر ہوا

مہ حسن شمع شبستان غم

دلارام دلدار دلبر حبیب
مسیحائے جان درد دل کے طبیب

کیا ہجر سے کیون مجھے پائمال
دیا کیون مجھے درد و رنج و ملال

نکلتا ہے آنکھون سے دل ہو کے خون
خبر لو کہ ہوتا چلا ہے جنون

بجز غم کے کچھ اور کہاتا نہین
قسم ہے کہ کچھ مجکو بہاتا نہین

کیا آہ نے میرا خانہ خراب
مجھے دل سے آتی ہے بوئی کباب

سدا شمع سان مین یہ رویا کیا
کہ خالق نے مجکو نہ گویا کیا

یہی چاہیئے واہ اے تند خو
کہ یون تیغ غم سے بہا دو لہو

مین پروانہ سان جلگیا آپ پر
مگر ہائے پروا نکی الحذر

مین تیرے لئے جان جوگی ہوا
لگی آگ سر سے جلا پاؤن تک
صبا نے مری خاک برباد کی
مین سمجھا مین سمجھا مسیحائے جان
مین بھولون تمہین تو یہ ممکن نہین
نہ دیکھون کبھی پھر نظر ماہ کو
اگر تجھسے پھر جائے دل اے صنم
خوشامد سے ہرگز مین کہتا نہین
بس اب لن ترانی نہ فرمایئے
تپ غم سے مرنے کو تیار ہون
اگر جان من تمکو منظور ہو
شہ ملک خوبی و حسن و جمال
شہنشاہ تاج نزاکت لبسر
کرون کسطرح شکر اے بادشاہ
شہنشاہ تم ہو تو ہون مین فقیر
گلستان مین موجود ہو گل اگر
مگر کیا تعجب کہ ابر بہار
کیا جان و دل ہین لئے اوسپر نثار
ہوئی رفتہ رفتہ مین بیرانہ سر
وہ رشک پری غیرت حور ہے
وہ ہونٹھ اوسکے دیکھو تو ہے لودیا
جلے جی ہی جی مین خاکسار
اسی سے بھلا خیر لوری پڑے
چھڑایا مجھے ماں سے اور باپ سے
نہ اب کوئی مونس نہ غمخوار ہے

محبت کے غم کا بروگی ہوا
نہ کی آہ غم سے نہ جھپکی پلک
ملی خاک مین خاک ناشاد کی
ہوا اور شاید تمہین کچھ گمان
مجھے ایکدم چین تم بن نہین
بخوبی یہ روشن ہے اللہ کو
اسے سینکڑون مجکو تیری قسم
سوا تیرے کچھ دھیان رہتا نہین
مرا حال سنتے ہی آجایئے
بہت دق ہون جینے سے بیزار ہون
تو یہ ضعف دم بھر مین سب دور ہو

رخ و زلف پر جان کھویا گیا
نتیجہ یہی اس کا ایجان ہوا
بھلا مینے کیا ایسی تقصیر کی
قسم ہے کہ وہ حرف بہتان ہے
تمہین دیکھنا صرف منظور ہے
مرے پر بھی غم یہ تو جاتا نہین
محبت تری آب او رگل مین ہے
مین ہون بندۂ عشق او نازنین
مسیحا ہو آؤ اوٹھاؤ مجھے
مین لکھتا ابھی اور کچھ حال غم
یہ بانو کو پڑھ کر ہوا اضطراب

جواب نامہ

ز حالات دیوانگان بے خبر
کہ نکلی یہ پیغام کی رسم و راہ
تمہین عیش مین ہم قید غم مین اسیر
تو پڑتی نہین خار پر بھی نظر
برابر سمجھتا ہے گل اور خار
مجھے اوسکے بخشا بہت افتخار
بجز حق کے اب کون لیوے خبر
تمہین وصل اوس گل کا منظور ہے
کرو نقل پوچھو کسی سے نہ بات
خطا ہے بتادو کہے شرمسار
محل مین رہین شاد چھوٹے بڑے
توقع نہ رکھتی تھی یہ آپ سے
فقط دل ہی پہلو مین سوفار ہے

جھکاتی ہون سر اپنا تسلیم کو
کیا مہربانی سے نامہ رقم
فقیرون سے نسبت نہین شاہ کو
سمن بر اگر بر مین دلدار ہے
مجھے آپ ہی آپ ہے پیچ و تاب
کیا مجکو قسمت نے تیری جدا
ہوا اور سوا تمہین آج کل
دہن تنگ شکر سخن قند ہے
دہان آن کے مفت کوئی مرے
کوئی بات بندی نکالے کہین
نکل آئی ہین آپ اے گلعذار
برے ہی کوئی تم بھی بیدرد ہو
کھٹکتا ہے نشتر سا لیل و نہار

اندھیرے اجالے مین رویا کیے
دھوئین کی طرح مین پریشان ہوا
کہ جو تمنے ناحق یہ تدبیر کی
خدا آپ ہی پر مری جان ہے
بلا ہے اگر سامنے حور ہے
تمہین ہائے افسوس آتا نہین
ترا عشق جسکی جگہ دل مین ہے
ترا نام لونگا دم واپسین
جلانا کہان کا جلاؤ مجھے
مگر ضعف سے کانپتا ہے قلم
اوٹھی اور اوٹھکر لکھا یون جواب
مہ چرخ اقبال عز و جلال
مقام سمجھتی ہون تعظیم کو
کرم ہے کرم ہے کرم ہے کرم
کرون کیون نہ سجدہ مین اللہ کو
تو پھر خار کا ذکر بیکار ہے
کہ لکھون مین نامہ کا اب کیا جواب
تمہین وصل سے شاد رکھے خدا
تری دیکھکر دل مین آیا خلل
لیا ایک بوسہ کہ لب بند ہے
سوا اسکے لڈو نہین ہین دہر
تو وہ سیمبر فی نکالے وہین
کھٹکتی تھی آنکھون مین مانند خار
جفا مین خدا کی قسم فرد ہو
برستا ہے آنکھون سے ابر بہار

ہے مرے دل پہ کچھ داغ سا
یہ کچھ عشق کرنے سے خوبی ہوئی
تڑپ کر اگر دم نکل جائے گا
کھلی آنکھ مردم رہین ہوشیار
یہی چیرہ دستی ہے گردرد کی
اب اصغر گریبان کردتار تار
لگائی ہے نالے نے آتش مجھے
مگر جو نہ آتا تھا آجائے گا
رہون گی مین جنگل مین شام و سحر
مین جل جاؤنگی شمع سان تا قدم
مین شیرین تھی اب شکر ہادھون
میرے آبلون مین وہ تیزاب ہے
ہوا آہ سوزان سے سینہ تنور
زبان پر تو گو آہ و فریاد ہے
یہی درد او غم مین مر جاؤنگی
نہو یگی دیدار کی آرزو
ارادہ تھا کیجے حسد کا بیان
یہ قصہ تو ہرگز نہوگا تمام
گیا جب یہ نامہ جہاندار پاس
عدہر ہے تو اے ساقی رشک حور
پلا ایسے بھر بھر کے دس بیس جام
فقط تو نے ہر بار دیے کے شئے
سنا او خرابات کے پادشاہ
وہ نامہ نہ تھا نقش تسخیر تھا
وہان جا کے دیکھا تو یہ حال ہے

کھلا ہے جگر پر مرے داغ سا
کہ رہتی ہون اشکون مین ڈوبی ہوئی

مقدر نے یہ کچھ دکھایا مجھے
اگر زہر کھانا نہوتا حرام

غزل جواب نامہ

لہو کا یہ چشمہ ابل جائیگا
کلیجہ سے دل اکہل اچل جائیگا
اسی شغل مین دل بہل جائیگا
یہ اب اشک ہی سے بجھے تو بجھے
مدد آپ ہی عشق فرمائے گا
نکالون گی آنکھون سے لخت جگر
مگر ہان قسم ہے نہ ماروںگی دم
کوئی دن مین مجنون کی استاد ہون
کہ خار مغیلان کا دل آب ہے
بس آنکھون سے طوفان کا ہو گا ظہور
مگر دل مین تیری فقط یاد ہے
مگر اب وہان مین نہین آؤنگی
تو دل صاف کہتی ہون اے ماہ ہر
مگر فائدہ کیا ہے اے جان جان
کیا مختصر مین نے صاحب سلام

جگر مین مرے آگ ہی بھڑک رہی
سناؤن اگر درد دل آپ کو
پہلا مین سمجھتی تھی کیا درد غم
مین روتی ہون رونا یہ آتا نہین
مری عمر یون ہی گذر جائیگی
ملادونگی یہ جیوڑا خاک مین
اگرچہ یونہین کام ہو جائیگا
اگر آہ کھینچون گرے آسمان
نکلتے ہین چھالون سے جسدم شرر
بہے گی ابھی زورق کج خرام
نہین ہوا اتنا تیرا دم بھر خیال
جو منظور ہو گی منگانی خنجر
مرے دل مین رہتا ہے تیرا خیال
ادب سے یہان تو زبان بند ہے
مبارک ہو تمکو صنم کا وصال

جہاندار ایسا جواب سنکر بیتاب ہونے لگا منہ پر رومال دہر کر رونے لگا آخرش تاب نہ لایا خود جاکر ہمراہ لے آیا

زبردستیون سے پلائی ہے مے
ذرا میری توبہ کا رہیو گواہ
جہاندار سنتے ہی تصویر تھا
کہے اشک دامن مین کیا لال ہے

مری آنکھ اٹھتی نہین لاج سے
ہوا رام آخر کو چرخ کہن
لگی چوٹ دلبر جہاندار کے
نہ سر منہ کا جل نہ مسی نہ پان

کہان اشک نے لا ڈبایا مجھے
تو کہا کر یہ قصہ ہی کرتی تمام
تو جی آپ ہی سے سنبھل جائیگا
اگر ہاتھ رکھا تو جل جائیگا
مریجان کلیجہ دہل جائیگا
مجھے چرخ نے یہ دکھایا ستم
مری آگ کو یہ بجھاتا نہین
سمجھ کس طرح سے نہر آئیگی
کیا عشق نے میرا دم ناک مین
مگر عشق مین نام ہو جائیگا
فرشتے کہین الامان الامان
تو پڑتے ہین میرے قدم انکر
کہان نوح ہین اب علیہ السلام
کیا خوب الفت نے مجکو نہال
تو کافی ہے ای جان یاد سحر
تصور مین دیکھا کرونگی جمال
اگر زہر بھی ہے تو وہ قند ہے
مجھے درد و آلام رنج و ملال
تو پھر کر نہایت ہوا وہ اداس
مرا شیشہ دل ہوا چور چور
کہ قصہ ہی ہو جائے بالکل تمام
لبل بھی مین نے تو بہی کی آج سے
نہ باقی رہا درد رنج و محن
گیا پاس دوڑا ہوا یار کے
مگر ہان فقط ایک ادنے سے دہیان

نہ کھانا نہ پاتا نہ شاہی لباس
نکلتا ہے شعلہ سا ہر دم کے ساتھ
جہاندار نے جب کہ دیکھا یہ حال
یہی ہے یہی عشق کی رسم و راہ
نہایت ہی عاشق تھی وہ گلعذار
کیا شکر سو سو طرح سے ادا
مرے آپ مالک مرے آپ شاہ
جہاندار نے پھر اُٹھایا اُسے
بس اب کیجئے دل سے غصہ کو دور
رہے عمر بھر چین و آرام سے
کٹے عمر سب کی اسی طور سے
دعا ہے کہ ناشاد ہو جائیں شاد
رہیں شاد و خرم سدا والدین
یہ غربت کی جاتی رہے فکر بھی
کرون کس طرح شکر خالق ادا
الٰہی جو اس کو پڑھے شاد ہو
اگرچہ میں اس فن میں ماہر نہ تھا
زبان روک اصغر زیادہ نہ بڑھ
ہوئی مثنوی جب سفر میں تمام
کہا سب پڑھ کے احباب نے
دکھائی جو ہاتف کو یہ مثنوی
نئی مثنوی تو نے اصغر لکھی

پڑی ہے یونہیں بوری پر اداس
کلیجہ پہ ہے ایک کا دل پہ ہاتھ
تو فرطِ محبت سے رو دیا کمال
گدا ہو کہ ہو ملک کا بادشاہ
یہ سمجھی تو دل میں ہوئی شرمسار
کہا آپ پر سے کرون دل فدا
مرے دین و دنیا کے پشت پناہ
بہ الفت گلے سے لگایا اوسے
کہ انسان سے ہوتے ہیں اکثر قصور
رہی صرف صحبت مے و جام سے
بچاوے خدا چرخ کے جور سے
ملے نامرادون کی دل کی مراد
کہ ہے جنکے باعث مرے دل کو چین
نہ غم کا رہے نام کو ذکر بھی
جو چاہا وہ ہی اوسنے بخشا سدا
غم و رنج دنیا سے آزاد ہو
فقط شوق رکھتا تھا شاعر نہ تھا

وہ رنگین آنکھوں سے جاری ہیں اشک
زبان پر یہی ہے ارے واہ واہ
ہوا دھوپ میں اس طرح سے کھڑا
میسر کہاں ہیں قدم یار کے
ہٹی اور کچھ دل میں اپنے رکی
کنیز آپ کی اے خداوند ہون
ہوئی مجھ سے تقصیر کیجے معاف
کہا آپ جانی مری جان ہیں
غرض صاف دونون کے دل ہو گئے
فرحبخش رہی اور نہ کچھ غم رہا
نہ ہو کوئی دنیا میں اندوہگین
خدا دوستوں کو بھی رکھے بہم
بس اب میں ہون اور اکبرآباد ہو
بچاوے خدا شر و طوفان سے
ہوئی مثنوی جبکہ میری تمام
مرے دل کے مقصد بر آدیں تمام
مگر جسنے دیکھا کہا آفرین

گراتا ہے ابر بہاری کو رشک
کیا خوب اے عشق تو نے تباہ
کہ جا سر کا سایہ قدم پر پڑا
نہیں سر کو پھینکیں ابھی وار کے
پھر آتے ہی قدمون پہ اُسکے جھکی
اگر غم کبھی دیجئے تو خورسند ہون
کیا عقل کے خیر میں نے معاف
بہت آپ کے مجھ پہ احسان ہیں
وہ خوش ہو کے اپنے محل کو گئے
سدا عیش و آرام ہمدم رہا
نہ آوے کبھی نام غم کا کہیں
نہ ہووے غذا اُنکی درد و الم
گلستان ہوا اور سرو آزاد ہو
اُٹھا دے یہاں سے تو ایمان سے
تو رکھا بہارِ خرد اس کا نام
بحقِ محمد علیہ السلام
ترے سحر کرنے میں کچھ شک نہیں
جو افسون ہے یہ تو پھر افسون نہ رہے
کہا رنگ لائی خزان میں بہار
کہا شکر و احسان پروردگار
تو وہ ہنس کے بولا از راہِ کرم
اٹھارہ سو باسٹھ زیادہ نہ کم

تاریخ تصنیف طبعزاد سید اصغر علی اکبرآبادی مصنف مثنوی

تو ہاتف سے میں نے کیا آشکار
سخن میں یہ گل گوہر آبدار

دل و جان سے اُسنے کچھ جان کے
ہوئی جبکہ اصغر کو اسکی خبر

ایضاً

نئی کوئی تاریخ بھی کر رقم
کہا میں نے سن ہجری و عیسوی

تمام شد کتاب لاجواب مسمے مثنوی بہار خرد مطبع گلشن ہند
واقع کوچہ حکیمان آگرہ طبع ہو کر مشہور خاص و عام ہوئی۔ بتاریخ [illegible] ماہ
اگست سنہ ۹۳ء

مختصر فہرست کتب تجارتی مطبع گلشن ہند واقع کوچہ حکیمان آگرہ

جو صرف نقد قیمت یا بذریعہ ویلو پی ایبل پارسل روانہ ہو سکتی ہیں۔

علاوہ بریں ہر ایک قسم کی چھپائی اردو و فارسی و انگریزی و عربی و سنسکرت بکفایت ہو سکتی ہے نیز دیگر اشیاء و کتب کمیشن پر مل سکتی ہیں۔

نام کتب	قیمت
قرآن مجید مترجم ومحشی تقطیع کلان	سے/
حمائل شریف مترجم ومحشی	۸/عہ
دلائل الخیرات معہ مجموعہ وظائف خوشخط جلی قلم	۸/
درود التاج معہ ترجمہ	۱۰/
تفسیر عزیزی سورۂ فاتحہ	۸/عہ
سرور سلطانی از مصنف فسانہ عجائب	۱۰/
انوار سہیلی اردو بامحاورہ	۱۴/
منتخب الحکایات از مصنف مرآۃ العروس وغیرہ	۵/
جمال العرائس تعلیم نسوان بہ پیرایۂ قصہ۔	۴/
قصہ ٹھگ دو حصہ سوانح عمری خود بزبان ٹھگ	۱۵/
قصہ تاج کامیابی بیان علوم مختلفہ بہ پیرایۂ ناول	۵/
فسانہ شیرین نام سے شیرینی ٹپکتی ہے۔	۹/
سدا مان حیرت بجالا کی زنان۔	۱/
افسانہ عجائب بجواب فسانہ عجائب۔	۵/
دستان تہذیب تہذیب کا خزانہ	۴/
قصہ گل وصنوبر باتصویر۔	۱/
ببر نابالغ باتصویر نام سے شوخی اور چلبلا پن معلوم ہوتی	۸/
مرآۃ العروس تعلیم نسوان از مولوی ڈپٹی نذیر احمد	۱۰/
ناول مسعود نہایت عبرت خیز قصہ ...	۴/
ثمرہ دیانت دیانت کی خوبیاں	۴/
[illegible] کی کہانی بطرز ناول۔	۴/
[illegible] تہذیب کا طلسم۔	۱/
[illegible] کی نقل۔	[illegible]

نام کتب	قیمت
شکر بی کی نقل	۱/
شنگھر سہیلی خاص بیگمات دہلی کی زبان کا قصہ	۱/
اندھیر نگری چوپٹ راج ...	۱/
ہندوستان کسکا	۱/
مرقعہ دلپذیر تیموریہ بیگمات کے فوٹو معہ تواریخی حالات ...	۶/
تذکرہ زنان مشہور ہند	۲/
گلشن جانفزا قصہ دل پسند بجواب فسانہ عجائب	۸/
شورش عشق بجواب فسانہ عجائب وگلشن جانفزا	۶/
الف لیلہ دنیا زاد بطرز ناول جس میں سب قصے نئے اور اچھوتے ہیں۔ ...	۱۲/عہ
الف لیلہ شہرزاد بطرز ناول باپیرایہ قصص جدید	۴/عہ
فیروز گلنار شکسپیر کے ڈراما کا ترجمہ	۶/
عصمت بیان پاکدامنی بطرز ناول	۸/
قصہ ممتاز ...	ع/
مکتوبات حضرت خواجہ معصوم مطبوعہ نظامی	۴/
تفسیر ابر کرم ...	۱۱/
جواہر خمسہ عظیم مجموعہ نقوش و تعویذات و اعمال مجرب ...	۵/
جواہر خمسہ اردو پنج نقوش وظائف	۶/
سفر السعادت اردو حدیث میں	۱۰/
حصن حصین اردو۔ ایضاً	۱۰/

نام کتب	قیمت
رفاہ المسلمین اردو حدیث میں	۴/
مفتاح الجنان ترجمہ حصہ سوم قصہ میں	۱۰/
ترکیب الصلوٰۃ نماز کے بیان میں۔	۱/
ارمغان یوسفی ...	۴/
تذکرۃ الفقرا	۱۴/
حجۃ الاسلام حقیقت اسلام بہ پیرایۂ سوال وجواب	۱/
فتویٰ جواز یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ	۲/
تکملہ جواہر خمسہ المعروف بہ نوائے حسنہ	۴/
خیالات نادرہ تصوف میں۔	۱۰/
تذکرۃ الاولیاء ...	۱۵/
نسب نامۂ کلان معہ ہفتاد وملت	۳/
ضیاء القلوب از حاجی شاہ امداد اللہ صاحب	۲/
معمولات مظہریہ تصوف میں	۸/
حکایات الصالحین عربی معہ حل اللغات	۴/
واقعات ولی (مطبوعہ نظامی)	۱/
راحت القلوب ملفوظات بابا فرید شکر گنج	۵/
مقامات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی	۸/
احوال الصادقین فی حکایات الصالحین	۴/
مجموعہ رسائل مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محتوی بہ مختلف علوم۔	۳/
فرائض نعیمی در تقسیم وراثت۔	۹/
مسلمانی کی چالیس باتیں	۲/
معدن الاعمال والمسائل مسائل و دعا و تعویذ	۸/

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمب	نام کتب
خیر الکلام وبناء اسلام حقیت اسلام مین	۱/	مفتاح الجفر جفر مین	۱۵/	قرابادین ذکائی
کنز الفرائض محمدی معہ ترجمہ اردو سراجی کو شریفیہ	عہ	نوبادۂ منظر فارسی	۲/	قرابادین احسانی ......
زینۃ الایمان مسائل حدیث مین	۷/	منشارت برہمن	۳/	معجون حیات درازی حیات کا نسخہ
رحمت الرحیم درذکر نبی کریم صلعم	۵/	انشاے دولت رام	۱/	تکملۂ بیدک ......
ترجمہ مفتاح الجنان حصہ اول ودوم	۸/	صحیفۂ شاہی از ملاحسین واعظ۔	۱۴/	مجربات ہندی نقوش وتعویذات ونسخجات مجرب
حیرت الفقہ	۱/	رقعہ گلستان حکمت	۱/	رسالہ علاج المواشی
تردید الابطال دررد نیچر وغیرہ	عہ	انشاء سرور از مصنف فسانہ عجائب	۵/	بہارستان زندگی بہار لذت پرستان
تافہ خریداران مسائل خرید وفروخت	لعہ	انشاء منیر	۳/	مطلب شہابی ......
انیس الواعظین	۹/	شمامہ مشام افروز نام سے دماغ معطر ہے	۳/	دریا طلسم مجموعہ نسخجات وتعویذات وغیرہ
زبدۃ الاوطار فتاوی امام اعظم رحمۃ اللہ	سے/	لذت الافہام مجموعہ علوم مختلفہ	۴/	قانون تعزیرات شوہر
بہشت کا دروازہ (نظامی)	۲/	زمین دارنامہ حصہ اول	۴/	قانون اقوام فوجداری حوالگی مجرمان ایکٹ ۱۸۷۹ء
ہدایت القضاۃ بیان نکاح وطلاق	۸/	مجموعہ کاغذات کارروائی بجواب مکتوب احمدی	۴/	مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ و ۵ سنہ [illegible]
ہر رقعہ شریف مجموعہ تعویذات ونقوش	۴/	انشاء حیرت نئی طرز کے تہذیب کی انشاء	۴/	شرح قانون سرٹیفکٹ جانشینی ایکٹ ۷ سنہ ۹[illegible]
تحفۃ الہند دررد ہندو۔	۹/	اردوے معلے غالب	عہ	معہ مکمل شرح وحوالہ فیصلہ جات ہائیکورٹ وولکلی [illegible]
سنی وشیعہ دونو کا نیا ودینی قول فیصل	۱/	تاریخ حلبۂ قیصری راجگان ووالیان ہند		مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ سنہ [illegible] وترمیمات
چراغ معرفت تصوف مین چند رسائل	۲/	وانگلینڈ کے فوٹو ومفصل حالات تاریخی وغیرہ وغیرہ		شل ایکٹ ۲ سنہ [illegible] وگیارہ سنہ [illegible] وغیرہ وغیرہ
فضائل چاریار	۳/	نہایت خوشخط وکثیر الحجم۔	سے	اصول نظائر دہرم شاستر حصہ اول ودوم
مجلس گیارہوین	۳/	آئینۂ اودھ تواریخ اودھ (نظامی)	عہ	خلاصہ نظائر فوجداری بابت سالہ حصہ اول تعزیرات [illegible]
اسرار الہدے بجواب سوالات شیعان		مخزن الادویات انگریزی اردو وہندی	۵/	جسمین ویکلی رپورٹ ۲۶ جلد بنگال لارپورٹ ۱۵ جلد
از جوہر علی سنی جدیدی	۸/	علاج الغرباء	۹/	نتیجہ ہائیکورٹ رپورٹ بمبئی ۱۳ جلد وہائیکورٹ رپورٹ مدراس [illegible] وغیرہ
انوار الہدے دررد شیعان از شیخ احمد		تفارق الامراض طب مین	۱/	خلاصہ نظائر فوجداری بابت سالہ جلد دوم [illegible]
شیعی جدیدی	۶/	مجموعہ رسالہ بحران وآتشک وغیرہ طب مین	۲/	فوجداری حسب صفت مذکورہ بالا۔
ناصر اسلام	۳/	قرابادین سلطانی	۴/	مجموعہ قوانین تعزیرات ہند جسمین ایکٹ [illegible] سنہ [illegible]
مولد شہید	۳/	موضح الکالون ترجمہ موجز القانون طب مین	۲/	ایکٹ [illegible] وایکٹ ۱۹ سنہ [illegible] از سر نو ترتیب دیگئی ہین وایکٹ [illegible]
مرأۃ الصور یعنی عروس لغت بزبان نسوان	۲/	فرسنامہ باتصویر۔	۹/	وایکٹ [illegible] وایکٹ [illegible] سنہ [illegible] وغیرہ اضافہ کیا گیا ہے
الذار النجوم نجوم مین	۱۴/	تریاق استمنا ضعیف الباہ وغیرہ کا علاج	۴/	ایزدنامہ بجواب خالق باری
اصول الرمل رمل مین	۸/	اقتصادی اردو	۴/	منادی شریعت نصائح مین
شمس الرمل	۸/	تذکرۃ الوفاق فی علاج المراق	۴/	شبکلکشا ترجیع بند مرثیہ اسلام

نام کتب	قیمت
[..]جاره بطرز جدید	۱۲/
[..]نامہ حضرت علی رض	۲/
[..]ن ضیاء نور	۹/
[..]ستان سخندان نظم دل پسند	۲/
[..]ن شاه نیاز احمد	۲/
[..]ار ریختہ زبان اردو کی تحقیق	۱/
دلور عہ مخمس قصیده برده معہ ترجمہ دا[..] [..]ی اردو و پنجابی۔	۸/
[..]ض النور آنحضرت صلعم سے اولیاء [..]تک تواریخ رحلت	۴/
[..]وی شیرین خسرو از مولانا نظامی گنجوی	۲/
[..]وی شیرین خسرو بجواب زلیخا	۲/
[..]اہر بدائع	۱۰/
[..]ند نامہ عطار مطبوعہ نظامی	۱/
[..]وان نہر براز نبیرهٔ واجد علی شاه	۸/
[..]نوی عالم از نواب بادشاه محل [..] واجد علی شاه۔	[illegible]
دیوان ترانہ ایمان در نعت	۴/
[..]شنوی مہر و مشتری	۴/
[..]ترکیب کرما	[illegible]
[..]چار یار کا ڈنکا	[illegible]
رباعیات شہباز	[illegible]
فسانہ گلشن	۶/
نغمہ دل [illegible]	۲/
نغمہ [illegible] حصہ اول دوم	۱۰/
مجموعہ [illegible]عیات	[illegible]
دیوان [illegible]ویر	۴/
جوئے نامہ باتصویر	۱/

نام کتب	قیمت
اعجاز حسینی بیان شہادت حضرت امام حسین ع	۵/
سخن بے مثل	[illegible]
مرآت الخیال	[illegible]
شبستان عشق	[illegible]
دیوان نویدی	[illegible]
ده مجلس	[illegible]
گلزار اعجاز مطبوعہ نظامی۔	۱/
مثنوی جوہر عشق	۳/
گلزار خلیل	۱۵
مثنوی طلسم الفت یا مثنوی تلق	۱۰/
عطر مجموعہ نعت معہ رسالہ نہر لبن	۲/
عروس مضمون یا دیوان اشرم۔	۳/
بہارستان افیون	[illegible]
افیونیوں کی کریما معہ ترمیم شده خالق باری	۱/
مثنوی سبحۃ الابرار	۳/
مثنوی نشتر غم	۴/
پدماوت رانی نظم باتصویر	۴/
خالق باری اکرم ترمیم شده	۱/
بحر الفصاحت عروض و قوافی میں	۴/
حارق الاشرار معہ مناجات سلیم خمسہ ظفر شاه	۱/
ریاض بہار آگین	۳/
دیوان خلیل	۳/
بکٹ کہانی	۱/
مسدس حیرت بجواب مسدس حالی ہر سہ حصہ اول ۱۲/ دوم ۸/ سوم	۸/
گلزار ترنم معروف بہ نغمہ آسا	۵/
نالۂ دل شکن	۳/
روضۂ نعت	۱/

نام کتب	قیمت
مثنوی انتخاب رقم خمسہ مثنوی میر حسن بطرز جدید	۴/
گلزار اسیر و رد نشرہ نثار و نثر عشق از مصنف [illegible]	۸/
رسالہ تیراکی باتصویر	۳/
جادو کا کھیل ہر سہ حصہ	۹/
محاورات ہند جس میں دس ہزار ہندو اردو محاورے ہیں۔	۱۲/
رکاز الفیوض حساب میں	۲/
مخازن الامثلہ	۳/
آفتاب حساب مفید پٹواریان و قانونگویان	۵/
منطق کی پہلی کتاب۔	۲/
گلشن شہرت سہ حصہ سمر بزم فی حصہ	۴/
اقسام الطعام شاہجہانی ساڑھے پانسو ترکیب طعام دستہائی و مربے و اچار وغیرہ مندرج ہیں	۱۲/
رسالہ گلٹ معہ تصویر حصہ اول	۲/
اصول جر ثقیل کلون وغیرہ کا بیان	۷/
رسالہ کبوتر بازی باتصویر۔	۳/
زخم بسمل نام ہی خنجر زنی کر رہا ہے۔	۱/
ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء یعنی مجموعہ ضابطہ دیوانی قرعہ۔	[illegible]
تفسیر فتح العزیز پارہ عم زبان اردو	[illegible]
بہارستان شرح بوستان سعدی	[illegible]
علم کیمیا کیمیا کا مفصل بیان۔	۶/
طلسم بنگالہ نقوش و تعویذات کا مخزن	۳/
انشائے فیض رحمانی	[illegible]
تریاق آتشک	[illegible]
مکتوبات احمدی	[illegible]
الکہند طب	[illegible]
جنتری ہر قسم موجود ہیں۔	

[illegible]



